اسلام اور عیسائیت نیز اسلام اور مرزائیت سے متعلق اہم علمی مباحث

اسلام اور نصرانیت

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی سات کتابوں کا مجموعہ

ناشر
ادارہ اسلامیات
کراچی — لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اسلام اور عیسائیت نیز اسلام اور مرزائیت سے متعلق اہم علمی مباحث

اسلام اور نصرانیت

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی سات کتابوں کا مجموعہ

ENTERED
M-33373

ناشر
ادارہ اسلامیات
کراچی — لاہور

Marfat.com

297.472
2891 وس م
141298

پہلی بار: محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۱
اہتمام: اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر: ادارۂ اسلامیات کراچی۔ لاہور

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات :	موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی
ادارۂ اسلامیات :	۱۹۰، انار کلی لاہور
ادارۂ اسلامیات :	دینا ناتھ مینشن، شارع قائد اعظم، لاہور
ادارۃ المعارف :	ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبۂ دارالعلوم :	جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
دارالاشاعت :	ایم اے جناح روڈ
ادارۂ تالیفات اشرفیہ :	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر
ادارۂ تالیفات اشرفیہ :	جامع مسجد تھانیوالی ہارون آباد بہاولنگر
بیت القرآن :	اردو بازار کراچی
بیت الکتب :	نزد اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم :	نابھہ روڈ، پرانی انار کلی، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ سرہٗ قریبی دور کے اُن نامور مستند علماء میں شامل ہیں جن کے تلامذہ اور جن کی تصانیف آج بھی مشعل راہ ہیں۔ وہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور دوسرے اکابر علماء کے تلمیذ خاص تھے۔ ابتدائی دور میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ میں ان کا شمار رہا وہاں انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں ھجرت کے بعد پاکستان آکر پہلے ریاست بھاولپور اور پھر لاہور جامعہ اشرفیہ میں برسہا برس شیخ الحدیث اور مرجع العلماء رہے۔ انکی تصانیف میں تفسیر معارف القرآن آٹھ جلد، سیرۃ المصطفیٰ چار حصے دو جلد معروف ومشہور ہیں۔ حدیث شریف اور علم عقائد وکلام میں خاص مہارت تھی عقائد میں ان کی کتاب عقائد الاسلام اور علم الکلام اپنی مثال آپ ہیں عیسائیت اور قادیانیت کی تردید میں انہوں نے کئی رسائل تحریر فرمائے تھے جواب ناپید ہوتے جارہے ہیں یہ رسائل حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے ایک مرتبہ مجموعہ کی شکل میں طبع کئے تھے مگر یہ مجموعہ بھی اب ناپید ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ یہ رسائل ایک مرتبہ اور طبع کر کے محفوظ کردیئے جائیں تاکہ یہ علمی خزانہ علماء اور طلباء کی دسترس میں رہے اور وہ اس سے استفادہ کرسکیں

امید ہے کہ اہل علم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

والسلام

ناشر

اشرف۔ برادران سلمہم الرحمٰن

Marfat.com

اجمالی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	تا	صفحہ نمبر
۱	اسلام اور نصرانیت	۱۳	تا	۸۲
۲	احسن الحدیث فی ابطال التثلیث	۸۳	تا	۱۶۲
۳	القول المحکم فی نزول عیسی بن مریم	۱۶۳	تا	۲۱۲
۴	لطائف الحکم فی اسرار نزول عسیٰ بن مریم	۲۱۳	تا	۲۴۴
۵	اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف	۲۴۵	تا	۲۶۴
۶	بشائر النبیین بظھور خاتم المرسلین	۲۶۵	تا	۳۷۰
۷	کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	۳۷۳	تا	۴۷۶

Marfat.com

تفصیلی فہرست

مضمون | صفحہ نمبر

	مضمون	صفحہ نمبر
۱	**اسلام اور نصرانیت**	۱۳
۲	عیسائیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب	۱۹
۳	توحید	۲۱
۴	نصاریٰ کا عقیدہ	۲۳
۵	اسلام کا عقیدہ	۲۵
۶	صفاتِ باری عزاسمہ	۲۷
۷	عیسائی مذہب کی بناء پر شانِ خداوندی کا نمونہ	۳۶
۸	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۳۷
۹	طریقۂ امتحان	۳۷
۱۰	صفاتِ خداوندی کے متعلق عہد عتیق کا نمونہ	۳۸
۱۱	صفات انبیاء	۴۱
۱۲	مسئلہ نجات	۴۴
۱۳	قرآن کریم کا توریت وانجیل سے تقابل	۴۷
۱۴	شریعت محمدیہ کا شریعت موسویہ وعیسویہ سے تقابل	۵۶
۱۵	سرور عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء اور خاتم النبیین ہونے کا عقلی ثبوت	۶۴
۱۶	سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر عیسائیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب باصواب	۶۸

Marfat.com

مضمون		صفحہ نمبر
۱۷	مسیحی علماء سے ایک محمدی عالم کے چند سوالات	۷۸
۱۸	احسن الحدیث فی ابطال التثلیث	۸۳
۱۹	توحید فی التثلیث وتثلیث فی التوحید کا خلاف عقل ہونا	۸۹
۲۰	پادریوں کی طرف سے اقانیم ثلاثہ کی تاویل اور اہل اسلام کی طرف سے اس کا جواب	۹۲
۲۱	ایک عجیب حکایت	۱۰۰
۲۲	معاذ اللہ، معاذ اللہ کیا خدا تعالیٰ مجسم ہوسکتا ہے؟	۱۰۳
۲۳	اسلام کا عقیدہ	۱۰۳
۲۴	نصاری کا عقیدہ	۱۰۳
۲۵	عقیدۂ تجسیم کے بطلان کے دلائل	۱۰۵
۲۶	فصل: ادلۂ ابطال تثلیث	۱۱۱
۲۷	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مناظرہ نصاری کے ساتھ	۱۲۰
۲۸	توحید از صحف انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام	۱۳۰
۲۹	توحید از اقوال حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام	۱۳۴
۳۰	ابطال ادلۂ الوہیت	۱۳۵
۳۱	صدائے اسلام	۱۴۲
۳۲	حضرت عیسیٰ کے متعلق اسلام کا عقیدہ	۱۴۷
۳۳	السوال العجیب فی الرد علی اھل الصلیب	۱۵۲
۳۴	الجنون فنون	۱۵۸
۳۵	القول المحکم فی نزول عیسی بن مریم	۱۶۳

Marfat.com

مضمون		صفحہ نمبر
۳۶	مرزائیوں سے مخلصانہ و ہمدردانہ استدعاء	۱۶۷
۳۷	حضرت مسیحؑ کی حوارئین کو اپنے نزول کی بشارت	۱۶۹
۳۸	اجماع امت	۱۷۱
۳۹	مرزا غلام احمد کا اقرار و اعتراف	۱۷۱
۴۰	احادیث نزول عیسی بن مریم	۱۷۲
۴۱	مرزائیوں کی تحریف	۱۸۰
۴۲	عدالت کی ایک نظیر	۱۸۱
۴۳	احادیث نزول کا تواتر	۱۸۲
۴۴	مرزائے قادیان کی جسارت	۱۸۳
۴۵	مسیح موعود کی صفات اور علامات	۱۸۴
۴۶	مرزائیوں سے ایک سوال	۱۸۵
۴۷	مرزائیوں سے ایک اور سوال	۱۸۶
۴۸	مرزا صاحب کا اپنے اقرار کے بموجب کاذب ہونا	۱۹۱
۴۹	ضمیمہ حضرت عیسی علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے	۱۹۵
۵۰	حضرت عیسی علیہ السلام کو احکامِ شریعت کا علم کس طرح ہوگا۔	۱۹۷
۵۱	ظہور مہدی	۲۰۳
۵۲	حضرت عیسی علیہ السلام اور مہدی دو شخص ہیں۔	۲۰۵
۵۳	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۲۰۸
۵۴	مرزا کا مہدی ہونا محال ہے۔	۲۰۹

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	
۲۱۳	لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسی بن مریم	۵۵
۲۲۰	جناب مسیح بن مریم کو نزول من السماء، اور قتل دجال کے لئے خاص کیوں کیا گیا۔	۵۶
۲۲۵	دجال اس امت میں کیوں ظاہر ہوگا۔	۵۷
۲۲۷	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۵۸
۲۳۳	الاعلام بمعنی الکشف والوحی والالھام	۵۹
۲۳۳	کشف	۶۰
۲۳۳	الہام	۶۱
۲۳۴	وحی	۶۲
۲۳۴	وحی اور الہام میں فرق	۶۳
۲۳۵	وحی رحمانی اور وحی شیطانی میں فرق	۶۴
۲۳۸	صوفیہ کے شطحیات	۶۵
۲۳۸	الہام کا حکم شرعی	۶۶
۲۴۲	مرزا صاحب کو اپنے الہام پر خود بھی یقین نہ تھا۔	۶۷
۲۴۵	**اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف**	۶۸
۲۴۷	مرزائیوں کے نزدیک بھی اسلام اور مرزائیت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے۔	۶۹
۲۴۹	امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع	۷۰
۲۵۱	قتل مرتد کے متعلق مرزائی خلیفہ اول حکیم نور الدین کا فتوی	۷۱
۲۵۱	قادیانیوں کو حج بیت اللہ کی ممانعت کی وجہ	۷۲

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	
۲۵۲	قائد اعظم کا مذہب	۷۳
۲۵۳	تمام روئے زمین کا کلمہ گو مسلمان مرزائیوں کے نزدیک کافر اور جہنمی اور اولاد الزنا ہیں۔	۷۴
۲۵۹	مرزا صاحب پر مستقلا صلاۃ وسلام کی فرضیت	۷۵
۲۵۹	چودھری ظفر اللہ کا سلام ٹریکٹ۔	۷۶
۲۶۱	ایک ضروری گذارش	۷۷
۲۶۳	خاتمۂ کلام	۷۸
۲۶۵	بشائر النبیین بظهور خاتم الانبیاء والمرسلین	۷۹
۲۶۷	تقریظ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ	۸۰
۲۶۸	تقریظ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ	۸۱
۲۷۷	بشارت اول	۸۲
۲۷۹	اہل کتاب کی ایک تحریف کا ذکر	۸۳
۲۸۸	بشارت دوئم	۸۴
۲۹۱	فائدہ جلیلہ	۸۵
۲۹۴	بشارت سوم	۸۶
۲۹۸	بشارت چہارم	۸۷
۲۹۹	بشارت پنجم	۸۸
۳۰۳	بشارت ششم	۸۹
۳۱۶	بشارت ہفتم	۹۰
۳۱۸	بشارت ہشتم	۹۱

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	
۳۲۱	بشارت نہم	۹۲
۳۲۲	بشارت دہم	۹۳
۳۲۳	بشارت یازدہم	۹۴
۳۲۳	بشارت دوازدہم	۹۵
۳۲۴	بشارت سیزادہم	۹۶
۳۲۴	بشارت چہاردہم	۹۷
۳۲۵	بشارت پانزدہم	۹۸
۳۳۳	بشارت شانزدہم	۹۹
۳۳۴	بشارت ہفدہم	۱۰۰
۳۳۹	بشارت ہشت دہم	۱۰۱
۳۴۱	عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	۱۰۲
۳۴۲	بشارت نوازدہم	۱۰۳
۳۴۳	بشارت بستم	۱۰۴
۳۴۵	بشارت بست ویکم	۱۰۵
۳۴۸	لفظ فارقلیط کی تحقیق	۱۰۶
۳۶۱	نصاری کے چند شبہات واوہام اوران کا ازالہ	۱۰۷
۳۶۳	بشارت بست ودوم	۱۰۸
۳۶۴	بشارت بست وسوم	۱۰۹
۳۶۷	بشارت بس وچہارم وپنجم	۱۱۰
۳۷۰	گذارش مولف	۱۱۱

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	
۳۷۳	کلمة الله فی حیات روح اللہ	۱۱۲
۳۷۵	تقریظ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۳
۳۷۶	تقریظ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۴
۳۷۹	تمہید	۱۱۵
۳۸۱	تحدیث بالنعمۃ	۱۱۶
۳۸۳	مقدمہ	۱۱۷
۳۹۱	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی دلیل	۱۱۸
۳۹۸	فائدہ	۱۱۹
۳۹۹	ایک شبہ کا ازالہ	۱۲۰
۴۰۸	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری دلیل	۱۲۱
۴۱۲	ایک وہم کا ازالہ	۱۲۲
۴۲۵	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی تیسری دلیل	۱۲۳
۴۲۷	لفظ توفی کی تحقیق	۱۲۴
۴۴۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضرت ابن عباس کی تصریحات	۱۲۵
۴۵۹	ایک وہم اور اس کا ازالہ	۱۲۶
۴۶۰	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی دلیل	۱۲۷
۴۶۱	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی پانچویں دلیل	۱۲۸
۴۶۳	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چھٹی دلیل	۱۲۹
۴۶۳	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی ساتویں دلیل	۱۳۰

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	
۴۶۴	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی آٹھویں دلیل	۱۳۱
۴۶۴	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی نویں دلیل	۱۳۲
۴۶۵	حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دسویں دلیل	۱۳۳
۴۶۷	ایک ضروری تنبیہ	۱۳۴
۴۶۹	حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت	۱۳۵
۴۷۱	رفع الی السماء اور نزول من السماء الی الارض کی حکمت	۱۳۶
۴۷۴	حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام رسول بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں۔	۱۳۷

Marfat.com

اسلام اور نصرانیت

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّىۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ

حق جل شانہ جس طرح اپنے بندوں کی ظاہری اور جسمانی حیات اور زندگی کے بقاء اور تحفظ کے لئے قسم قسم کے سامان پیدا فرمائے، طرح طرح کے میوے پھل اور غلے پیدا کئے اور گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے لباس اور مکان کو پیدا کیا۔ پھر کسی کو بقدر سدِّ رمق دیا اور کسی کو قسم قسم کے الوان نعمت سے نوازا۔ کسی کو رہنے کے لئے ایک جھونپڑا اور پھونس کا چھپر ہی دیا اور کسی کو عالیشان محل عطا فرمایا۔ اور کسی کو بقدر سترِ عورت دیا اور کسی کو بیش بہا حلّہ اور زریں خلعت پہنایا۔

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا۔

ہم نے ہی دنیوی زندگی میں ان کی روزی کو تقسیم کیا ہے۔

کسی کو سادہ خمیرہ گاؤزبان دیا اور کسی کو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا دیا۔ کسی کو عرق گذر دیا اور کسی کو عرق ماء اللحم جس کے لئے جو مناسب جانا وہ دیا۔ اور جسمانی صحت کی حفاظت کے لئے طبیبوں اور ڈاکٹروں کو پیدا کیا اور طبی قواعد اور اصول ان کے قلب میں القاء کئے پس جس طرح انسان کی چندروزہ زندگی کے لئے یہ سامان پیدا فرمایا، اسی طرح حق جلّ شانہٗ نے روحانی حیات اور زندگی کے لئے انبیاء و مرسلین کے توسط سے اپنی ہدایات وارشادات اور تعلیمات وتلقینات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور بتلایا کہ خداوند ذوالجلال کو یکتا اور بے مثل اور مجمع جمیع صفات کمال سمجھو۔ اسی کی عبادات اور بندگی کرو اور یہ سمجھو کہ وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔ اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اور جزاء اور سزا یوم آخرت اور روز قیامت کو حق سمجھو اور یقین رکھو کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہوگے اور مالک حقیقی کے سامنے پیش ہوگے۔ اور وہ تم کو ان اعمال کا

Marfat.com

بدلہ دیگا۔ نبی مکلم اور رسول معظم حضرت آدم سے لے کر خاتم الانبیاء والمرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین تک تمام انبیاء ورسل انہیں امور کی تلقین کرتے آئے اس میں کسی قوم اور کسی فرقہ کی تخصیص نہیں۔ لیکن یہ امور کہ خدا کی کیا شان ہونی چاہئے؟ اس کی عبادت اور بندگی کا کیا طریقہ ہے؟ اس کے ارکان اور شرائط وآداب کیا ہیں؟ معاد کی کیا حقیقت ہے؟ جزاء اور سزا سے کیا مقصد ہے؟ نبوت ورسالت کے کیا معنی ہیں؟ انبیاء ومرسلین کے کیا اوصاف ہونے چاہئیں؟ کون سے امور حق جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ اور کون سے ناپسندیدہ ہیں؟ ان امور کا جواب تمام ادیان اور مذاہب میں یکساں نہیں مل سکتا۔ اس اعتبار سے ادیان اور مذاہب میں فرق مراتب ہے۔ جس مذہب اور شریعت میں ان باتوں کا مفصل اور مکمل جواب ہو وہی دین سے سب سے زیادہ صحیح اور بہتر اور سب سے افضل اور اکمل ہے اور وہی مذہب عالمگیر ہے۔

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہما وسلم تک جس قدر صحیفے اور کتابیں آسمان سے اتریں، وہ ایک خاص قوم اور ایک خاص طبقہ کی زندگی کے لئے کافی تھیں مگر ہمہ گیر اور عالمگیر نہ تھیں اور زندگی کے تمام شعبوں کے لئے حاوی نہ تھیں۔ توریت کی کتاب الاحبار کو اٹھا کر دیکھئے، زندگی کے تمام شعبوں میں سے صرف قربانی اور قصاص اور جانوروں کی حلت وحرمت کے احکام اور حدود وتعزیرات مذکور ہیں۔ اور توریت کی پانچوں کتابوں میں جنت اور جہنم، قیامت اور یوم آخرت، اعمال کی جزاء اور سزا کا بالکل ذکر نہیں۔ صرف دنیوی برکتوں اور لعنتوں کا ذکر ہے کہ خدا کی اطاعت کرنے والوں کے لئے دنیا کی یہ برکتیں ہیں اور نافرمانوں کے لئے یہ لعنتیں اور ذلتیں ہیں۔ انجیل میں قیامت کا اگر کچھ ذکر آیا ہے، تو بہت مجمل اور مختصر اخلاق اور روحانیت کی کچھ تعلیم ہے۔ باقی دنیوی اور اخروی زندگی کے شعبوں کے متعلق کوئی تعلیم نہیں۔

زبور میں صرف مناجات اور خدا کی حمد اور ثناء ہے۔ احکام شریعت کا بالکل ذکر نہیں۔
انجیل میں زیادہ تر حضرت مسیحؑ کے حالات اور معجزات کا ذکر ہے۔ احکام برائے نام

Marfat.com

ہیں۔

اور جو صحیفے دو دو چار چار ورق کے، عہد عتیق میں درج ہیں کہ جن میں سوائے کسی قصہ کے اور کسی شے کا بیان نہیں، ان کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جو کتاب نازل ہوئی، وہ ایسی جامع اور ہمہ گیر نہ تھی کہ جو زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی اور دنیا و آخرت کی صلاح اور فلاح کی کفیل اور ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر قوم کے مناسب ہوتی۔ اس لئے حق جل شانہ نے جب نبوت و رسالت کے سلسلہ کے ختم کا ارادہ فرمایا۔ تو ایسی جامع کتاب نازل فرمائی کہ جو انبیاء سابقین کی ہدایات اور تلقینات اور ارشادات و تعلیمات کی جامع ہو۔ اور جو امور انبیاء و مرسلین کی طرف غلط منسوب ہیں ان کی مصلح ہو۔ اور جن امور کی تکمیل کی ضرورت ہے۔ ان کی مکمل ہو۔ تا کہ اس مکمل ہدایت نامہ کے بعد دنیا کی کسی قوم اور کسی ملک کو کسی دوسری ہدایت کی ضرورت باقی نہ رہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے ہر چیز بیان کر دے اور پچھلوں کے تمام طریقے تم کو بتلا دے۔

یعنی ہدایت کے جو طریقے اللہ نے انبیاء سابقین کو متفرقاً بتلائے تھے، وہ سب کے سب مجتمعاً اللہ نے تم کو بتلا دیئے۔ دین اسلام کیا ہے، تمام محاسن اور خوبیوں کا مجموعہ ہے۔

حسنِ یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کون نہیں جانتا کہ انسان کی زندگی کے تین دور ہیں۔ ایک بچپن، ایک شباب اور ایک پیری۔ اور ہر دور کا اقتضا الگ ہے اور ہر دور کی ضروریات جداگانہ ہیں۔ اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ شیر خوارگی کے زمانہ کی غذا صرف ماں کا دودھ ہوتا ہے۔ جوں جوں سن و سال بڑھتے جاتے ہیں، غذا بھی بدلتی جاتی ہے اور احکام بھی بدلتے جاتے ہیں حکومت کی

Marfat.com

طرف سے بچوں اور لڑکوں کے لئے قانون بہت کم اور مختصر ہوتے ہیں۔ اصل قانون عاقل اور دانشمندوں کے لئے ہوتا ہے۔ جوں جوں عقل و شعور بڑھتا جاتا ہے۔ اسی قدر احکام اور پابندیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ اسی طرح نوع انسانی جب شیر خوارگی کا زمانہ گذار رہی تھی، تو اس کی روحانی غذا (یعنی شریعت) بھی بہت مختصر تھی۔ جوں جوں نوع انسانی ترقی کرتی رہی اور اس کا عقل و شعور بڑھتا رہا، تو اس کے لئے احکام اور شریعت بھی پہلے سے بڑھ کر آتی رہی۔ حتیٰ کہ جب نوع انسان اپنے ادراک اور شعور کے اوج پر پہنچ گئی اور اس قابل ہوگئی کہ دقیق سے دقیق مسائل سمجھ سکے، تو اس کے لئے ایک کامل اور مکمل شریعت اتاری گئی کہ جو ہر قسم کے آئین اور قوانین پر مشتمل ہے اور ایسے صحیح اور محکم اصول کی جامع ہے کہ جن میں ذرہ برابر اختلال اور اضمحلال کا امکان نہیں۔ اور نہ اس شریعت کے بعد کسی شریعت کی ضرورت ہے۔

اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دین اسلام تمہارے لئے پسند کیا۔

اور اس تکمیل سے اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام اور احسان کو پورا فرمایا۔ اب خدا تک پہنچنے کے لئے اسلام کے سوا اور کوئی راستہ نہیں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الاِسلام وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الاِسلامِ دیناً فَلَنْ یُقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الآخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ان تصریحات اور تشریحات کے بعد کسی سلیم العقل اور صحیح الفطرت کو اسلام کے دین کامل اور عالمگیر اور ہمہ گیر مذہب ہونے میں کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ لیکن متعصب اور معاند کی نظر میں اسلام کے محاسن اور مناقب، قبائح اور معائب دکھلائی دیتے ہیں۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش درنظر

Marfat.com

عیسائیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

عیسائیوں نے اسلام پر بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ لیکن اپنے زعم میں ایک اعتراض کو بہت اہم اور مہتم بالشان سمجھ کر بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ قرآن میں جس قدر بھی عمدہ مضامین ہیں وہ سابقہ کتب سے لئے گئے ہیں۔ قرآن میں کوئی جدید شے نہیں۔ لہذا کتب سابقہ کے ہوتے ہوئے قرآن کی کیا ضرورت ہے؟ اسی بناء پر بہت سے پادریوں نے بہت سی کتابیں اور مضامین عدم ضرورت قرآن کے نام سے لکھے ہیں۔

اس وقت تحریر سے مقصد یہ ہے کہ تعلیم اسلام کا توریت وانجیل کی تعلیم سے مقابلہ کر کے یہ دکھلائیں کہ قرآن کی تعلیم کس درجہ اعلیٰ اور اکمل اور کس قدر افضل اور برتر ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کس قدر عقل سلیم اور فہم مستقیم کے مطابق ہے۔ اور قرآن کی ان تعلیمات کو لوگوں کے سامنے پیش کریں کہ جن کا کسی کتاب میں نام ونشان بھی نہیں۔

مگر قبل اس کے کہ ہم تفصیلی جواب کی طرف متوجہ ہوں۔ علماء نصاریٰ کی خدمت میں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ یہ سوال بعینہ انجیل پر بھی وارد ہوسکتا ہے کہ انجیل میں وہ کون سے نئے جدید مضامین ہیں جو توریت اور کتب سابقہ میں موجود نہیں۔ حضرت مسیح کا خود مقولہ ہے:۔

"قیامت تک توریت کا شوشہ بھی نہیں ہٹے گا۔ میں بھی اس کی تعمیل کے لئے آیا ہوں"۔

حضرت مسیح کے اس مقولہ کو پیش نظر رکھ کر حضرات نصاریٰ انجیل کی ضرورت ثابت کریں۔ علماء نصاریٰ عاجز ہوکر یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ روحانی تعلیم کے لئے انجیل کی ضرورت ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی اس حقیقت کا جواب نہیں ہوسکا کہ انجیل میں وہ کون سی روحانی تعلیم ہے، جو کتب سابقہ میں موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

قبل اس کے کہ ہم تعلیمات اسلام کی خصوصیات اور اس کے امتیازات کو ذکر کریں، یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ انبیاء ومرسلین کی بعثت کا مقصد صرف اتنا ہے کہ خالق اور مخلوق، بندہ اور خدا میں تعلق قائم کرنے کے طریقے بتلائیں۔ اور خداوند ذوالجلال کے احکام اور اوامر ونواہی اور مرضی اور نامرضی سے آگاہ کریں اس لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ بعد میں آنے والا نبی من اولہ الی آخرہ کوئی جدید شریعت اور نئے احکام ہی لے کر آئے۔ ورنہ حضرت ہارون اور حضرت یوشع اور دیگر حضرات انبیاء بنی اسرائیل کی نبوت ورسالت کی کیا دلیل ہے۔ نیز حضرت مسیح جو توریت کا نقطہ ورایک شوشہ بھی بدلنے کے لئے نہیں آئے۔ نصاریٰ کے زعم باطل کی بناء پر جسمانی حیثیت ہی سے ان کی نبوت ورسالت کی کوئی دلیل بتلائی جائے۔ نصاریٰ فقط انجیل سے ان تعلیمات کا حوالہ دیں کہ جو کتب سابقہ توریت اور زبور وغیرہ میں مذکور نہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شاذ ونادر حکم انجیل میں ایسا ہو کہ جو توریت وزبور میں نہ ہو۔ لیکن توریت وزبور میں ہزارہا وہ مضامین ملیں گے کہ جن کا انجیل میں کہیں پتہ نہیں۔

انشاء اللہ ہم غلامانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو عنقریب تعلیمات اسلام کی فضیلت اور برتری ثابت کر دکھائیں گے۔ لیکن حضرات نصاریٰ ذرا تیار ہو جائیں کہ اگر علمائے یہود یہ سوال کر بیٹھیں کہ انجیل بھی کتب سابقہ کا اقتباس ہے۔ توریت کے ہوتے ہوئے انجیل کی کیا ضرورت ہے، تو حضرات نصاریٰ اس وقت کیا جواب دیں گے؟ ہم بھی اس جواب کو سننا چاہتے ہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ اب ہم سے سنئے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ اصول دین کا اصول دین کے ساتھ مقابلہ کر کے بتلاتے ہیں، فروع کو اس پر قیاس کر لیا جائے۔

فأقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق وھو الھادی الیٰ سواء الطریق

Marfat.com

توحید

اسلامی تعلیمات میں سب سے اہم اور مقدم توحید کی تعلیم ہے۔کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں کو جو توحید کا مدعی نہ ہو۔اور دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جس میں توحید کا ذکر نہ ہو۔حتیٰ کہ مشرک اور بت پرست بھی اس کے قائل ہیں کہ قادر مطلق اور خالق ارض وسماوہی ایک خداوندِ ذوالجلال ہے۔اس لحاظ سے توحید کوئی نئی شے نہیں۔مطلق توحید کے لحاظ سے کسی مذہب کو کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔اسلام کو اس بارہ میں جو خاص خصوصیت اور خاص امتیاز حاصل ہے وہ یہ کہ اسلام کی توحید نہایت کامل اور مکمل اور شرک کے ہر قسم کے شائبوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے جس کی وجہ سے اب کسی اور مذہب کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ کمال کے بعد ہر شئی کی انتہاء ہو جاتی ہے۔

منتہائے کمال نقصان ست گل بریز د بوقت سیرابی۔(سعدی)

توحید کامل کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح ذات خداوند میں کوئی شریک نہیں،اسی طرح اس کی صفات مخصوصہ اور افعال مخصوصہ میں بھی کوئی اس کا شریک اور سہیم نہیں۔مثلاً جلانا اور مارنا اور عالم الغیب ہونا یہ اس کی صفات مخصوصہ ہیں۔کسی ایک صفت میں بھی اس کا کوئی شریک اور مماثل نہیں اور اسی طرح نہ اس کی عبادت اور بندگی میں کوئی اس کا شریک ہے۔ صرف وہی معبود حقیقی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔جب تک توحید فی الذات کے ساتھ توحید فی الصفات اور توحید فی العبادت نہ ہو،اس وقت تک توحید ناقص اور ناتمام ہے۔

اسلام کے سوا تمام ارباب مذاہب اپنے اوتاروں اور پیغمبروں کے لئے وہ اوصاف مانتے ہیں کہ جو حق جل شانہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔جس کی وجہ سے توحید فی الصفات سے محروم اور شرک فی العبادات میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اسلام آیا اور اس نے اپنے پیروؤں کے لئے خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سوا کسی کے سامنے سر جھکانے کو حرام کر دیا۔اولیاء اور ان کے مقابر کو سجدہ کرنے کی سخت ممانعت کی

Marfat.com

اور توحید ہی کی تکمیل کے لئے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی آپ کی عبدیت اور بندگی کا اقرار ساتھ ساتھ لگا دیا۔ تاکہ اور قوموں کی طرح آپ کی امت آپ کو معاذ اللہ خدا اور معبود نہ سمجھ بیٹھے بلکہ آپ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول سمجھتی رہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ محبوب نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ یعنی جس نام سے اللہ کی عبدیت اور بندگی ٹپکتی ہو۔

توحید کے باب میں ہندوؤں کا تو کچھ حال ہی مت پوچھو۔ دو چار تو کیا دس بیس خداؤں کے بھی قائل نہیں کہ کوئی شخص ان کے خداؤں کی فہرست بھی مرتب کر سکے۔ ہندوستان کے اکیس کروڑ ہندو تینتیس کروڑ دیوتا اور معبود کے قائل ہیں۔ تینتیس کروڑ معبودوں کو اگر اکیس کروڑ عابدوں پر تقسیم کیا جائے تو حساب سے فی عابد ڈیڑھ معبود حصہ میں آتا ہے۔

حال میں ایک فرقہ آریوں کے نام سے پیدا ہوا ہے جو توحید کا مدعی ہے اور یہ کہتا ہے کہ وید بھی توحید خالص کا حامی اور شرک کا دشمن ہے۔ لیکن نصاریٰ کی طرح وہ بھی خدا کے سوا مادہ اور روح کو قدیم ازلی مانتا ہے۔ نصاریٰ ہیں کہ وہ دعوائے توحید کے ساتھ تثلیث کے بھی مدعی ہیں۔ لیکن آج تک کسی بڑے سے بڑے فیلسوف عیسائی سے بھی توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کا مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہو سکے گا۔

قرآن کریم ساڑھے تیرہ سو سال سے باآواز بلند پکار رہا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم معاذ اللہ خدا نہیں۔ بلکہ خدا کے برگزیدہ رسول اور پیغمبر ہیں۔ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ عفیفہ اور مطہرہ ہیں۔ جو شخص حضرت مسیح بن مریم کی نبوت و رسالت اور ان کی والدہ ماجدہ کی طہارت و نزاہت کا اقرار نہ کرے، وہ خدا کے نزدیک مغضوب اور ملعون ہے۔

۱۹۱۷۹۸

Marfat.com

ساڑھے تیرہ سو سال کی مسلسل چیخ وپکار کے بعد بنی اسرائیل کی بھیڑیں چونکی ہو کر اب دیکھتی ہیں کہ یہ کیا آواز ہے۔

بنی اسرائیل کی اکثر اور بیشتر بھیڑیں اب اسی طرف آچکی ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم بیشک اللہ کے بندے اور اس کے رسول برحق تھے۔

حضرت مسیح کی الوہیت کے بجائے نبوت ورسالت کا اقرار کرنے والے مسیحی سچے دل سے بتائیں کہ تم کو اس خواب غفلت سے کس نے جگایا۔ اور تم کو یہ صحیح راستہ اب کس نے بتلایا۔ یہ صرف قرآن کا احسان ہے مانیں یا نہ مانیں سوائے قرآن کریم کے تمام دنیا کی کتابیں حضرت مسیح کے ذکر سے خاموش ہیں۔

نصاریٰ کا عقیدہ

نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے مگر اس کی ذات میں تین اقنوم ہیں اب اور ابن اور روح القدس اور ان میں سے ہر ایک خدا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں اور خدا بھی ہیں حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت نصاری کا بنیادی عقیدہ ہے نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے خود ہی مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور خدائے مجسم ہو کر ظاہر ہوا اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

غرض یہ کہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح خدا تعالیٰ کے بیٹے بھی ہیں اور خود خدائے مجسّم بھی ہیں اور خداوند واحد کے دوسرے اقنوم بھی ہیں اور خداوند قدوس کے تیسرے اقنوم روح القدس ہیں نصاریٰ جس طرح توحید کو حقیقی مانتے ہیں اسی طرح تثلیث کو بھی حقیقی مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خداوند واحد باوجود وحدت حقیقی کے کثیر حقیقی بھی ہے اور مسیح بن مریم کے ساتھ حقیقۃً متحد ہے اور اس عقیدہ کو توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ ایک تین میں ہے اور تین ایک میں ہے۔

اہل عقل غور کریں کہ کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی مذہب خلاف عقل ہوگا جس

Marfat.com

میں توحید اور تثلیث کو اور وحدت اور کثرت کو (جو ایک دوسرے کی صریح نقیض اور ضد ہیں) متحد مانا گیا ہو عقلاء عالم کا اس پر اتفاق ہے کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین بلاشبہ محال ہے مگر نصاریٰ کہتے ہیں کہ محال نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس پر ان کا ایمان ہے مگر افسوس اگر کوئی بے عقل ۔محال عقلی پر ایمان لے آئے اور اس کو اپنا عقیدہ بنالے تو اس کو اختیار ہے اللہ اس کو عقل دے۔ ساڑھے انیس سو سال گذر گئے مگر علماء نصاریٰ عقیدۂ تثلیث پر نہ کوئی عقلی دلیل قائم کر سکے اور نہ توریت اور انجیل کا ایک حوالہ پیش کر سکے کہ جس میں یہ تعلیم صراحۃً مذکور ہو کہ خداوند واحد کے تین اقنوم ہیں ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس۔ اور یہ تینوں خدا ہیں اور ایک ہیں اور تین ہیں اور ایک تین میں ہے اور تین ایک میں ہے۔

فضلاء نصاریٰ میں اگر ہمت ہے تو اول تو کسی دلیل عقلی سے یہ سمجھائیں کہ ایک اور تین کیسے متحد ہوئے۔

دوم یہ کہ توریت اور انجیل سے کوئی حوالہ پیش کریں جس میں تثلیث اور اتحاد اور خدائے مجسم کی صاف صاف تعلیم اور تلقین مذکور ہو۔

اس مسئلہ کی تفصیل اگر درکار ہو تو اس ناچیز کا رسالہ احسن الحدیث فی ابطال التثلیث مطالعہ کریں جو چھپ چکا ہے (ص ۸۱ سے شروع ہے)

نصاریٰ بتلائیں (۱) کہ معاذ اللہ۔ کیا خدا بھی کسی عورت کے شکم اور رحم سے پیدا ہو سکتا ہے۔

(۲) اور معاذ اللہ کیا خدا کے ماں بھی ہو سکتی ہے۔ نصاریٰ کا ایک فرقہ حضرت مریم کو خدا اور خدا کی والدہ محترمہ سمجھتا ہے۔ اور اس طرح دعا مانگتا ہے اے والدۂ خداوند یسوع مسیح ہماری مغفرت فرما اور ہم کو رزق دے اور ہم پر رحم کر۔

(۳) اور معاذ اللہ کیا خدا تعالیٰ کے بیوی بھی ہو سکتی ہے اس لئے کہ نصاریٰ کے زعم کے مطابق جب حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہوئے اور حضرت مریمؑ ان کی والدہ ہوئیں تو

Marfat.com

بیٹے کی ماں باپ کی بیوی ہی تو ہوتی ہے۔

(۴) اور معاذ اللہ۔کیا خدا بھی پیدا ہونے کے بعد بتدریج نشو ونما پاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح اولاً پیدا ہوئے اور بتدریج بچوں کی طرح بڑھے اور جوان ہوئے۔

(۵) اور معاذ اللہ کیا خدا کھانے اور پینے اور غذا کا بھی محتاج ہوتا ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدائے مجسم یعنی مسیح بن مریم کھاتے اور پیتے بھی تھے اور ماں کا دودھ بھی پیتے تھے۔

(۶) اور معاذ اللہ کیا خدا مقتول اور مصلوب بھی ہوسکتا ہے۔

(۷) اور معاذ اللہ کیا خدا اپنے بندوں سے ڈر کر بھاگا بھی کرتا ہے۔

(۸) اور معاذ اللہ کیا کوئی خدا کے طمانچے بھی مار سکتا ہے۔

(۹) اور معاذ اللہ کیا خدا کے منہ پر تھوکا بھی جاسکتا ہے۔

(۱۰) اور معاذ اللہ کیا خدا کو صلیب دے کر قبر میں دفن بھی کیا جاسکتا ہے۔

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ نصاریٰ بتلائیں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی الوہیت کی کوئی توہین اور تذلیل ہوسکتی ہے۔

اسلام کا عقیدہ

یہ ہے کہ حق جل شانہٗ ان تمام نقائص اور عیوب سے پاک اور منزہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ اور رسول برحق تھے دشمنوں نے جب ان کو صلیب دینے کا ارادہ کیا تو حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور ان کے دشمنوں میں سے ایک دشمن کو ان کا ہمشکل بنادیا۔دشمنوں نے اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر ڈالا۔شروع میں خوش ہوگئے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کرڈالا بعد میں جب اپنے آدمی شمار کئے تو ایک آدمی کم نکلا۔مفصل قصہ قرآن کریم کی سورۂ نساء میں مذکور ہے اور اس ناچیز نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ "کلمة الله في حيات روح الله" لکھا ہے جو چھپ

Marfat.com

گیا۔ اس میں قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (ص ۳۵۴ پر دیکھیں)

عارف رومی فرماتے ہیں ۔

آنکہ دو گفت وسہ گفت وبیش زیں   متفق باشد در واحد یقیں!

احولی چوں دفع شد یکساں شوند   آں دوسہ گویاں یکے گویاں شوند

یہود اگرچہ خدا کی توحید کے قائل ہیں، توریت میں بھی توحید کی تعلیم موجود ہے۔ لیکن توریت میں حضرت ہارون علیہ السلام کا معاذ اللہ گوسالہ بنانا مذکور ہے۔ جیسا کہ توریت سفر خروج باب ۳۲ درس اول میں ہے۔ اور اسی باب کے ۲۴ درس میں معاذ اللہ خود حضرت ہارون کا پرستش کے لئے گوسالہ بنانا مذکور ہے۔ اور کتاب سلاطین اول باب گیارہ میں معاذ اللہ حضرت سلیمان کی بت پرستی کا ذکر ہے۔

لہٰذا جو کتاب توحید کی مدعی ہو اور اپنے ان مقتداؤں اور پیشواؤں کا جو دنیا کے لئے نمونۂ عمل بن کر آئے، ان کا عمل سراسر خلاف توحید پیش کرتی ہو، وہ کامل اور مکمل توحید کے دعوے کہاں تک صادق تسلیم کی جا سکتی ہے۔

توریت سفر استثناء کے باب ۱۳ آیت اول میں ہے:۔

"اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تم کو کوئی نشان یا معجزہ دکھلائے اور وہ بات جو اس نے تمہیں دکھائی واقع ہو اور وہ تمہیں کہے، آؤ! غیر معبودوں کی پیروی اور بندگی کریں تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھریو۔ کیونکہ تمہارا خدا تم کو آزماتا ہے۔ اور وہ نبی اور خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی نبی خواہ کتنے ہی معجزے دکھلائے لیکن اگر وہ غیر اللہ کی پرستش کی طرف بلائے، تو اس کو قتل کر دینا چاہئے۔

اب ہم اس حکم کے مطابق اول علماء یہود سے فتویٰ دریافت کرتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے متعلق آپ حضرات کا کیا فتویٰ ہے؟ جو بت پرستی میں مبتلا تھے اور پھر ہم علمائے نصاریٰ سے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کے نزدیک حضرت مسیح معاذ اللہ جب مدعی الوہیت تھے، تو توریت کے اس حکم کے مطابق حضرت مسیح کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے۔ اور اگر علی زعم النصاریٰ یہود حضرت مسیح کو قتل نہ کرتے، تو نصاریٰ پر حضرت مسیح کا قتل اور سنگسار کرنا واجب تھا یا نہیں؟ سنگساری کا حکم اسی باب کے درس دہم میں مذکور ہے اور نیز حضرت مسیح کی بات کو سننا اور اس پر کان دھرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ علماء نصاریٰ اس سوال کا جواب دیں۔

صفات باری عزاسمہٗ

خداوند ذوالجلال کی صفات کمال اور اس کی تنزیہ وتقدیس کو جس بے مثال طریقہ سے قرآن نے بیان کیا، کوئی کتاب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ نہایت اختصار کے ساتھ ہم خداوند ذوالجلال کی صفات کمال کو ذکر کرکے عیسائی مذہب سے مقابلہ کرکے دکھلانا چاہتے ہیں۔

قرآن	بائبل
قرآن کریم خداوند ذوالجلال کے متعلق یہ بیان کرتا ہے۔	اور اس کے بالمقابل نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ
(۱)	(۱)
کہ وہ خدا وحدہ لاشریک لہ یعنی ایک ہے کوئی اس کا شریک اور سہیم نہیں۔ قَالَ تَعَالٰی وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔	خدا ایک نہیں بلکہ تین میں کا ایک ہے۔ جس طرح ہندوؤں کے نزدیک کرشن اور بھیشن اور برہما تین خدا ہیں۔

Marfat.com

(۲)

خدا غنی اور بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں قال تعالیٰ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ وَقَالَ تَعَالَى وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ۔

(۲)

نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح تمام لوازم بشریت کھانے اور پینے کے محتاج تھے۔

(۳)

اور وہ قوی اور عزیز ہے قَالَ تَعَالَى وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ۔ یعنی وہ زور والا اور زبردست ہے۔ کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا۔

(۳)

نصاریٰ کے بیان کے مطابق خداوند یسوع مسیح اپنے پیدا کئے ہوئے بندوں سے عاجز تھے اور ان کے دشمن جو انہیں کے پیدا کئے ہوئے تھے، وہ قوی اور زبردست تھے۔

Marfat.com

(۴)

وہ حی وقیوم ہے یعنی زندہ ہے۔ موت کا طاری ہونا اس پر محال ہے اور وہ سب کا سنبھالنے والا ہے قَالَ تَعَالٰی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

(۴)

نصاریٰ کے نزدیک خداوند یسوع مسیح کو ان کے دشمنوں نے مار ڈالا اور تین دن تک قبر میں مدفون رہے۔

حضرت مسیح سوتے بھی تھے اور ان کو اونگھ اور نیند بھی آتی تھی۔

(۵)

وہ سمیع وبصیر ہے۔ ایک ہی آن میں سارے عالم کی مختلف آوازیں بلا کسی التباس اور اشتباہ کے سنتا ہے اور تاریک رات میں سیاہ چیونٹی کی حرکت بھی اس کی بے چون وچگون نگاہ سے مخفی نہیں۔ قال تعالیٰ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ وہ بے مثل ہے اور سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

(۵)

حضرت مسیح میں یہ صفت نہ تھی حضرت مسیح سارے عالم کی آوازیں نہیں سنتے تھے اور نہ سب کو بیک وقت دیکھتے تھے۔

Marfat.com

(۶)

اور وہی سب کا خالق اور سب کا معبود ہے۔قال تعالیٰ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُم لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ۔

(۶)

معاذ اللہ بقول نصاریٰ اگر حضرت مسیح خالق و معبود تھے تو حضرت مسیح کی عبادت و بندگی جس کا انجیل میں جابجا ذکر ہے، وہ کس کے لئے کرتے تھے کیا اپنی ہی عبادت کرتے تھے اور خود ہی عابد اور خود ہی معبود تھے اور کیا خدا اپنی ہی عبادت کرتا ہے۔

(۷)

وہ عالم الغیب ہے۔کوئی ذرہ آسمان اور زمین کا اس پر مخفی نہیں۔قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور اسی قسم کی بے شمار آیتیں ہیں۔

(۷)

حضرت مسیح عالم الغیب نہ تھے اور نہ وہ رحمِ مادر میں کسی کی تصویر بنانے پر قادر تھے خود ان ہی کی رحم مریم میں اللہ کے حکم سے تصویر بنی۔کیا معاذ اللہ خدا کی بھی کسی عورت کے رحم میں تصویر بنتی ہے۔

(۸)

وہ قاہر ہے مقہور نہیں۔ وہ غالب ہے مغلوب نہیں۔قَالَ تَعَالیٰ وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَقَالَ تَعَالیٰ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ۔

(۸)

بقول نصاریٰ حضرت مسیح تو مقہور اور مغلوب رہے اور ان کے دشمن جو انہیں کے بندے اور مخلوق تھے قاہر اور غالب رہے۔

Marfat.com

(۹)

وہ محی اور ممیت ہے یعنی وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے اور وہی موت اور حیات کا مالک اور خالق ہے۔ قَالَ اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَلَا نَصِیْرٍ ۔ اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ۔

(۹)

بقول نصاریٰ اگر حضرت مسیح موت وحیات کے مالک وخالق تھے، تو اپنے سے موت کا پیالہ کیوں نہ ٹلا سکے اور وہ کون ذات تھی جس سے بار بار سجدہ میں منہ کے بل گر کے حضرت مسیح یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ مجھ سے یہ موت کا پیالہ ٹال دے۔ معاذ اللہ! کیا خدا کی یہی شان ہے کہ وہ موت کا پیالہ ٹلنے کی دعائیں مانگے۔

(۱۰)

وہ قادر مطلق ہے۔ کسی شے سے عاجز نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قَالَ تعالیٰ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا۔

(۱۰)

حضرت مسیح قادر مطلق تو کہاں ہوتے وہ تو اپنے بندوں ہی سے عاجز تھے۔ اپنی منشاء کے مطابق دشمنوں سے نکل کر بھاگ بھی نہ سکے۔

Marfat.com

(۱۱)

وہ ازلی اور ابدی ہے۔ قَالَ تَعَالٰی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ قَالَ تَعَالٰی وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ۔ وقَالَ تَعَالٰی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(۱۱)

حضرت مسیح پہلے سے موجود نہ تھے۔ بطن مریم سے پیدا ہوئے۔ ازلیت تو اس طرح باطل ہوئی اور بقول نصاریٰ صلیبی موت سے ابدیت باطل ہوئی اور خدا کے لئے ازلی اور ابدی ہونا ضروری ہے۔

(۱۲)

وہ رؤف رحیم ہے یعنی اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور بے انتہا رحمت کرنے والا قَالَ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا اور وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ اور كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اور اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ ۔ اور۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

(۱۲)

نصاریٰ کے نزدیک بارگاہِ خداوندی میں ہزار کوئی گڑگڑائے اور ہزار گریہ وزاری سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے، تو خدا اپنے فضل اور اپنی رحمت واسعہ سے اس کو معاف نہیں کرسکتا اس لئے کہ اس کی شان عدل وانصاف کے خلاف ہوجاتا ہے۔ سبحان اللہ کیا عجیب فلسفہ ہے کہ خدا اپنی رحمت سے اگر کسی کا قصور معاف فرمادے وہ ظلم ہوجاوے۔

Marfat.com

(۱۳)

وہ غفور رحیم ہے اور عفو کریم اور ستار اور حلیم ہے یعنی گناہوں کا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا اور بکثرت معاف کرنے والا اور عیبوں اور گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والا۔ قَالَ تَعَالیٰ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ قَالَ تَعَالیٰ۔ وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ كَثِیْرٍ۔

(۱۳)

نصاریٰ کے نزدیک خدا کو نہ مغفرت کا اختیار ہے نہ عفو کا۔ مغفرت اور معافی کی صورت یہ ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا جائے اور دشمن ان کو ذلیل کریں۔ معاذ اللہ منہ پر تھوکیں اور طمانچہ لگائیں اور سر پر کانٹوں کا تاج رکھیں اور ہاتھوں پر میخیں ٹھوکیں تب خدا بندوں کے گناہوں کی مغفرت کرتا ہے اور تب ان کی خطائیں معاف کرتا ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۱۴)

وہ اپنے بندوں سے محبت رکھنے والا اوران پر رحمت فرمانے والا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اور اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں

(۱۴)

بقول نصاریٰ معاذ اللہ جب خدا کو اپنے اکلوتے بیٹے سے ہی محبت نہیں۔ باوجود کامل قدرت اور اختیار کے اپنے بیٹے کو دشمنوں سے ذلیل کرایا تو پھر ایرا غیرا اور نتھو خیرا کا خدا سے محبت کی امید رکھنا بالکل بے سود ہے۔

(۱۵)

وہ توالد اور تناسل سے بھی پاک ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

(۱۵)

نصاریٰ کے نزدیک معاذ اللہ خدا توالد اور تناسل سے پاک نہیں۔ مسیح جیسا بیٹا جنا۔

Marfat.com

(۱۶)

وہ کھانے اور پینے سے بھی پاک ہے
وَهُوَ الَّذِی يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ۔

(۱۶)

نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح باوجود خدا ہونے کے کھاتے اور پیتے بھی تھے اور قضا حاجت بھی کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ جو کھانے اور پینے کا محتاج ہوگا وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

(۱۷)

وہ بیوی سے بھی پاک ہے۔ اس کے کوئی بیوی نہیں۔
قَالَ تعَالٰی مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔ وَقَالَ تعَالٰی: وَلَمْ تَكُنْ لَهٗ صَاحِبَةٌ۔

(۱۷)

نصاریٰ کے زعم فاسد کی بناء پر حضرت مریم معاذ اللہ خدا کی بیوی تھیں۔ اس لئے کہ بیٹے کی ماں باپ کی بیوی ہی تو ہے۔ پس جب حضرت مسیح حضرت مریم کے بیٹے ہوئے اور خدا باپ ٹھہرا تو علی مذہب النصاریٰ معاذ اللہ حضرت مریم کا خدا سے زوجیت ہی کا علاقہ ہوا۔ العیاذ باللہ

(۱۸)

وہ عادل ہے، ظالم نہیں۔ قَالَ تعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔ وَقَالَ تعَالٰی وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ۔

(۱۸)

نصاریٰ کے نزدیک بندوں کے گناہوں کا توبہ یا خدا کی رحمت سے معاف ہوجانا تو ظلم ہے مگر کفارہ کے لئے ایک معصوم اور بے گناہ کا قتل یہ ظلم نہیں۔ واہ واہ کیا عدل ہے۔

Marfat.com

(۱۹)

وہ یکتا اور بے مثل اور بے چون وچگون ہے کسی شے میں بھی مخلوق کے مشابہ نہیں۔ قَالَ تَعَالٰی لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَفَمَنۡ یَخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ۔

(۱۹)

نصاریٰ کے نزدیک خدا کا یکتا اور بے مثل ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے کہ معاذ اللہ حضرت مسیح خدا تھے اور خدا کے مماثل اور مشابہ تھے۔ اس لئے کہ بیٹا باپ کے مماثل ہوا کرتا ہے۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم!
وزہر چہ گفتہ اندشنیدم وخواندہ ایم!

Marfat.com

عیسائی مذہب کی بناء پر شانِ خداوندی کا نمونہ

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! نصاری حیاریٰ یہ کہتے ہیں کہ خداوند ذوالجلال نے اپنی شان رفعت واجلال سے اتر کر اول اپنی پیدا کی ہوئی باندی (مریم) کے پردۂ رحم میں نزول فرمایا۔ ایک عرصہ تک وہیں مقیم رہا پردۂ رحم ہی میں اپنی باندی کے بطن سے غذا حاصل کر کے نشوونما پاتا رہا۔ اور پھر جس طرح اس کے تمام بندے شکم مادر سے پیدا ہوتے آئے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ایک روز اپنی باندی کے پیٹ سے پیدا ہوا اور عرصہ تک اس کا دودھ پیتا رہا اور اسی کی گود میں پلتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد باندی نے اپنے خدا کا دودھ چھڑایا اور اس کو پڑھایا اور لکھایا اور تعلیم دی اور اپنے حقوق کا اس کو پابند بنایا۔

جب خدا جوان ہو گیا اور اپنے بندوں کے سامنے اپنی خدائی کا اعلان کیا، تو اس کے بندوں میں سے یہود بے بہبود نے جن کو اسی نے پیدا کیا اور اسی نے ان کو رزق دیا اور اسی کے حکم سے اب وہ زندہ ہیں، اپنے خداوند اور خالق رازق سے منحرف ہو کر اس کی دشمنی پر آمادہ ہو گئے اور خاطر خواہ اپنے خداوند خالق اور معبود رازق کو خوب ذلیل اور رسوا کیا۔ اور اپنے خدا کو قتل کرنے کے لئے خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے درختوں میں سے ایک لکڑی لے کر صلیب تیار کی اور اس خدا کو اس آفتاب کی تمازت میں لے جا کر کھڑا کیا کہ جو روزانہ اسی خدا کے حکم سے طلوع و غروب ہوتا ہے۔ پھر اس خدا نے اپنے بندوں سے یہ درخواست کی کہ مجھ کو ان چشموں سے کہ جن کو میں نے تمہارے لئے زمین پر جاری کیا اس میں سے ایک گھونٹ پانی لا کر پلا دو۔ مگر بندوں نے ایک نہ سنی اور بجائے پانی کے کچھ سرکہ لا کر پلا دیا۔ جب حوادث اور مصائب نے خدا کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ تو گھبرا کر یہ کہنے لگا۔ ایلی ایلی!! لما شبقتنی اے اللہ! تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ اس پر بھی بندوں کو رحم نہ آیا اور چوروں کی طرح پکڑ کر سولی دے دی۔ جب خدا مر گیا تو صلیب سے اتار کر اس کو قبر میں دفن کر دیا۔ ایک

Marfat.com

دوعورت یا مرد کا بیان ہے کہ تین دن کے بعد خدا پھر زندہ ہوگیا۔ اور پھر اپنی اصلی شان جلال کی طرف عود کر گیا۔

استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اے عیسائیو! کیا یہی وہ تقدیس وتنزیہ ہے کہ جس پر آپ کو ناز ہے۔ ایسی تقدیس آپ کو مبارک ہو۔ اور اگر باوجود ان اوصاف کے کسی انسان کا روحانی حیثیت سے خدا ہونا ممکن ہے تو پھر فرعون اور نمرود کے دعوائے الوہیت کے بطلان کی کیا دلیل ہے اور ہندوؤں کا اپنے بزرگوں کو اوتار اور مجسم خدا ماننا کس دلیل سے باطل ہے۔ نیز جب دجال اخیر زمانہ میں ظاہر ہوکر خدائی کا دعوی کرے گا۔ اس کے کاذب نہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ ممکن ہے کہ کوئی فرعون اور نمرود کا متبع یہ کہے کہ فرعون اور نمرود روحانی حیثیت سے خدا اور جسمانی حیثیت سے بندے اور انسان تھے، تو پادری صاحبان بتلائیں کہ وہ کیا جواب دیں گے۔

طریقۂ امتحان

پادری صاحبان کو اب بھی اگر شک ہے، تو امتحان کی ایک صورت یہ ہے کہ پادری صاحبان کسی ایسے جزیرہ میں جا کر کہ جس کے باشندے کسی مذہب سے واقف نہ ہوں اور نہ لکھنا نہ پڑھنا جانتے ہوں، ان پر دین عیسوی کو پیش کریں اور یہ کہیں کہ اے لوگو! تمہارا ایک رب ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور پھر تم کو سمیع وبصیر، سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ فہم وفراست، علم وادراک تم کو عطا کیا۔ تمام کائنات ارضی وسماوی کے منافع میں تم کو متصرف بنایا۔ مگر یاد رکھو کہ اس خداوند عالم کی شان یہ ہے کہ وہ تمہاری ہی ہم شکل ہے اور تمہاری ہی طرح کھاتا اور پیتا ہے اور تمہاری ہی طرح پیشاب اور پاخانہ کرتا ہے اور تھوکتا اور سنکتا ہے۔

Marfat.com

بھوکا بھی ہوتا ہے اور پیاسا بھی۔ برہنہ بھی ہوتا ہے اور لباس بھی پہنتا ہے۔ بیدار بھی ہوتا ہے اور سوتا بھی ہے۔ لیکن بعض اس کے حاسدوں اور دشمنوں نے اس کو پکڑ کر مارا۔ منہ پر طمانچے لگائے اور دانت توڑ ڈالے۔ بعد ازاں اس کو سولی دے کر مار ڈالا۔ اس کے بعد پادری صاحب ان کو عیسائیت کی دعوت دیں اور یہ فرمائیں۔

اے جزیرے والو! تم ایسے خدا پر ایمان لاؤ تا کہ تمہاری نجات ہو اور ہمیشہ کی زندگی تم کو حاصل ہو۔ یہ فرما کر اہل جزیرہ کے جواب کا انتظار فرمائیں کہ وہ آپ کی اس تقریر دلپذیر کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ جواب دیں کہ جب خدا ہی کو نجات نہ ہوئی اور خدا ہی موت کے گھاٹ اتر گیا، تو ہم بے چارے گنہگاروں اور عاجز اور ناتوانوں کو ایسے خدا پر ایمان لا کر نجات اور ہمیشہ کی زندگی کی توقع رکھنا بالکل عبث ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! ہم تمام اہل اسلام ان خرافات سے بری ہیں۔ فالحمد لله الذی هدانا لهذا و ما كنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله۔

صفات خداوندی کے متعلق عہد عتیق کا نمونہ

توریت کتاب پیدائش باب ۶ درس ۵۔۶ میں ہے:۔

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔

اس عبارت سے اول تو معاذ اللہ خدا کی جہالت لازم آتی ہے کہ اس کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا نیز اس کا نادم اور پشیمان اور دلگیر اور افسردہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ جو خدا کے لئے ممکن نہیں۔

اور زبور (۱۰۶) درس ۴۵ میں ہے:۔

"اور اپنی رحمتوں کی فراوانی کے مطابق پچھتایا۔"

اور کتاب یرمیاہ کے باب ۱۵، درس ۶ میں ہے:۔

Marfat.com

''پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا۔''اھ

اور توریت باب گنتی باب ۱۴ درس ۳۰ میں ہے:۔

''تم بے شک اس زمین تک نہ پہنچو گے جس کی بابت میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہیں وہاں بساؤں گا۔''اھ

اور پھر درس ۳۵ میں ہے:۔

''تب تم میری عہد شکنی کو جان لو گے۔''اھ

ان درسوں سے معاذ اللہ خدا کی قسم کا جھوٹا ہونا اور خدا کا عہد شکن اور وعدہ خلاف ہونے کا خدا ہی کے کلام سے صریح اقرار ثابت ہے۔

کتاب پیدائش باب ۳۲ درس ۲۴ میں ہے:۔

''یعقوب سے صبح صادق تک تمام رات خدا کشتی کرتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا، تو یعقوب نے بغیر برکت لئے جانے نہ دیا۔''

اول کتاب السلاطین باب ۲۲ کے ۲۱ درس میں ہے:۔

''ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ وہ بولی میں روانہ ہوں گی اور جھوٹی روح بن کے اس کے سارے نبیوں کے منہ پر پڑوں گی۔ اور وہ بولا، تو اسے ترغیب دے گی اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو اور ایسا ہی کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے لئے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے۔'' کتاب پیدائش باب ۳ درس ۲۲ میں ہے۔

''اور خداوند نے کہا، دیکھو! انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کے مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھادے اور حیات کے درخت سے کچھ لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔'' انتہیٰ

العیاذ باللہ! اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ کئی خدا ہیں کہ جو حضرت آدم ان میں سے ایک کے مانند ہو گئے۔ نیز بندہ کا خدا کے مماثل اور مانند ہونا لازم آتا ہے۔ تیسرے یہ لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حضرت آدم کے ہمیشہ زندہ رہنے سے خوف اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔

Marfat.com

اور کتاب یسعیاہ کے باب ۳ درس ۱۸ میں ہے:۔
''خدا ان کے اندام نہانی کو اکھاڑے گا۔''اھ
ناظرین اس باب کو اخیر تک ملاحظہ فرماویں۔ اور کتاب یسعیاہ باب ۴۷ درس ۲ میں ہے:۔
''چکی لے اور آٹا پیس۔ اپنا نقاب اتار اور ساڑی سمیٹ لے اور ٹانگ ننگی کر اور ندیوں سے ہو کر پیدل جا۔ تیرا بدن ننگا کیا جائے گا بلکہ تیرا ستر بھی دیکھا جائے گا۔'' الخ
اور کتاب پیدائش باب ۳۰ درس ۲۲ میں ہے:۔
''خداوند نے اس کے رحم کو کھولا اور وہ حاملہ ہوئی۔''اھ
اور کتاب ہوسیع کے باب اول درس میں معاذ اللہ ایک زنا کار عورت اور زنا کی لڑکی لینے کے متعلق خدا کا حکم مذکور ہے۔ یہ پورا باب قابل دید ہے۔
اور اسی کتاب کے باب ۳ درس اول میں ہے:۔
''خداوند نے مجھے فرمایا کہ جا اور ایک عورت سے جو اس کے دوست کی پیاری ہے اس پر زنا کرتی ہے، محبت کر۔''ھ
اے پادریو! خدا سے ڈرو۔ کیا یہ چیزیں خدائے قدوس کی قدوسیت کے خلاف نہیں
اور کتاب اشعیاء باب ۲۱ درس ۳ میں ہے:۔
''خدا کا کلام اسی طرح مذکور ہے۔ میری کمر میں ٹیس ہے۔
اور کتاب اشعیاء باب ۶۴ درس ۷ میں ہے:۔
''اے خداوند! تو ہمارا باپ ہے۔ ہم مائی ہیں۔ اور تو ہمارا کمہار ہے۔''اھ
اور گرتھیوں کے نامہ اول باب اول درس ۲۵ میں ہے:۔
''خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے۔''
اور نامہ عبرانیین باب ۱۲ درس ۲۹ میں ہے:۔
''ہمارا خدا خاک کر دینے والی آگ ہے۔''

Marfat.com

اور نامہ عبرانیین کے باب دہم درس ۳۱ میں ہے:۔

''زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے۔''

کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ درس ۱۸ میں ہے:۔

''باپ دادوں کی بدکاریوں کا بدلہ ان کے بعد ان کے فرزندوں کی گود میں رکھتا ہے۔''

نصاریٰ کے نزدیک یہ عدلِ خداوندی اور انصاف الٰہی کا نمونہ ہے۔

صفات انبیاء

قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بے شمار آیات اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وہ حضرات جن کو حق جل وعلا نے اپنی نبوت ورسالت کے لئے منتخب فرمایا ہو اور مکارم اخلاق اور محاسن افعال کی تعلیم اور گمراہی اور اخلاق قبیحہ سے بچانے کے لئے اور دلوں کو پاک اور صاف، مزکیٰ اور مجلّٰی بنانے کے لئے بھیجا ہو، ان کے اوصاف حسب ذیل ہونے چاہئیں۔

۱۔ وہ سرتاپا محاسن اخلاق اور محاسن آداب کا نمونہ ہونے چاہئیں۔ ہر قسم کی گمراہی اور ہر بری خصلت سے پاک اور منزہ ہوں۔

۲۔ ان کے قلوب خدا کی عظمت اور جلال اور اس کی محبت سے لبریز ہوں۔

۳۔ سچے اور راستباز ہوں۔ قول میں اور عمل میں، نیت میں اور ارادہ میں سچے ہوں۔ ان کے قول اور عمل میں کذب کا شائبہ بھی نہ ہو۔ معاذ اللہ دروغ گو نہ ہوں۔

۴۔ اللہ کے مخلص بندے ہوں۔ ان کا جو کام بھی ہو۔ وہ خالص اللہ کے لئے ہو۔ نفسانی غرض کا کہیں نام ونشان نہ ہو۔ اللہ کا مخلص وہی ہے جو خالص اللہ کا ہو۔ غیر اللہ کا اس میں شائبہ نہ ہو۔

۵۔ ان حضرات کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہو۔ ان کا کلام سن کر علم اور معرفت میں اضافہ ہو۔

Marfat.com

ان کا عمل دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہو۔

۶۔ان کا کوئی عمل ان کے کسی قول کے خلاف نہ ہو۔یعنی ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو نصیحت کریں اور خود اس پر عمل پیرا نہ ہوں۔

دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود اس کے خلاف کرنا علاوہ اس کے کہ دیگراں را نصیحت وخود را فضیحت کا مصداق ہے، اور لوگوں کے لئے موجب نفرت وحقارت ہے۔معاذ اللہ! نبی جب لوگوں کی نظروں میں حقیر وذلیل ہو گیا، تو پھر اس کی نصیحت کیا کارگر ہو سکتی ہے۔

۷۔قابل نفرت اور خلاف مروت امور سے بالکلیہ پاک منزہ ہوں۔

۸۔خدا کا پیغام پہنچانے میں کسی سے خائف نہ ہوں۔

قَالَ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ۔

انبیاء کی شان یہ ہے کہ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اور صرف اللہ سے ڈرتے اور سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتے۔انبیاء کے یہاں تقیہ کا گذر نہیں۔

۹۔طالب دنیا اور شہوت پرست، شرابی اور کبابی، چور اور زانی نہ ہوں۔

۱۰۔مشرک اور بت پرست نہ ہوں بلکہ بجائے اس کے ان کے قلوب توحید وتفرید حب الٰہی اور توکل سے معمور ہوں۔

۱۱۔ثابت النسب ہوں۔معاذ اللہ ولد الزنا نہ ہوں۔

۱۲۔غیر اللہ کی پرستش سے لوگوں کو منع کرتے ہوں۔معاذ اللہ بت پرستوں اور بت تراشوں کے معین ومددگار نہ ہوں۔

از روئے قرآن وحدیث انبیاء ومرسلین کی یہ شان ہونی چاہئے جو ہم نے ذکر کی ہے۔

اب سنئیے

کہ موجودہ توریت وانجیل انبیاء کی کیا شان بتلاتی ہے۔

Marfat.com

معاذ اللہ بقول یہود ونصاریٰ حضرت نوح علیہ السلام کا شراب پینا اور برہنہ ہونا۔ کتاب پیدائش باب ۹ درس ۲۱ میں مذکور ہے۔

اور معاذ اللہ بقول یہود ونصاریٰ حضرت ہارون علیہ السلام کا گوسالہ بنانا اور لوگوں سے اس کی پرستش کرانا۔ اس کے لئے دیکھو کتاب خروج باب ۳۲ از درس اول تا درس دہم۔

اور معاذ اللہ بقول یہود ونصاریٰ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک عورت کو نہاتے دیکھ کر اس پر فریفتہ ہونا اور پھر حیلہ سے اس کے شوہر کو قتل کرنا۔ الی غیر ذلک من الخرافات۔ اس کے لئے دیکھو کتاب دوم سموئیل باب ۱۱ از درس ۲ تا ختم باب۔

اور معاذ اللہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا باوجود سخت ممانعت کے بت پرست عورتوں کو بیوی بنانا اوران کے مروجہ بتوں کی طرف مائل اور بت خانوں کی تعمیر کرانا۔ اس کے لئے دیکھو کتاب اول سلاطین باب ۱۱ درس اول تا درس ۱۳۔

اور معاذ اللہ بقول یہود ونصاریٰ حضرت لوط علیہ السلام کا شراب پینا اور اپنی صاحبزادیوں سے ہم بستر ہونا اور دونوں کا حاملہ ہونا اور پھر ان سے اولاد پیدا ہونا۔ دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۹ درس ۳۰ تا ختم باب۔

اور معاذ اللہ بقول یہود ونصاریٰ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا جھوٹ بولنا دیکھو اول کتاب سلاطین باب ۲۲ درس ۲۱ جیسا کہ عنقریب گذرا۔

یہود حواری کا منجملہ بارہ حواری کے تیس روپے لے کر حضرت مسیح کو یا بعنوان دیگر علی زعم النصاریٰ تیس روپے رشوت لے کر اپنے خدا کو گرفتار کرا دینا اور پھر اپنے کو پھانسی دے کر حرام موت مر جانا اور بعض دیگر کا حضرت مسیح سے انکار کرنا اور معاذ اللہ حضرت مسیح پر لعنت کرنا یہ سب انجیل متی کے باب ۲۶ میں بالتفصیل مذکور ہے۔

افسوس اور صد افسوس

کہ نصاریٰ اپنے زعم فاسد سے باوجود شرک اور بت پرستی، کذب اور دروغ گوئی، زنا

Marfat.com

کاری اور شراب خوری کے کسی کو نبی اور پیغمبر تسلیم کرلیں، مگر اس ذات ستودہ صفات یعنی نبی امی فداہ نفسی وابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا انکار کریں کہ جس کی نظر کیمیا اثر نے ایک عظیم الشان خطہ کے شرک اور بت پرستی کو توحید وتفرید سے اور جہل کو علم سے اور کذب وخیانت کو صدق وامانت سے اور بے شرمی اور بے حیائی کو عصمت وعفت سے اور ان کے رذائل کو شمائل سے اور ان کے قبائح کو محاسن سے اور ان کے معائب کو مناقب سے یک لخت بدل دیا ہو۔ اور جاہلوں کو علم الہیات اور علوم اخلاق اور سیاست ملکیہ ومدنیہ اور علم معاملات وعبادات میں رشک افلاطون اور جالینوس بنا دیا ہو۔ اور اگر شک ہے تو اہل اسلام کی تصانیف کا حکماء عالم کی کتابوں سے موازنہ کرلیا جائے معلوم ہو جائے گا کہ تحقیق وتدقیق میں تمام عالم پر سبقت لے گئے ہیں۔

مسئلہ نجات

خداوند ذوالجلال کے قہر اور عذاب سے نجات کا اصل دارومدار تو اس کے فضل وکرم پر ہے کما قال تعالیٰ۔

وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلاً مِنْ رَّبِّكَ۔

اللہ تعالیٰ نے انکو عذاب جہنم سے محض اپنے فضل سے بچایا

رہا یہ امر کہ خدا کا فضل کس پر ہوتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کا فضل اس پر ہوتا ہے کہ جو خدا کی طرف متوجہ ہو اور اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار اور عہد کرے اور جن امور کے کرنے کا حکم دے، ان کو بجالائے اور جن امور سے منع کرے، ان سے اجتناب اور پرہیز کرے۔ اور اس اطاعت اور فرمانبرداری کے عہد اور پیمان کے بعد اگر کوئی تقصیر اور گناہ دانستہ یا نادانستہ سرزد ہو جائے، تو بہزار ندامت وشرمساری اور بہزار گریہ وزاری سچے دل سے خداوند ذوالجلال کے سامنے توبہ اور استغفار کرے۔ اس وقت خداوند ذوالجلال کی طرف سے عفو اور مغفرت کا وہ بادل برسے گا کہ گناہ

Marfat.com

کی نجاست اور گندگی کا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ بلکہ توبہ اور استغفار سے فقط گناہ ہی معاف نہیں ہوتے بلکہ سیئات کو حسنات سے بدل دیا جاتا ہے۔ کما قال تعالیٰ۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا۔

جس شخص نے کفر اور شرک سے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کی برائیوں کو بھلائیوں اور نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

یہ ہے اسلامی طریقۂ نجات جو قرآن اور حدیث میں بکثرت مذکور ہے اور یہی عقل کے مطابق ہے اور یہی کتب سابقہ کی تعلیم ہے۔ آیات اور احادیث کے علاوہ کتب سابقہ کے تفصیلی حوالے ہم علم الکلام میں ذکر کر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لئے جائیں۔

اب نجات کا وہ انوکھا اور نرالہ طریقہ سنئے جو نصاریٰ نے اختراع کیا ہے کہ حضرت آدمؑ سے جو بھولے سے گناہ ہو گیا تھا، وہ باوجود استغفار کے کسی طرح معاف نہ ہوا۔ اور باپ کی اس غلطی کی وجہ سے تمام اولاد گنہگار ٹھہری۔ حتّٰی کہ انبیاء ومرسلین بھی اس سے پاک نہ رہے۔ چونکہ گناہ کا معاف کر دینا تو شان عدل وانصاف کے خلاف تھا۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ عدل وانصاف بھی ہاتھ سے نہ جائے اور بندوں پر رحم وکرم بھی ہو جائے۔ اس لئے خدا نے بندوں کی نجات کی یہ راہ نکالی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر چڑھایا تاکہ وہ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور ان کے لئے باعث نجات ہو۔

ناظرین کرام! آپ نے یہ نجات کا نرالہ اور انوکھا طریق سن لیا۔ اگر کسی حاکم کے اجلاس پر کوئی قتل کا مقدمہ پیش ہو اور حاکم بجائے مجرم کے اپنے عزیز لخت جگر کو پھانسی کا حکم دے دے تو اس حاکم کو اگر دیوانہ اور احمق نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں۔

ا۔ عجیب بات ہے کہ گنہگار کو معاف کر دینا تو شان عدل کے خلاف ہے مگر ایک معصوم اور بے گناہ کو صلیب پر چڑھا دینا، یہ شان عدل کے خلاف نہیں۔

Marfat.com

۲۔ نیز اگر موت ہی گناہ کی جزاء اور کفارہ ہے۔ تو ہر انسان مرتا ہے۔ وہی موت اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکتی ہے۔ حضرت مسیح کو صلیب دینے کی کیا حاجت ہے۔

۳۔ باپ کے قصور میں بیٹے کو پکڑنا نہ عقل اس کی اجازت دیتی ہے اور نہ کسی دین اور ملت نے آج تک اس کو روا رکھا ہے۔ خیر اگر باپ کے جرم میں بیٹے ہی کو پکڑنا تھا، تو حضرت آدم کے کسی صُلبی بیٹے کو صلیب پر چڑھا دینا تھا۔ مثلا قابیل ہی کو پھانسی دے دی جاتی، جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ پانچ ہزار سال کے بعد ایک معصوم اور بے گناہ بیٹے کو صلیب پر چڑھانا سراسر خلاف عقل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی۔

کیا اس شخص کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی، جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور نیز اس ابراہیم کے صحیفوں میں ہے کہ جس نے اپنے رب کے احکام کی پوری پوری بجا آوری کی۔ وہ مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کا گناہ اور بوجھ اپنے اوپر نہ اٹھائے گا۔ اور ایک یہ انسان کو ایمان کے بارہ میں اپنی کمائی نفع دے گی۔ دوسرے کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا۔

چنانچہ توریت سفر استثناء باب ۲۴ درس ۱۶ میں ہے۔ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جاویں، نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے اور ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے گا۔ اھ

اور کتاب حزقیل باب ۱۸ درس ۲۰ میں ہے:۔

"وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائے گا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی

Marfat.com

شرارت اسی پر پڑے گی۔'' اھ

اور کتاب الامثال باب ۱۱ درس ۸ میں ہے:۔

''صادق مصیبت سے رہائی پاتا ہے اور اس کے بدلہ شریر پکڑا جاتا ہے۔'' اھ

اور ایسا ہی مضمون کتاب الامثال باب ۲۱ درس ۱۸ میں ہے:۔

''اسی طرح اہل اسلام کہتے ہیں کہ جب یہود بے بہبود نے حضرت مسیح کے قتل کا ارادہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو تو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا اور ایک کافر وفاجر کو حضرت مسیح کا شبیہ اور مثیل بنا کر بطور فدیہ قتل کرادیا۔''

یاد رکھنا چاہئے کہ قتل کا مسئلہ توریت اور انجیل سے نہ کہیں صراحۃً ثابت ہے نہ اشارۃً۔ محض یار لوگوں کی ایجاد ہے۔ اور نہ یہ مسئلہ تمام علمائے نصاریٰ کے نزدیک مسلم اور متفق ہے بہت سے فرقے واقعہ قتل وصلب کے منکر ہیں۔ جیسا کہ پادری سیل نے ترجمہ قرآن سورہ آل عمران میں ان فرقوں کا ذکر کیا ہے جو اس کے منکر ہیں۔ اصل کی مراجعت کی جائے۔

قرآن کریم کا توریت وانجیل سے تقابل

قرآن کریم میں جابجا توریت اور انجیل اور زبور کا ذکر آیا ہے اور بار بار یہ بتلایا گیا ہے کہ یہ سب اللہ کی کتابیں تھیں۔ جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم الصلاۃ والسلام پر اتاری گئیں اور اسی طرح دوسرے پیغمبروں کے صحیفوں کا بھی ذکر ہے۔ اہل اسلام بلاتفریق کے ان تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پر نازل فرمائیں۔ لیکن موجودہ توریت وانجیل وہ توریت وانجیل نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ اصل توریت وانجیل کا تو کہیں نام ونشان بھی نہیں۔ جس کا خود علماء یہود ونصاریٰ کو اعتراف اور اقرار ہے۔

Marfat.com

کتب سماویہ کا جو مجموعہ اس وقت اہل کتاب کے ہاتھ میں ہے اور جس کو وہ بائبل کہتے ہیں، ہم اس وقت اس میں اور قرآن کریم میں کچھ فرق بتلانا چاہتے ہیں تا کہ طالبان حق موازنہ کر سکیں۔

فرق اول

قرآن کریم نے جس دین حق اور شریعت اور ہدایت کو پیش کیا ہے وہ توریت اور انجیل کی پیش کردہ شریعت سے کہیں اعلیٰ اور افضل اور غایت درجہ اکمل ہے۔

قرآن کریم نے مبدأ اور معاد توحید اور رسالت اور قیامت اور جزاء وسزا اور جنت وجہنم کو جس تحقیق اور تفصیل اور دلائل اور براہین کے ساتھ بیان کیا ہے توریت میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

قرآن کریم میں جابجا وجود باری تعالیٰ اور حدوث عالم کے دلائل اور براہین ذکر کئے گئے ہیں اور منکرین قیامت کے شبہات اور اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں اور دلائل اور براہین کے ساتھ مشرکین اور صائبین اور یہود اور نصاریٰ کے عقائد کا ابطال اور توحید ورسالت کا اثبات اور حضرات انبیاء کرام کے کافروں سے مناظرے قرآن کریم میں جابجا مذکور ہیں۔

توحید اور رسالت اور قیامت صرف ان تین مسئلوں کو لے لیجئے کہ قرآن کریم نے ان مسائل کو کس طرح، طرح طرح کے دلائل اور قسم قسم کے براہین سے ثابت کیا ہے توریت میں بھی کہیں اس قسم کے دلائل اور براہین کا ذکر ہے اور انجیل میں تو ان مسائل پر کوئی خاص کلام ہی نہیں صرف چند مکارم اخلاق اور زہد کا بیان ہے کہ جو قرآن کریم میں اس سے ہزار درجہ بڑھ کر موجود ہے ھذا توضیح ماافادہ شیخ الاسلام ابن تیمیۃ فی الجواب الصحیح ص ۲۲۲ ج ۳۔

Marfat.com

فرق دوم:

توریت میں عدل کی شان غالب ہے اور انجیل میں شان فضل کی غالب ہے اور قرآن کریم غایت کمال کے ساتھ عدل اور فضل دونوں کا جامع ہے۔

(۱) قرآن کریم نے یہ بتلایا کہ سعداء اور اولیاء کی دو قسمیں ہیں ایک ابرار ومقتصدین دوسری سابقین اور مقربین۔ پہلا درجہ تو عدل سے حاصل ہوتا ہے یعنی اداء واجبات اور ترک محرمات سے اور دوسرا مرتبہ فضل سے حاصل ہوتا ہے یعنی اداء فرائض وواجبات کے بعد اداء مستحبات ونوافل وترک مکروہات اور مشتبہات سے حاصل ہوتا ہے۔ پس کامل شریعت وہ ہے کہ جو عدل اور فضل دونوں کی جامع ہو۔

(۲) قرآن کریم نے حکم دیا کہ مقروض اگر نادار اور تنگدست ہو تو اس کو مہلت دینی چاہئے کما قال تعالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ۔ پس یہ تو عدل ہوا۔ اور دوسرا حکم یہ دیا کہ اگر مدیون کو معاف کر دو تو بہتر ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ پس یہ فضل اور احسان ہوا جو مستحب کے درجہ میں ہے جو ایسا کرے گا اللہ تعالٰی اس کو ثواب دے گا اور اس کے درجے بلند کرے گا۔ اور اگر نہ کرے تو اس پر کوئی عقاب اور عذاب نہیں۔

(۳) قرآن کریم نے قتل خطا میں دیت کو واجب قرار دیا یہ عدل ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ بعد ازاں اِلَّا اَنْ یَّصَّدَّقُوْا سے عفو اور احسان کی ترغیب دی یہ فضل ہے۔

(۴) قرآن کریم نے طلاق قبل الدخول میں نصف مہر واجب کیا کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ یہ عدل ہوا اور پھر زوجین کو عفو اور احسان کی ترغیب دی اور یہ فرمایا اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّکَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یہ فضل اور احسان ہوا۔

Marfat.com

(۵) قرآن کریم نے ظالم سے اپنا بدلہ لینے کی اجازت دے دی کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ پس یہ عدل ہوا اور اس کے بعد صبر کی ترغیب دی اور یہ ارشاد فرمایا وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِلصَّابِرِیْنَ پس یہ فضل ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ بِمِثْلِھَا برائی کا بدلہ برائی ہے یہ عدل ہوا اور اس کے بعد عفو اور اصلاح کی ترغیب دی فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پس یہ فضل ہوا جس پر اجر کا وعدہ فرمایا۔

قرآن کریم کا یہ طریقہ ہے کہ ظلم کی حرمت اور عدل کے وجوب کو بیان کرتا ہے اور عدل کے بعد فضل اور احسان کی ترغیب دیتا ہے عدل کو واجب قرار دیا اور فضل واحسان کو مستحب قرار دیا۔ ھذا توضیح ما افادہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فی الجواب الصحیح ص ۲۱۵ ج ۳ ص ۳۱۸ ج ۳۔

فرق سوم

قرآن کریم میں دین کے اصول اور فروع۔ اور معاش اور معاد۔ اور تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست ملکیہ اور مدنیہ اور فقیری و درویشی کے ساتھ حکمرانی اور جہانبانی اور عدل عمرانی کے جو قوانین اور قواعد مذکور ہیں توریت وانجیل میں کہیں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

فرق چہارم

قرآن کریم زمانہ نزول سے لے کر اس وقت تک برابر محفوظ چلا آ رہا ہے جس میں اب تک ایک نقطہ اور ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں آیا۔ بخلاف توریت اور انجیل کے کہ اس میں لفظی اور معنوی تحریف اور قسم قسم کی تغیر وتبدیل خود علماء یہود اور نصاریٰ کے اقرار واعتراف سے ثابت ہے اور قرآن کریم کا تحریف اور تبدیل سے پاک اور منزہ ہونا اظہر من الشمس کہ مخالفین ومعاندین کو بھی سوائے اقرار کے اور اعتراف کے چارہ نہیں۔ جس طرح

Marfat.com

قرآن کریم حفاظت میں بے نظیر ہے۔ اسی طرح موجودہ توریت اور انجیل تحریف میں بے مثال ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اتنی تحریف نہیں ہوئی جتنی کہ توریت وانجیل میں ہوئی اور اس درجہ تحریف ہوئی کہ اصل اور جعل میں امتیاز کرنا تقریباً محال ہے۔

فرق پنجم

موجودہ توریت کے مضامین خود اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ یہ توریت وہ توریت نہیں کہ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نامعلوم شخص کی تصنیف ہے۔

شاھد اول چنانچہ توریت کتاب استثناء باب ۳۴ میں ہے۔

سوموسیٰ خداوند کا بندہ خداوند کے حکم کے مطابق موآب کی سرزمین میں مرگیا اور اسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔'' اھ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس واقعہ کا لکھنے والا شخص موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عرصہ دراز کے بعد کا ہے۔

شاھد دوم۔ کتاب پیدائش باب ۳۵ درس ۲۱ میں ہے:

''پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا ور اپنا خیمہ عیذر کے ٹیلے کے اس پار ایستادہ کیا۔'' انتہیٰ

عیذر ایک منارہ کا نام ہے جو شہر یروشلم کے دروازے پر موسیٰ علیہ السلام کے صد ہا برس بعد بنایا گیا۔''

شاھد سوم۔ سفر عدد باب ۲۱ درس ۳ میں ہے:

''چنانچہ یہوداہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیوں کو گرفتار کروادیا اور انہوں نے انہیں اوران کی بستیوں کو حرم کر دیا اور اس مکان کا نام حرمہ رکھا۔'' انتہیٰ

Marfat.com

حالانکہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا تو کیا حضرت یوشع علیہ السلام کے بھی بعد کا ہے اس لئے مفسرین تورات نے مجبور ہو کر اس مقام پر یہ کہہ دیا ہے کہ یہ جملے الحاقی ہیں جن کو عزیر علیہ السلام نے ملایا ہے۔ مگر محض حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے دینا کافی نہیں جب تک کوئی دلیل اور سند نہ ہو۔ سیاق اور سباق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اول سے آخر تک تمام کلام متصل اور یکساں ہے۔ کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے کہ جس یہ معلوم ہو کہ یہ کلام الحاقی ہے اور علی ہذا عہد جدید کی تمام کتابیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لکھی گئیں۔ جن کا زمانہ تالیف اب تک معین نہ ہو سکا۔ علماء نصاریٰ کا اس میں شدید اختلاف ہے کہ اناجیل اربعہ کس سنہ میں تالیف ہوئیں۔ دو انجیلوں کے مصنف تو وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا بھی نہیں ایک مرقس اور دوسرا لوقا۔ محض سنی سنائی باتیں لکھ دی ہیں۔ اور متی اور یوحنا اگر حواری بھی ہیں تو کچھ واقعات تو وہ لکھے ہیں کہ جو ان پر گزرے ہیں اور کچھ سنے سنائے ناتمام واقعات لکھے ہیں۔ ان کتابوں کو حضرت مسیح سے وہی نسبت ہے کہ جو سکندر نامہ کو سکندر سے اور رامائن کو رام چندر سے ہے۔ موجودہ اناجیل کو الہامی کتاب کہنا بالکل غلط ہے۔ بخلاف قرآن کریم کے کہ اس کے زمانہ نزول میں کوئی اختلاف نہیں۔ تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا۔ ایک جماعت کاتبین وحی کی خاص اسی کام کے لئے تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہو تو فوراً لکھ لی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود بھی حافظ تھے۔ اور حضرات صحابہؓ میں بھی بہت سے حافظ تھے۔ خلاصہ یہ کہ قرآن کریم من اولہ الیٰ آخرہٖ بلا کم و کاست آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں محفوظ ہو چکا تھا۔ فقط اوراق ہی پر نہیں لکھا گیا بلکہ قلوب اور صدور کے الواح پر کندہ ہو چکا تھا۔

فرق ششم

اہل کتاب جس کتاب کو جس مصنف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کی کوئی سند متصل ان کے پاس نہیں۔ بخلاف اہل اسلام کے کہ ان کے پاس تو کتب حدیث کی بھی

Marfat.com

سند موجود ہے۔

قرآن کریم کے حافظ تو ہر زمانہ میں بے شمار ہوتے ہی چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت یوں ہی سلسلہ جاری رہے گا کہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں عورتیں اور بچے، جوان اور بوڑھے، بینا اور نابینا حافظ ہوتے رہیں گے۔ بلکہ اس امت میں تو بحمد اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار حدیث کے بھی حافظ گذرے ہیں۔ ساری دنیا کی قومیں اگر چاہیں کہ کوئی اپنی کتاب کا کچا پکا حافظ پیش کر دیں، تو خدا کی قسم نہیں پیش کر سکتیں۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو لائیں اور پیش کریں۔ یہود اور نصاریٰ توریت اور انجیل کا کوئی حافظ دکھلائیں اور ہندو وید کا کوئی حافظ دکھلائیں۔

فرق ہفتم

توریت وانجیل کے نسخے باہم اس قدر مختلف ہیں کہ وہ اختلافات شمار میں بھی نہیں آسکتے دوسری مرتبہ کی طبع شدہ بائیبل، پہلی مرتبہ کی طبع شدہ بائیبل کے کبھی مطابق اور موافق نہیں ہوسکتی۔ جدید نسخے قدیم نسخوں کے مخالف ہیں۔ نصاریٰ کے پاس کے نسخے ان نسخوں کے مخالف ہیں جو یہود کے پاس ہیں۔ نصاریٰ میں جو فرقے ہیں ان کے نسخے باہم مختلف ہیں۔ ایک فرقہ کا نسخہ دوسرے فرقہ کے نسخہ کے بالکل مخالف ہے۔ بخلاف قرآن کریم کے اس کے نسخوں میں کہیں ایک نقطہ اور ایک شوشہ کا بھی خلاف نہیں۔ ساڑھے تیرہ سو سال کے نسخے مطبوعہ ہوں یا غیر مطبوعہ، جدید ہوں یا قدیم مشرق کے ہوں یا مغرب کے سب ایک ہیں۔ جیسا کہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

فرق ہشتم

ان کتابوں میں بکثرت ایسے مضامین پائے جاتے ہیں کہ جو حق تعالیٰ شانہ کے شان تقدیس وتنزیہ اور حضرات انبیاء کرام کی شان عصمت کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً معاذ اللہ

Marfat.com

انبیاء کا شراب پینا، جھوٹ بولنا، بت پرستی اور زنا کرنا وغیرہ ذلک، جیسا کہ بالتفصیل ہم حوالجات سے ثابت کر چکے ہیں۔ قرآن کریم حضرات انبیاء کو ان تمام باتوں سے پاک اور منزہ بتلاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

فرق نہم

ان کتابوں کے مضامین کا باہم مختلف اور متعارض ہونا یہ بھی ان کے غیر الہامی ہونے کی دلیل ہے۔ کما قال تعالیٰ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

مولانا عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانیؒ اپنے مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''ان مواقع میں مفسرین اہل کتاب لاچار ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سہو کاتب ہے خود پادری فنڈر نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد میں لاکھ سے زیادہ تسلیم کئے ہیں چنانچہ ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ اگر بسباخ نے ایسے غلط مقامات ایک لاکھ پچاس ہزار گنے ہیں اور انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا کی جلد ۱۹ بیان سکرپچر میں لکھا ہے کہ فاضل وٹسلیٹن نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زیادہ گنے ہیں۔ انتہیٰ۔ اب جب کہ ایسے بڑے محققین اقرار کرتے ہیں۔ تو آج کل کے کرسیٹن یا نئے پادری کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے۔'' (مقدمہ تفسیر حقانی ص ۵۷۶)

الحمدللہ کہ قرآن کریم ہر قسم کے اختلاف اور اغلاط سے پاک و منزہ ہے۔

فرق دہم

ان کتابوں میں بہت سے مضامین فحش اور غیر مہذب ہیں جو شہوانی اور نفسانی خیالات کے جلا دینے میں ممد اور معاون ہیں۔ بطور نمونہ چند عبارتیں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔ کتاب (۱) یسعیاہ باب ۴۲ میں ہے:

''خدا کا کلام یہ ہے۔ میں بہت مدت چپ رہا، میں خاموش رہا، آپ کو روکتا گیا پر

---

(۱) یہ تمام حوالے مقدمہ تفسیر حقانی ص ۱۱۱ سے نقل کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

اب میں اس عورت کی طرح جسے دردِ زہ ہو چلاؤں گا اور ہانپوں گا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لوں گا۔"

اور نوحۂ یرمیاہ کے باب ۳ میں خدا کو ریچھ اور شیر بتایا ہے۔

اور کتاب حزقیل باب ۲۳ میں ہے۔

"خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا، اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں، جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ انہوں نے مصر میں زنا کاری کی۔ وہ اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں۔ وہاں ان کی چھاتیں ملی گئیں۔ اور وہاں ان کے بکر کی پستان چھولی گئی۔ ان میں کی بڑی کا نام ہوا اور اس کی بہن اہولیہ۔ وہ میری جورواں ہوئیں اور بیٹے بیٹیاں جنیں۔"

اور کتاب یرمیاہ باب ۳ میں ہے:

"کہاوت ہے کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو کو نکالے اور وہاں سے جا کر دوسرے مرد کی ہو جائے کیا وہ پہلا اس کے پاس پھر جائے گا۔ کیا وہ زمین ناپاک نہ ہوگی۔ لیکن تو نے بہت یاروں کے ساتھ زنا کیا، تب بھی میری طرف پھرا۔" انتہیٰ

اور کتاب یسعیاہ باب ۲۳ میں ہے:۔

"اور پھر وہ خرچی کے لئے جائے گی اور ساری زمین کی مملکتوں سے زنا کرائے گی۔ لیکن اس کی تجارت اور خرچی خداوند کے لئے مقدس ہوگی الخ بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہوگا، جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہوویں، نفیس پوشاک پہنیں الخ۔"

مقدس لوگوں کو کیا پاک مال کھلوایا اور کیسی نفیس پوشاک پہنوائی۔ الہامی بیان اسی کو کہتے ہیں۔

اور کتاب حزقیل کے باب ۲۳ درس ۱۹ میں ہے:۔

"تسپر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب کہ وہ مصر کی زمین میں چھنالا کرتی تھی، زنا کاری پر زنا کاری کی ۲۰۰ سو، وہ پھر اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن

Marfat.com

گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا۔ انتہی

اور غزل الغزلات باب ۴ درس ۱۰ میں ہے:۔

''میری بہن، میری زوجہ، تیرا عشق کیا خوب ہے۔'' انتہی۔

اور اس قسم کی بہت سی فحش تشبیہات ہین جن کے پڑھتے وقت گرجا میں پادری لوگو بلاشبہ آنکھیں نیچی کر لیتے ہوں گے۔

شریعت محمدیہ کا شریعت موسویہ وعیسویہ سے تقابل

دنیا کان کھول کر سن لے، ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ملت اور کوئی شریعت شریعت محمدیہ کے ہم پلہ اور ہمسر تو درکنار، صداقت اور پختگی لطائف اور پاکیزگی میں شریعت محمدیہ کے عشر عشیر بھی نہیں، حق پرست اور صاحب بصیرت کے لئے تو کسی دلیل اور برہان پیش کرنے کی بھی حاجت نہیں اس کے لئے تو یہ کہہ دینا کافی ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدازوے رومتاب

شریعت حقہ سامنے ہے، دیکھ لو اور دکھلا لو، پرکھ لو اور پرکھا لو۔ خالص سونا ہے کسوٹی پر کس لو اور کسوا لو۔ الغرض جس طرح چاہو امتحان کر لو اور جس سے چاہے امتحان کرا لو۔ مگر چونکہ ہر شخص نہ صاحب بصیرت ہے اور نہ حق پرست۔ اس لئے ہم شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوۃ والف الف تحیۃ) کی افضلیت اور برتری کے کچھ دلائل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

دلیل اول: شریعت محمدیہ کے افضل الشرائع اور اکمل الملل ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اس کے تمام اصول اور قوانین عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہیں۔ اس کا ہر قانون مدلل اور مبرہن ہے۔ اس کا ہر حکم نہایت قوی اور محکم ہے۔ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے مشید اور مزین ہے (جس کو قدرے تفصیل کے ساتھ ہم نے علم الکلام کے دیباچہ میں اور محاسن اسلام اور دعوت اسلام میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

بخلاف یہود اور نصاریٰ کے کہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل نقلی ہے۔ محض بے سوچے سمجھے آباء واجداد کی کورانہ تقلید ہے۔

مثلاً توریت میں خداوند قدوس کی ذات وصفات کے متعلق اور حضرات انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین کے متعلق بکثرت ایسے مضامین موجود ہیں کہ جن کے محال اور باطل ہونے میں کسی عاقل کو شک نہیں ہوسکتا۔

مثلاً العیاذ باللہ۔ خدا تعالیٰ کا انسان کو پیدا کر کے پچھتانا اور دلگیر ہونا۔ اور آدم کے ہمیشہ زندہ رہنے سے خدا کو خوف اور اندیشہ کا لاحق ہونا۔ اور خدا تعالیٰ کا حضرت یعقوب سے تمام رات کشتی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ امور ہیں کہ جو عہد عتیق میں مذکور ہیں کہ جس کو یہود الہامی کتاب اور اس کے احکام کو ابدی احکام مانتے ہیں۔ بھلا کسی عاقل اور ہوشمند کو ان امور کے باطل اور محال ہونے میں کسی قسم کا شک اور شبہ ہوسکتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ خداوند قدوس ان تمام چیزوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اور علیٰ ہذا حضرات انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے متعلق عہد عتیق میں بکثرت ایسے مضامین مذکور ومسطور ہیں کہ جن کی نسبت حضرات انبیاء اللہ کی طرف عقل محال سمجھتی ہے۔ مثلاً العیاذ باللہ حضرات انبیاء کا شراب پینا، جھوٹ بولنا، دھوکا دینا، زنا اور بدکاری، شرک اور بت پرستی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

بھلا وہ کون سی عقل ہے کہ جو اس بات کو جائز رکھتی ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جن حضرات کو نبوت ورسالت کا زرین خلعت عطا کیا ہو۔ اجتباء واصطفاء کا بیش بہا حلہ ان کو پہنایا ہو۔ دنیا کی رشد وہدایت اصلاح وتربیت، تعلیم وتزکیہ کے لئے ان کو مبعوث کیا ہو۔ توحید وتفرید کا سبق پڑھانے کے لئے ان کو پیدا کیا ہو۔ شرک اور بت پرستی اور ہر قسم کی فحشاء اور منکر کی گندگیوں کو دلوں سے دھونے کے لئے ان کو کھڑا کیا ہو۔ معاذ اللہ اگر یہی لوگ مشرک اور بت پرست ہوں، تو پھر دوسروں ہی کو کیا خدا پرستی سکھائیں گے۔

یہ تو یہود کی شریعت کا حال تھا۔ اب نصاریٰ کی شریعت کا کچھ حال سنئے۔ مسیحی شریعت

Marfat.com

کے بنیادی اصول دو ہیں۔ایک مسئلہ تثلیث اور دوسرا مسئلہ کفارہ۔ پہلے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک تین میں اور تین ایک میں۔ اور دوسرے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں کی سزا میں ایک بے گناہ کو پھانسی دے دی جائے۔

عقلی حیثیت سے ان دونوں مسئلوں کا جو رتبہ ہے وہ دنیا کو معلوم ہے۔ علماء نصاریٰ جب خود ہی اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں، تو پھر معلوم نہیں کہ دوسروں کو سمجھانے کے لئے کیسے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

کی مثل صادق ہے۔ یہ مسیحی شریعت کے دو بنیادی اصول ہیں جو باتفاق عقلاء سراسر خلاف عقل ہیں۔ باقی شریعت کو اس پر قیاس کر لیا جائے۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ یہود و نصاریٰ جس شریعت کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کے اصول اور قوانین سراسر خلاف عقل ہیں۔ اثبات مدعا کے لئے آج تک ایک دلیل عقلی بھی نہیں پیش کر سکے۔ یہ دلائل عقلیہ کا حال ہے۔ دلائل نقلیہ کا حال اس سے بھی بدتر ہے۔ اہل کتاب کے پاس کوئی صحیح اور معتبر نقل ہی نہیں جو اس کو پیش کریں۔ جن کتابوں کے الہامی ہونے کے مدعی ہیں نہ ان کے مصنفین کا پتہ ہے نہ زمانۂ تالیف کا علم ہے نہ مکان تصنیف کی خبر ہے اور جن کا کچھ نام بتلاتے ہیں ان تک بھی کوئی سند متصل نہیں تو پھر دلیل نقلی کہاں سے پیش کریں۔

چنانچہ پادری سیل نے ترجمہ قرآن میں یہ وصیت کی ہے کہ جو مسائل ہمارے مذہب کے خلاف عقل ہیں۔ ان کا مسلمانوں کے سامنے ذکر مت کرنا۔ مسلمان احمق نہیں کہ تم ان خلاف عقل مسائل کو پیش کر کے ان پر غالب آ جاؤ۔ جیسے عبادت صنم اور عشاء

Marfat.com

ربانی کا مسئلہ۔ انتہیٰ

دلیل دوم: شریعت محمدیہ کے افضل اور برتر ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شریعتوں کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور تمام حکماء کی حکمتوں کا عطر اور نچوڑ ہے۔ اور مزید برآں وہ محاسن اور خوبیاں ہیں جو کسی مذہب میں نہیں۔ شریعت اسلامیہ نے کوئی حکمت ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کی تعلیم نہ دی ہو کوئی خیر ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کا حکم نہ دیا ہو اور کوئی شر ایسا نہیں چھوڑا کہ جس سے منع نہ کیا ہو۔

کما روی عن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما ترکت من خیر الا وقد امرتکم بہ وما ترکت من شر الا وقد نہیتکم عنہ او کما قال۔ رواہ الطبرانی

زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کوئی خیر اور بھلائی نہیں چھوڑی کہ جس کا تم کو حکم نہ دیا ہو اور کوئی شر اور برائی نہیں چھوڑی کہ جس سے تم کو منع نہ کیا ہو۔ (طبرانی)

اگر کسی شخص کو اس میں شک اور تردد ہے یا پوری شریعت کے موازنہ کرنے میں اس کو وقت اور دشواری معلوم ہوتی ہے، تو امتحاناً شریعت محمدیہ کے کسی قانون اور تعلیم کا اپنے مذہب کے کسی قانون اور تعلیم سے موازنہ کر لیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ شریعت محمدیہ میں تمام انبیاء اور حکماء کی تعلیم اور حکمتوں کا خلاصہ اور لب لباب موجود ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے محاسن اور خوبیاں ہیں کہ جو کسی اور مذہب میں نہیں پائے جاتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ شریعت محمدیہ کے بعد دنیا کو کسی شریعت کی اصلاً حاجت نہیں۔

دلیل سوم: شریعت محمدیہ کے افضل اور اشرف ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت

Marfat.com

محمدیہ کا ہر حکم معتدل اور متوسط ہے۔ افراط وتفریط کے ٹھیک درمیان ہے۔ توسط اور اعتدال اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ کما قال تعالٰی

وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا۔

ہم نے تم کو متوسط اور معتدل امت بنایا۔

نہ تو شریعت موسویہ کی طرح اس میں شدت اور سختی ہے اور نہ شریعت عیسویہ کی طرح اس میں انتہائی تخفیف اور تسہیل ہے۔ شریعت محمدیہ تشدید اور تخفیف کے بین بین ہے۔

وخیر الامور اوسطھا

دلیل چہارم: شریعت محمدیہ سے پیشتر جتنی بھی شریعتیں گذریں، وہ ایک خاص زمانہ اور خاص وقت کے ساتھ موقت اور ایک خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے ایک ہی زمانہ میں مختلف اقوام کی طرف متعدد پیغمبر بھیجے گئے۔ اور ارسال رسل اور انزال کتب کا سلسلہ جاری تھا تا کہ ہر پیغمبران احکام کو امت تک پہنچائے جو من جانب اللہ اس وقت اور اس زمانہ اور اس قوم کے مناسب اس پر نازل کئے گئے ہیں۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والف والف تحیۃ چونکہ نہایت اکمل اور غایت درجہ معتدل اور مکمل ہے۔ ابدی اور دائمی شریعت ہے۔ کسی زمانہ اور کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس لئے شریعت محمدیہ پر نزول شرائع کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۴ ادرس ۱۶ میں ہے:

''میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔'' الخ۔

اور قدیم نسخوں میں بجائے مددگار کے فارقلیط کا لفظ ہے، جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ اور ابد یعنی ہمیشہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ نبی آخری نبی ہوگا اور اس کی شریعت آخری اور دائمی شریعت ہوگی جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ شریعت محمدیہ قرآن اور حدیث کا ہمیشہ رہنا صاحب شریعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ ساتھ

Marfat.com

رہنا ہے۔ اور جس نبی کی شریعت ابدی اور دائمی ہے گویا کہ وہ نبی بھی ابدی اور دائمی ہے۔

اور توراۃ سفر پیدائش باب ۴۹ میں ہے کہ:

''یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حکم ان کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہے گا۔ جب تک کہ شیلا نہ آوے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔'' انتہیٰ

شیلا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور اس جملہ میں کہ قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی عموم بعثت کی طرف اشارہ ہے کہ آنے والا نبی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث نہ ہوگا بلکہ عالم کی تمام اقوام کے لئے نبی بنا کر بھیجا جائے گا۔

شریعت موسویہ اور عیسویہ کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی عمومیت اور عالمگیر ہونے کا دعویٰ کر سکے انجیل میں خود حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد منقول ہے۔

کہ میں صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور علیٰ ہذا توریت نے بھی کہیں اپنی تعلیم کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ جابجا بنی اسرائیل ہی کو خطاب کیا گیا ہے۔

دلیل پنجم: شریعت محمدی صدر اول سے لے کر اس وقت تک برابر محفوظ ہے جس شان سے اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کی حفاظت فرمائی اگر اس کی شان حفاظت کی زکوٰۃ نکالی جائے اور تمام دنیا کے مذہبوں اور ملتوں پر تقسیم کی جائے، تو غنی ہو جائیں۔ مگر افسوس کہ قسام ازل نے شریعت محمدیہ کی زکوٰۃ حفاظت میں سے ایک نقیر اور قطمیر بھی ان کے حصہ میں نہیں لگایا۔ جو فقیر کسی جرم کی وجہ سے صدقہ اور زکوٰۃ سے بھی محروم کر دیا جائے اس کے فقر کا کیا پوچھنا۔

اس لئے اہل کتاب کے ہاتھ میں نہ کوئی قابل وثوق شریعت ہے اور نہ قابل اعتماد کتاب مجہول زمانہ کے مجہول مصنفین کی مجہول کتابیں ان جہلا مجہولین کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

Marfat.com

دلیل ششم: دنیا میں مذاہب بے شمار ہیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ سب حق ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا اقرار اور انکار، توحید اور تثلیث، قیامت کا ماننا اور نہ ماننا دونوں حق ہوں۔ اگر دونوں حق ہوں تو اجتماع ضدین اور نقیضین لازم آتا ہے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ تمام مذاہب باطل ہوں ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ لامحالہ ایک ہی مذہب حق ہوگا اور اس کے سوا سب باطل ہوں گے۔ حق اور باطل ہونے کا ایک معیار تو وہ کہ جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس مذہب کے اصول اور قوانین عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہوں وہ حق اور سچا ہے۔ اور جس مذہب کے اصول اور قوانین عقل اور فطرت کے خلاف ہوں، وہ ناحق اور باطل ہے۔

دوسرا معیار یہ ہے کہ جس مذہب نے حقوق اللہ اور حقوق نفس اور حقوق عباد کی صحیح اور مکمل تعلیم پیش کی ہو، وہی مذہب صحیح اور مکمل ہے سو یہ بات شریعت اسلامیہ ہی پر صادق آتی ہے کہ جس میں بہ تمام وکمال حقوق مذکورہ بالا کی رعایت کی گئی ہے۔ اول حقوق اللہ کو لیجیے کہ جس مذہب میں سرے ہی سے خدا کے وجود کا انکار ہو یا خدا کے ساتھ اس کا شریک بھی مانا ہو، جیسے مجوسیوں کے نزدیک یزداں اور اہرمن اور نصاریٰ کے نزدیک اقانیم ثلاثہ باپ بیٹے روح القدس تین کے مجموعہ کا نام خدا ہوا۔ یا جو لوگ تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہوں ان مذاہب نے خداوند ذوالجلال کی تنزیہ وتقدیس کا کیا حق ادا کیا۔ اور جس مذہب میں رہبانیت اور ترک نکاح یعنی بے نکاح رہنا ہاتھ یا ٹانگ کا سکھانا۔ ناخون اور بالوں کا بڑھانا عبادت ہو اس مذہب نے نفس کا کیا حق ادا کیا۔ شریعت محمدیہ نے نفس کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا ہے۔ مگر حظوظ نفس یعنی نفس کی خواہشوں اور لذتوں پر پابندی لگائی ہے۔ کھانا اور پینا اور سونا اور نکاح کرنا یہ نفس کا حق ہے۔ اس کی شریعت نے اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔ اور سود خواری اور قمار بازی اور زنا اور حرام کاری یہ نفس کی شہوتیں اور لذتیں ہیں۔ شریعت محمدیہ نے شدت کے ساتھ ان سے روکا ہے اور یہی عقل سلیم کا مقتضا ہے کہ نفس کے حقوق دلا دیے جائیں اور شہوات پر پابندی لگا دی جائے اور جس مذہب میں گنہگاروں اور

Marfat.com

خطا کاروں کے بدلہ ایک معصوم اور بے گناہ کا قتل کرنا جائز ہو یا جس مذہب میں ایک قوم باوجود نیکی کرنے کے پرمیشور کے نزدیک ناپاک ہو، تو اس مذہب نے انسانی حقوق کی کیا حفاظت کی۔

دلیل ہفتم: مذہب اسلام نے وجود میں قدم رکھتے ہی جس سرعت اور تیزی کے ساتھ دنیا پر اپنی صداقت اور حقانیت کا سکہ جمایا ہے، کوئی مذہب اس کی نظیر تو کیا اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کرسکتا۔ دنیا کے سامنے صداقت اسلام کے دو سلسلے ہیں۔ ایک مذہبی اور دینی نشر واشاعت اور دوسرا ملکی فتوحات مذہبی اشاعت پر نظر کرنے سے توریت سفر استثناء باب ۲۳ کی وہ بشارت سامنے آجاتی ہے۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا الخ۔"

مذہب اسلام کیا تھا۔ ایک روشن آفتاب تھا کہ فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا۔ جس سے دم کے دم میں تمام عالم روشن اور منور ہوگیا ور تمام روئے زمین اس کے انوار وتجلیات سے جگمگا اٹھی۔

ملکی فتوحات کو دیکھئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سیلاب عظیم تھا کہ جس کے سامنے قیصر وکسریٰ کی بے پناہ سلطنتیں بھی نہ ٹھہر سکیں۔ چند ہی سالوں میں دنیا کی تمام حکومتوں کو تہ وبالا کرڈالا۔ اور سب کا خاتمہ کرکے ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کا دور دنیا میں پھیلا دیا اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور ذوالقرنین کی خلافت وسلطنت کا نمونہ قائم کردیا۔ جس طرح ان حضرات کی سلطنت معجزہ اور کرامت تھی اسی طرح اسلامی حکومت بھی معجزہ اور کرامت تھی۔

Marfat.com

سرور عالم نبی اکرم ﷺ کے افضل الانبیاء اور خاتم النبیین ہونے کا عقلی ثبوت

اس مقام پر ہم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا ملخص ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو تحقیق اور تدقیق کا منتہیٰ اور گمراہوں کے لئے پیغام ہدایت اور نسخۂ شفاء ہے وہو ہذا۔

نبی میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اخلاص اور محبت خداوندی ان کے رگ و پے میں اس درجہ جاری اور ساری ہو کہ ارادۂ معصیت کی گنجائش ہی نہ ہو۔ سراپا اطاعت ہو۔ ایک بات بھی ان میں خلاف مرضی خداوندی نہ ہو۔ اور قلب میں ارادۂ معصیت کی گنجائش ہی نہ رہنے کا نام عصمت اور معصومیت ہے اسی وجہ سے اہل اسلام حضرات انبیاء کو معصوم کہتے ہیں۔ دنیا میں بادشاہ کے تقرب کے لئے سراپا اطاعت ہونا ضروری ہے اپنے مخالفوں کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہے اور مسندِ قرب پر کون قدم رکھنے دیتا ہے لہذا منصب نبوت و رسالت کے لئے کہ جس سے بڑھ کر بارگاہ خداوندی میں کوئی تقرب کا مرتبہ نہیں۔ معصومیت بدرجہ اولیٰ ضروری اور لازم ہوگی۔ لہذا مقربین بارگاہ خداوندی کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ ظاہراً اور باطناً خداوند ذوالجلال کے مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ مگر چونکہ خداوند علیم وخبیر ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے اس کے علم میں غلطی ناممکن ہے۔ اس لئے انبیاء کرام منصب نبوت سے معزول نہیں ہوتے۔ حق تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو اپنا مقرب بناتا ہے جو ظاہراً و باطناً اس کے فرمانبردار ہوں۔ بخلاف دنیا کے بادشاہوں کے کہ ان کو فرمانبردار اور نافرمان کے سمجھنے میں بسا اوقات غلطی ہوتی ہے۔ آج کسی کو مطیع سمجھ کر اپنا وزیر و مشیر اور مقرب بناتے ہیں اور بعد میں جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل ہمارا مخالف ہے تو اس کو معزول کر دیتے ہیں۔

دوم یہ کہ اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ ہوں۔

Marfat.com

سوم یہ کہ عقل اور فہم میں کامل اور یکتا ہوں کیونکہ اول تو بدفہمی خود ایک ایسا عیب ہے کہ کیا کہیئے۔ دوسرے تقرب مقربین خود اس غرض سے ہوتا ہے کہ بات کہے تو سمجھ جائیں اور خود بھی تعمیل کریں اور دوسروں سے بھی کرائیں۔

الغرض نبوت کا مدار ان تین باتوں پر ہے۔ نبوت معجزات پر موقوف نہیں کہ جس میں معجزات دیکھے، اس کو نبوت عطا کی ورنہ خیر۔ بلکہ معجزات نبوت پر موقوف ہیں۔ نبوت کے بعد عطا کئے جاتے ہیں کہ تاکہ عوام کو بھی ان کی نبوت کا یقین آجائے۔ اور معجزات نبی کے حق میں بمنزلہ مسند اور دستاویز کے ہوتے ہیں اس لئے اہل عقل کو چاہیے اول عقل کامل اور اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر نظر کریں اور عقل اور فہم، اخلاق اور اعمال کو میزان عقل میں تولیں اور پھر بولیں کہ کون نبی ہے اور کون نہیں۔ مگر عقل اور اخلاق میں دیکھا تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سب سے افضل اور اعلیٰ پایا۔ عقل اور فہم میں اولیت اور افضلیت کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ بذات خود امی تھے جس ملک میں پیدا ہوئے اور جہاں ہوش سنبھالا بلکہ ساری عمر گذاری۔ وہاں نہ علوم دینی کا پتہ تھا نہ علوم دنیوی کا نشان نہ کوئی کتاب آسمانی نہ کوئی کتاب زمینی۔ پھر ایک شخص امی نے ایسے ان پڑھے ملک میں ایسا دین اور ایسا آئین اور ایسی لاجواب کتاب پیش کی کہ جس نے عرب کے جاہلوں کو الٰہیات یعنی علوم ذات وصفات خداوندی میں جو تمام علوم سے مشکل ہے اور علم عبادات اور اخلاق اور علم سیاسیات اور علم معاملات اور علم معاش و معاد میں رشک ارسطو اور افلاطون بنادیا جس کے باعث جہلاء عرب حکماء عالم ہوگئے۔ چنانچہ ان کے کمال علمی پر آج تک اہل اسلام کی بے تعداد تصانیف شہادت دے رہی ہیں۔ کوئی بتلائے تو سہی کہ ایسے علوم کس قوم اور کس فریق میں ہیں۔ جس کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ شاگردوں کا یہ حال ہے تو سمجھ لو کہ ان کے استاد اول اور معلم اول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہوگا۔

اور اخلاق کی یہ کیفیت کہ آپ کہیں کے بادشاہ نہ تھے، امیر نہ تھے، امیرزادے نہ تھے، نہ تجارت کا سامان تھا نہ زراعت کا ایسے افلاس میں عرب کے لوگوں کو ایسا مسخر کرلیا کہ

Marfat.com

جہاں آپ کا پسینہ گرے، وہاں اپنا خون بہانے کو تیار ہوں۔ پھر یہ بھی نہیں کہ ایک دو روز کا ولولہ تھا، نکل گیا۔ ساری عمر اسی کیفیت سے گذاری۔ یہاں تک کہ گھر چھوڑا، باہر چھوڑا، زن وفرزند چھوڑے مال ودولت چھوڑا۔ آپ کی محبت میں سب پر خاک ڈال کر اپنوں سے آمادۂ جنگ وپیکار ہوئے کسی کو آپ مارا کسی کے ہاتھ سے آپ مارے گئے۔ یہ تسخیر اخلاق نہ تھی تو یہ زور شمشیر کس تنخواہ سے آپ نے حاصل کیا تھا۔ ایسے اخلاق کوئی بتائے تو سہی کہ کس میں تھے۔ یہ تو عقل اور اخلاق کی کیفیت تھی۔ زہد کی یہ حالت تھی کہ جو آیا وہی لٹایا نہ کھایا نہ پہنا۔ نہ مکان بنایا، تو پھر کون عاقل کہہ دیگا کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام تو نبی ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ نبی نہ ہوں۔ ان کی نبوت میں کسی کو تامل ہو کہ نہ ہو پر محمد رسول ﷺ کی نبوت میں اہل عقل وانصاف ذرہ برابر کی تامل کی گنجائش نہیں۔

آپ کے کمالات علمی جو آفتاب کی طرح روشن ہیں اور ہر خاص وعام کو نظر آتے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ تمام انبیاء کے قافلہ سالار اور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل اور سب کے خاتم ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ حضرات انبیاء سے جو کمالات اور معجزات ظہور میں آئے وہ سب عطیۂ الٰہی اور فیض خداوندی ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی استاد جامع کمالات سے مختلف شاگرد فیض یاب ہو کر آئیں اور پھر کسی شاگرد سے معقول کا اور کسی سے منقول کا اور کسی سے طب کا اور کسی سے ہندسہ اور حساب کا فیض جاری ہو۔ تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ استاد کی فلاں کمال نے اس میں ظہور کیا ہے۔ اسی طرح حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کہ جن کو بارگاہ خداوندی سے فیض حاصل ہے ان کے مختلف کمالات اور مختلف معجزات کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی خدا تعالیٰ کی کون سی صفت سے مستفید ہے اور وہ نبی خدا کی کون سی صفت سے مستفید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ عصاء سے صفت تقلیب وتبدیل کا سراغ نکلتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتیٰ وشفا امراض سے جان بخشی کے مضمون کا پتہ چلتا ہے۔ مگر حضرت محمد ﷺ کے کمالات علمیہ اور خاص کر معجزۂ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

آپ صفت علم سے مستفید ہیں اور بارگاہ علمی میں باریاب ہیں۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ علم وہ صفت ہے کہ تمام صفات اپنی کارگذاری میں اس کی محتاج ہیں۔ مگر علم اپنے کام میں کسی صفت کا محتاج نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ارادہ وقدرت وغیرہ بغیر علم اور ادراک کے کام نہیں کرسکتیں۔ روٹی کھانے کا جب ارادہ کرتے ہیں تو پہلے یہ جان لیتے ہیں کہ یہ روٹی ہے، کوئی اور شے نہیں۔ مگر روٹی کا جاننا اور سمجھنا کھانے کے ارادہ پر موقوف نہیں۔ القصہ علم کو اپنے معلومات کے تعلق میں کسی صفت کی ضرورت نہیں۔ مگر باقی صفات کو اپنے تعلقات میں علم کی حاجت ہے۔ غرض جو صفات غیر سے متعلق ہوتی ہیں ان سب میں اول علم ہے اور صفات متعلقہ بالغیر کے تمام مراتب صفت علم ہی پر ختم ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ نبی جو صفت علم سے مستفید ہو اور بارگاہِ علمی تک باریاب ہو۔ وہی نبی انبیاء سے مراتب میں زیادہ اور رتبہ میں سب سے اول اور سب کا سردار ہوگا۔ اور سب اس کے تابع ہوں گے۔ اور اسی پر کمالات کے مراتب منتہی اور مختتم ہوں گے۔ اس لئے وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہوگا۔ اور جس طرح وزیر اعظم پر تمام عہدوں کے مراتب ختم ہوجاتے ہیں اور کوئی اس کے احکام توڑ نہیں سکتا۔ ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں جو ہوتا ہے وہ اسی کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہوں گے۔ اور دوسرے حکام کے احکام اس کے احکام کے ناسخ نہ ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ وہ نبی خاتم زمانی بھی ہو۔ اس لئے کہ اس کا حکم سب کے بعد اور اخیر میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی اور نبی نے دعوائے خاتمیت نہیں کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بجائے دعویٰ خاتمیت یہ فرمایا کہ صرف میرے بعد جہاں کا سردار آنے والا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے نہ صرف نہ اپنی خاتمیت کا انکار کیا بلکہ خاتم الانبیاء کے آنے کی بشارت دی۔ کیونکہ سب کا سردار خاتم الحکام ہوا کرتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ ختم ہوا۔ تفصیل کے لئے حضرات ناظرین حجۃ الاسلام اور مباحثہ شاہجہانپور کی طرف مراجعت کریں۔

Marfat.com

سرورعالم سیدنا محمد رسول ﷺ کی افضلیت پر عیسائیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب باصواب

عیسائی لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم اس بات کا شاہد ہے۔

اول: کہ عیسیٰ علیہ السلام مریم بتول سے روح القدس کے پھونک مارنے سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس خارق عادت طریقہ پر ان کی ولادت کو قرآن کریم نے بار بار بیان کیا ہے، یہ دلیل اس امر کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو انبیاء کرام میں ایک خاص شان امتیازی حاصل ہے۔

دوئم: یہ کہ قرآن کریم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام باذن الٰہی مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد اندھوں کو اچھا کرتے تھے اور بیماروں کو شفا بخشتے تھے، اس قسم کے معجزات کسی اور نبی کو نہیں دیئے گئے اور نہ اس قسم کے معجزات محمد رسول اللہ ﷺ سے ظاہر ہوئے، معلوم ہوا کہ مسیح ابن مریم تمام انبیاء سے افضل تھے۔

سوم: یہ کہ نبوت ورسالت کے لئے طہارت اور نزاہت لازم ہے اور تمہارے نبی (محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پابند شہوات تھے کہ متعدد بیویاں رکھتے تھے بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ شہوات نفسانیہ سے بالکل پاک اور منزہ تھے۔

چہارم: یہ کہ قرآن کریم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے اور وہاں زندہ ہیں اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور تمہارے نبی یعنی مسلمانوں کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ وفات کے بعد قبر میں مدفون ہوئے اور ظاہر ہے کہ آسمان زمین سے بہتر ہے، معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

یہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں اور حضرت عیسیٰ کی اس افضلیت کے چار شاہد ہیں اول شاہد ولادت دوم شاہد معجزات سوم شاہد صفات چہارم شاہد وفات۔

اب جواب باصواب سنئے

اس مدعی نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں چار شاہد(گواہ) پیش کئے ہیں اب آپ ایک محمدی عالم سے گواہوں کی ترتیب کے مطابق۔جواب دعویٰ سنئے۔

جواب دعویٰ سے پہلے ایک نہایت مختصر گذارش

وہ گذارش یہ ہے کہ جب آپ حضرت عیسیٰ کی ولادت اوران کی وفات کوتسلیم کرتے ہیں تو پھران کوخدا کیسے مانتے ہیں خدا کی ولادت اور پیدائش عقلاً محال ہےاور خدا کی موت اس کی ولادت سے بڑھ کرمحال ہے پیدا ہونے والی ذات اور مرنے والی ذات خدا نہیں ہوسکتی آپ سے بصد ہمدردی وخیر خواہی نیاز مندانہ درخواست ہے کہ اس مختصر گذارش پر ضرور غور فرمائیں گے۔تا کہ آپ پرحق واضح ہوجائے۔اب آپ اپنے شاہدوں گواہوں کا حال سنئے۔

شاہداوّل کا جواب

حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت کاملہ مطلق ہے جس طرح چاہے کسی کو پیدا کرے اس کی حکمتیں ہیں اس نے کسی کوکسی طرح پیدا کیا اور کسی کوکسی طرح۔کسی خاص طریقہ پر پیدائش افضلیت کی دلیل نہیں۔حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے مختلف طریقوں

Marfat.com

پر پیدا کیا تا کہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کسی خاص صورت اور خاص ہئیت کی پابند نہیں ملائکہ کو محض نور سے اور جنات کو نار سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو ماء وطین سے بلا ماں باپ کے خود اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مسجود ملائکہ بنایا اور روئے زمین کی خلافت ان کو عطا کی اور حضرت حواء کو بغیر ماں کے محض ایک مرد سے پیدا کیا۔ پس اگر حضرت عیسیٰ کا بلا باپ کے پیدا ہونا دلیل افضلیت ہے تو ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہونے چاہئیں اور حضرت عیسیٰ اپنے تخلیق و تکوین میں حضرت حواء کے مشابہ ہیں جس طرح حضرت حواء بغیر ماں کے پیدا ہوئیں اسی طرح حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے بلکہ ایک اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت حواء کے برابر ہوئے۔ حضرت حوا بغیر ماں کے پیدا ہوئیں اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس اعتبار سے دونوں برابر ہوئے۔

رہا یہ سوال کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو تو ذکر کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو ذکر نہیں کیا اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب

یہ ہے کہ یہود بے بہود حضرت مریم کو متہم کرتے تھے اور معاذ اللہ حضرت مسیح کو ولد الزنا بتلاتے تھے اس لئے یہود کی تکذیب اور تردید کے لئے حق تعالیٰ نے حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کا قصہ بیان فرمایا تا کہ مریم صدیقہ کی براءت اور نزاہت اور طہارت اور کرامت معلوم ہو جائے۔ بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے نسب مطہر میں کسی کو بھی کوئی کلام نہ تھا نہ آپ کی والدہ ماجدہ میں اور نہ آپ کے والد ماجد کے بارہ میں کسی کو کوئی شبہ تھا جس کی کتاب الٰہی میں تردید اور تکذیب کی جاتی۔ البتہ جب دشمنوں نے آپ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ کی طہارت پر ذرا حرف زنی کی تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

سورۂ نور کی دس آیتیں ان کی براءت ونزاہت میں بیان فرمائیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ عائشہ صدیقہ براءت ونزاہت میں مریم صدیقہ کا نمونہ ہیں۔

نصاریٰ کا بلا باپ کے پیدائش پر فخر کرنا اور اس کو موجب افضلیت قرار دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی دیہاتی خودرو گھانس کو چمیلی اور گلاب کے پودوں پر اس لئے ترجیح دے کہ یہ گھانس خود بخود اگا ہے۔ کسی مالی اور باغبان کے عمل کو دخل نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام. مریم عذراء سے پیدا ہوئے۔ جو کنواری تھیں اور قابل ولادت تھیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک بوڑھی اور بانجھ ماں سے پیدا ہوئے جن کے شوہر بھی بہت بوڑھے ہو چکے تھے جنکا قصہ سورۂ آل عمران میں مفصل مذکور ہے۔ پس کیا اس طرح کی ولادت حضرت یحییٰ سے افضلیت کی دلیل ہو سکتی ہے اور کیا اس بناء پر حضرت یحییٰ کو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے افضل قرار دیا جا سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ کسی خاص طریقہ پر ولادت اور پیدائش دلیل افضلیت کی نہیں علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ایک خاص اعجازی شان سے ہوئی اور آپ کی ولادت کے وقت ایسے عجیب وغریب خوارق کا ظہور ہوا کہ جو کسی نبی کی ولادت کے وقت ظاہر نہیں ہوئے مثلاً آپ کی ولادت کے وقت ایک نور کا ظاہر ہونا اور بتوں کا اوندھا ہو جانا اور نوشیروان کے محل کے چودہ کنگروں کا گر جانا وغیرہ وغیرہ کتب سیرت میں مذکور ہے. جس سے آنحضرت کی عُلوّ شان ظاہر ہوتی ہے۔

شاہد دوم (معجزات) کا جواب

حق جل شانہ نے ہر نبی کو اس زمانہ کے مناسب معجزات عطا کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا زور تھا اس لئے ان کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ عطا کیا گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہت عروج پر تھی اس لئے ان کو عرش بلقیس کے متعلق

Marfat.com

ایسا معجزہ دیا گیا کہ کوئی شاہی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکے نیز سلیمان علیہ السلام کو تسخیر ریاح اور اور تسخیر جن کا معجزہ دیا گیا کہ جو موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیا گیا تا کہ سلاطین عالم سمجھ جائیں کہ یہ شخص اگر چہ ظاہر میں بادشاہ ہے مگر در حقیقت اللہ کا نبی اور اس کا برگزیدہ بندہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا زور تھا اس لئے ان کو احیاء موتی اور ابراء اکمہ وابرص کا معجزہ عطا کیا گیا جس سے تمام اطباء عالم عاجز تھے اور اب بھی عاجز ہیں اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے معجزات عطا کئے گئے حسی معجزات کے علاوہ ایسے روحانی اور علمی معجزات عطا کئے گئے کہ جو اولین اور آخرین میں سے کسی کو نہیں عطا کئے گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ احیاء موتی کا ہے سو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مردہ مقتول۔ گائے کے گوشت کا ٹکڑا لگا دینے سے زندہ ہو گیا اور ان کا عصا کبھی ثعبان مبین (اژدھا) بنا اور کبھی اس کے مارنے سے دریائے نیل میں بارہ راستے بن گئے جس سے بنی اسرائیل صحیح سالم گذر گئے اور حزقیل علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مردہ حمار سو سال کے بعد زندہ ہوا۔

اور حزقیل اور الیسع اور الیاس علیہم السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا اور یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح گہوارہ میں کلام کیا۔

اور آنحضرت سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بھی بعض مردے زندہ ہوئے اور بہت سے مریض شفایاب ہوئے جیسا کہ شفا قاضی عیاض اور زرقانی شرح مواہب اور خصائص کبریٰ للسیوطی میں تفصیل کے ساتھ ان معجزات کا ذکر ہے کہ کتنے مردے حضور پر نور کے دست مبارک پر زندہ ہوئے اور کتنے مریض آپ کے ہاتھ سے شفایاب ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شریعت چھوڑی وہ سارے عالم کی حیات ابدی کا سامان ہے اور قیامت تک نوع انسانی کے لئے مشعل ہدایت کا کام

Marfat.com

دے گی۔ شفاء امراض کا فائدہ وقتی ہے اور شریعت کا فائدہ دائمی ہے۔ نصاریٰ شفاء امراض اور احیاء موتی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے ان معجزات سے مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچا۔

جواب: یہ ہے کہ یہ اصولی غلطی ہے انبیاء کرام کے معجزات کے متعلق یہ سوچنا کہ ان سے ظاہری طور پر مخلوق خدا کو نفع پہنچا یہ نادانی ہے۔ معجزات دنیاوی فوائد اور منافع کیلئے نہیں عطا کیے جاتے بلکہ منکرین اور معاندین پر حجت قائم کرنے کیلئے دیئے جاتے ہیں کہ معاندین ان خوارق کو دیکھ کر اپنے عجز کا اقرار کریں اور گردن تسلیم انبیاء کرام کے سامنے جھکائیں اور ان کی صداقت کا اقرار کریں اور سمجھیں کہ یہ حضرات حق تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں جن کے ہاتھ پر یہ صداقت کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں معجزات سے مقصود اعجاز اعداء ہے اس لئے حق تعالیٰ نے ہر نبی کو علیحدہ علیحدہ قسم کے معجزات عطا کیے اس لئے کہ تمام انبیاء کرام کو ایک ہی قسم کے معجزات دیئے جاتے تو لوگ شبہ اور تردد میں پڑ جاتے اور سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی اور آخری رسول تھے اس لئے من جانب اللہ آپ کو ہر نوع اور ہر جنس کے معجزات عطا کیے گئے تاکہ تمام عالم پر آپ کی افضلیت اور برتری واضح ہو جائے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شاہد سوم (طہارت ونزاہت) کا جواب!

بے شک نبوت و رسالت کیلئے طہارت ونزاہت لازم ہے مگر یہ امر مسلم ہے کہ انبیاء کرام جنس بشر سے ہوئے ہیں نہ کہ جنس ملائکہ سے۔ ابوالانبیاء یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد خداوندی ہے انی خالق بشراً من طین اور نکاح لوازم بشریت میں سے ہے جس طرح کھانا اور پینا نبوت و رسالت کے منافی نہیں اسی طرح نکاح بھی نبوت کے

Marfat.com

منافی نہیں حیرت کا مقام ہے کہ نصاریٰ کے نزدیک کھانا اور پینا الوہیت کے تو منافی نہ ہو اور نکاح نبوت ورسالت اور شان عظمت کے منافی بن جائے۔

نکاح قوت بشریہ کا کمال ہے اس سے اخلاق واعمال کی اصلاح ہوتی ہے جس طرح کسی کا ناقابل نکاح ہونا ایک انسانی نقص اور عیب ہے۔ ازدواجی تعلق بقاء نسل انسانی کا ذریعہ ہے اور بیوی وبچوں کی تعلیم وتربیت جیسی عظیم ترین عبادت کا وسیلہ ہے۔ نکاح تمام انبیاء کرام کی سنت حسنہ ہے سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام جن کو حق جل شانہٗ نے خود اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مسجود ملائک بنایا ان کی زوجۂ مطہرہ حضرت حواء کو فقط حضرت آدم سے پیدا کیا جس طرح حضرت عیسیٰ کو مریم صدیقہ سے پیدا کیا اور جنت میں حضرت آدم سے ان کا نکاح کیا۔ معلوم ہوا کہ نکاح شان نبوت ورسالت اور شان خلافت کے خلاف نہیں حضرت آدم علیہ السلام آسمان میں مسجود ملائک بنے اور پورے روئے زمین کے خلیفہ بنے۔ اور جن اور انس حتیٰ کہ فرشتے ان کے زیر فرمان رہے اور زمین پر اترنے کے بعد اولاد ہوئی اولاد کی تربیت بھی کرتے رہے اور تمام روئے زمین کا انتظام بھی کرتے رہے اور ان پر اللہ کی وحی بھی نازل ہوتی رہی اور تبلیغ ودعوت بھی کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ ازدواجی تعلق تبلیغ ودعوت میں حائل نہیں۔ حضرت مسیح کو باوجود نکاح سے مجرد رہنے کے یہ فوائد حاصل نہیں ہوئے اور نہ وہ اس قدر تبلیغ کر سکے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مسیح نے جو ساری عمر تجرد اختیار کیا وہ صرف تبلیغ ودعوت کی خاطر تھا یا کسی اور حکمت اور مصلحت پر مبنی تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں ایک سارہ دوم ہاجرہ جن سے نکاح کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر اسی سال کی تھی۔ تیسری قطورہ جن سے حضرت ابراہیمؑ نے بالکل اخیر عمر میں وفات سے چند روز پہلے نکاح فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے چار نکاح کئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو نکاح کئے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ

Marfat.com

صرف بنی اسرائیل کے بھیڑیوں کیلئے تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تبلیغ تمام عالم کیلئے تھی آپ نے حق کی دعوت وتبلیغ میں جو مصائب وآلام برداشت کئے وہ اظہر من الشمس ہیں مشرکین اور یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور صائبین اور دھریہ تمام عالم کا بیک وقت مقابلہ کیا اور نصاریٰ نجران اور شام پر توحید کو واضح کیا اور تثلیث کو باطل کیا اور باوجود ازدواجی زندگی کے کسی دعوت وتبلیغ میں کمی نہیں آئی بلکہ تمام انبیاء ومرسلین سے بڑھ کر دنیا کو خدا کی طرف کھینچ لیا اور ازدواجی زندگی اور خانگی معاشرہ کے احکام اور آداب کی دنیا کو تعلیم دے گئے جس کا انجیل میں کوئی باب نہیں۔ قرآن وحدیث میں والدین کے آداب وحقوق کا بیان ہے انجیل میں نہیں تفصیل کیلئے دیکھو احیاء العلوم۔ توریت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کے نکاح میں سو عورتیں تھیں اور سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں ایک ہزار بیویاں تھیں اور توریت میں ہے کہ مرد جس قدر عورتوں کا خرچ برداشت کرسکتا ہے نکاح کرسکتا ہے۔ غرض یہ کہ نکاح تمام انبیاء کرام کی سنت ہے نصاریٰ نے پولوس کے کہنے سے ایک عورت سے زائد نکاح کو ناجائز اور حرام سمجھا اور تمام انبیاء کے خلاف پولوس کے حکم کو اپنا دین بنالیا۔

علماء نصاریٰ پہلے ان حضرات انبیاء کرام کے متعلق بتلائیں کہ جن کے متعدد نکاح توریت سے ثابت ہیں ان کے متعلق علماء نصاریٰ کا کیا فتویٰ ہے اس کے بعد ہم سے سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدد ازواج کے متعلق سوال کریں۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ نکاح سے پاکیزگی [1] اور علیحدگی شرائط نبوت میں سے نہیں اور نہ نکاح تبلیغ دین میں حارج اور مزاحم ہے حضرت مسیح سے پہلے سے انبیاء گذرے اور بہ نسبت حضرت مسیح کے لوگ ان سے بہت زیادہ مستفید اور مستفیض ہوئے باوجودیکہ وہ انبیاء سابقین اہل وعیال

---

(۱) دیکھو ازالۂ الاوہام از ص ۳۶۰ تا ص ۳۷۰

Marfat.com

بھی رکھتے تھے کمال تعالی۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلاً مِنۡ قَبۡلِكَ وَ جَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً
تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اوران کے لئے
بیویاں اوراولا دعطا کیں۔

شان لم یلد ولم یولد صرف خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے نہ کہ انسان اور بشر کے لئے سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اہل وعیال رکھنے کے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہیں زیادہ تبلیغ کی اور پورے جزیرۃ العرب کے جہل کوعلم سے بدل دیا اوران کی شرک اور بت پرستی کو توحید وتفرید سے بدل دیا۔

شاھد چہارم۔وفات۔کا جواب

وفات کے اعتبار سے اگر موازنہ کیا جائے تو نصاریٰ کے عقیدہ کی بناء پر حضرت مسیح نے دشمنوں کے ہاتھ سے مقہور ومصلوب ہوکر ایلی ایلی کہتے ہوئے جان دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت اور احباب اور اصحاب میں بصد مسرت وابتہاج اللھم الرفیق الاعلی کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

نصاریٰ کے زعم فاسد کی بناء پر حضرت مسیح علیہ السلام کو جوذلت آمیز اور اہانت انگیز صلیبی موت واقع ہوئی وہ کسی چور اور قزاق کو بھی نہیں پیش آئی۔مسلمان کی زبان اور قلم تو اس کے تصور سے بھی کانپتی ہے۔

اور اگر نصاریٰ حضرت مسیح کواس بناء پر افضل بتاتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں مدفون ہوئے تو یہ دلیل افضلیت کی نہیں ہوسکتی اس لئے کہ نصاریٰ کے نزدیک الیاس علیہ السلام اورادریس علیہ السلام بھی آسمان پر اٹھائے گئے مگر وہ دونوں اس وجہ سے حضرت مسیح کے برابر نہیں ہوگئے اور نہ وہ دونوں حضرت ابراہیم اور حضر موسیٰ سے افضل ہوگئے۔مطلب یہ ہے کہ رفع الی السماء عیسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہر رفع الی السماء افضلیت کی دلیل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف فرما تھے تو اس وقت بھی وہ آسمان کے فرشتوں سے افضل تھے اور حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے ھبوط اور نزول کے بعد بھی ملائکہ علوبین سے افضل ہوں گے نیز عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء یہود کے قتل وصلیب سے حفاظت کے لئے تھے کہ وہاں زندہ سلامت رہ کر بوقت حاجت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں حکم وعدل ہو کر آسمان سے نازل ہوں اور دجال کو قتل کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع الی السماء یعنی معراج جسمانی

بطور اعزاز واکرام تھا لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

خلاصۂ کلام

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کوئی خصوصی امتیاز اور خصوصی فضیلت عطا کی تا کہ لوگوں میں اس کی فضیلت ظاہر ہو اور لوگ اس کی نبوت ورسالت کو قبول کریں اور اس کو فرستادۂ خدا سمجھیں. ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است اور ایسے فضائل وکمالات جن سے تمام انبیاء کرام پر فضیلت ثابت ہو سکے وہ صرف سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے جن کی تفصیل سیرت اور علم کلام کی کتابوں میں موجود ہے اور اس ناچیز نے اپنی تالیف علم الکلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی افضلیت کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

البتہ نصاریٰ کے زعم فاسد کی بناء پر حضرت مسیح علیہ السلام کو جو ذلت آمیز اور اہانت انگیز صلیبی موت واقع ہوئی وہ کسی چور اور قزاق کو بھی نہیں آئی۔ مسلمان کی تو زبان اور قلم اس کے تصور سے بھی کانپتی ہے جس کو نصاریٰ اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہیں اور تمام روئے زمین کے مسلمان از روئے حدیث وقرآن حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ قتل اور صلب سے بالکل مامون اور محفوظ رہے اور ان کا ایک دشمن ان کے ہم شکل بنا دیا گیا

Marfat.com

لوگوں نے اسی کو مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم مطہر ساتھ صحیح سالم اور زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے نصاریٰ اگر ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح کی عظمت و رفعت کے عقیدہ رکھنے والے وہ صرف اور صرف مسلمان ہیں اور نصاریٰ تو یہود کی طرح حضرت مسیح کی ذلت آمیز صلیبی موت کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعظیم میں اہل اسلام کے کہاں برابر ہو سکتے ہیں۔

مسیحی علماء سے ایک محمدیؐ عالم کے چند سوالات

(۱) خدا کی کیا شان ہونی چاہئے اور نصاریٰ کے نزدیک اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باوجود انسانی حاجتوں اور بشری ضرورتوں کے جسمانی حیثیت سے مخلوق اور بندہ ہونا اور باطنی حیثیت سے معاذ اللہ خدا اور خالق اور رب العالمین ہونا ممکن ہے تو کیا مشرکین کو اپنے اوتاروں کے لئے یہ تاویل کرنا ممکن نہیں جو تاویل نصاریٰ کرتے ہیں، وہی مشرکین بھی کر سکتے ہیں. پھر مابہ الفرق کیا ہے۔

(۲) کیا الوہیت اور بشری صفات (مثلاً کھانا اور پینا، سونا اور جاگنا، پیشاب اور پاخانہ کرنا) کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے۔

(۳) علماء یہود اور نصاریٰ کے نزدیک حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت کی کیا دلیل ہے۔ اور نصاریٰ کے نزدیک ان حضرات کا نبی اور رسول ہونا کس دلیل سے ثابت ہے؟

(۴) ایمان کی تعریف کیا ہے؟

(۵) کیا کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے فقط اس نبی کی تصدیق کافی ہے یا اس کے تمام احکام کی تصدیق ضروری ہے؟

(۶) اگر کوئی شخص کسی نبی کو نبی تو سمجھتا ہے مگر اس کی لائی ہوئی کتاب یا شریعت یا اس کے تلقین کردہ احکام یا کسی ایک حکم کو تسلیم نہیں کرتا تو ایسا شخص مؤمن ہے یا کافر؟

Marfat.com

(۷) انبیاء و مرسلین سب ہی اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ بندے ہیں۔ مگر بایں ہمہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسحٰق اور یعقوبؑ سے افضل ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع سے افضل ہونا تمام یہود اور نصاریٰ کو مسلم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ افضلیت کا معیار کیا ہے کہ جس کی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ فلاں نبی اور رسول فلاں پیغمبر سے افضل ہے اس معیار کی توضیح فرمائی جائے۔

(۸) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی تعداد کس قدر ہے۔ اناجیل سے ان کا حوالہ دیا جائے۔

(۹) اگر کسی نبی کے معجزات حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے سوگنا زیادہ ہوں تو حضرات نصاریٰ اس نبی کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل اور برتر مانیں گے؟۔

(۱۰) کسی کتاب کو کتاب الٰہی یا کلام الٰہی کہنے کا کیا معیار ہے؟

(۱۱) علماء نصاریٰ کے نزدیک توریت یا انجیل کس اعتبار سے قرآن کریم سے افضل اور بہتر ہے؟

(۱) کیا انجیل باوجود ہزارہا اختلاف کے معتبر اور مستند ہونے میں قرآن کریم سے (کہ جس پر تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گذر جانے پر بھی ایک نقطہ اور ایک شوشے کا فرق نہیں آیا) زائد باوثوق اور مستند ہے۔

(۲) توریت و انجیل یا اور دنیا کی کوئی کتاب حفاظت میں قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے کہ جس کے بے شمار حافظ دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور جس کے لئے ہر حافظ کا سینہ ہی خود توریت و انجیل بنا ہوا ہے۔ کیا علمائے یہود و نصاریٰ قرآن کریم کی طرح توریت و انجیل کا کوئی کچا پکا حافظ دنیا کے کسی کونے میں دکھلا سکتے ہیں؟۔

(۳) یا توریت اور انجیل باعتبار علوم اور معارف کی جامعیت کے قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے۔

(۴) یا توحید کی تعلیم توریت اور انجیل میں قرآن سے زیادہ بلند ہے۔

Marfat.com

(۵) یا تعلیم اخلاق کے اعتبار سے توریت وانجیل کا پایہ قرآن کریم سے بلند ہے۔

(۶) یا حقوق اللہ یا حقوق العباد کی توضیح وتفصیل توریت وانجیل میں قرآن کریم سے زیادہ موجود ہے۔

(۷) یا تدبیر منزل اور تدبیر ملکی انفرادی اور اجتماعی معاشرت اور تمدن کے اصول کی توریت وانجیل قرآن کریم سے زائد ذمہ دار اور کفیل ہے۔

(۸) یا توریت وانجیل میں ظاہری اور باطنی امراض کی توضیح اور پھران کی علامات کی پوری پوری تشریح قرآن کریم سے بڑھ کر ہے۔

(۹) یا توریت وانجیل باعتبار فصاحت وبلاغت حلاوت وشیرینی کے قرآن کریم سے بڑھ کر ہے۔

(۱۰) ذکر الٰہی کے طریقے اور بارگاہ خداوندی میں التجا والتماس کے جو آداب قرآن وحدیث نے بتلا دیئے۔ کیا دنیا کی کوئی کتاب اس کا نمونہ پیش کرسکتی ہے فِتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

(۱۱) حضرت مسیح علیہ السلام کس شان میں سرور عالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھے ہوئے ہیں۔

(۱۲) کیا کوئی مسیحی یا یہودی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کلمہ سند متصل کے ساتھ پیش کرسکتا ہے۔ بخلاف پیروان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ اپنی نبی امی کا ہر قول اور ہر فعل اور ہر حرکت اور سکون عبادت اور استراحت استنجا اور طہارت سکوت اور تکلم اور تبسم کو اسانید مسلسلہ اور روایت متصلہ حدثنا فلاں بن فلاں کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

(۱۳) جس طرح امت محمدیہ نے قرآن وحدیث کی توضیح وتشریح کی خاطر قسم قسم کے علوم ایجاد کئے مثلاً اسماء الرجال، معرفۃ الصحابہ والتابعین، علم الحدیث، علم التفسیر، اصول فقہ واصول حدیث، اصول تفسیر علم البلاغت، علم النحو، علم الصرف، غریب القرآن وغریب

Marfat.com

الحدیث، علم الکلام، علم الفقہ، علم الاخلاق، علم اسرار الشریعت، کیا کوئی امت اس کی نظیر پیش کر سکتی ہے؟

(۱۴) علمائے اسلام نے قرآن وحدیث کے علوم ومعارف نکات ولطائف کا جو دریا بہایا علماء یہود ونصاریٰ اسی طرح توریت وانجیل کے علوم ومعارف کا کوئی ادنیٰ اور معمولی سا کوئی نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟

(۱۵) کیا کوئی امت امت محمدیہ کے فقہاء ومجتہدین، جیسے ابی حنیفہ اور شافعی کے اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کی فہم وفراست اور تفقہ اور اجتہاد اور استنباط اصول وفروع میں کوئی ادنیٰ سی ایک نظیر بھی پیش کر سکتی ہے۔

(۱۶) اور حفظ وضبط میں احمد بن حنبل اور یحییٰ ابن معین، بخاری ومسلم، شمس الدین ذہبی اور ابن حجر عسقلانی کا کوئی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتی ہے۔

(۱۷) یا کوئی امت اپنے پیغمبر کی جان نثاری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا نمونہ دکھلا سکتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تو محمد رسول اللہ پر اپنا جان ومال، گھر اور در، کنبہ اور برادری، ماں اور باپ اور اولاد سب ہی کو آپ پر قربان کر دیا۔ اور موجودہ انجیل کی بناء پر معاذ اللہ حضرت مسیح کے حوارئین نے نصاریٰ کے اعتقاد کی بناء پر اپنے خدا کو تیس درہم میں فروخت کر کے ایک کمہار کا کھیت خرید لیا۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

(۱۸) حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ یا تمام عالم کے لئے۔

(۱۹) حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا اپنے خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ انجیل میں کسی ایک جگہ بھی اس کا ذکر آیا ہو کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس کا حوالہ دیا جائے۔

(۲۰) حضرت مسیح اگر خاتم الانبیاء تھے، تو فارقلیط اور روح حق کے آنے کی بشارت

Marfat.com

دینے کا کیا مطلب ہے۔اور حضرت مسیح کے بعد علماء نصاریٰ فارقلیط کے کیوں منتظر رہے۔ اور بہت سے لوگوں نے فارقلیط ہونے کا کیوں دعویٰ کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح خاتم النبیین نہ تھے ورنہ ان کے بعد ایک نبی کے ظہور کے انتظار کے کیا معنی۔

(۲۱) انجیل کے سو سال قبل کے مطبوعہ نسخوں میں فارقلیط کا لفظ موجود ہے مگر حال کے نسخوں میں نہیں رہا۔ کیا کسی کمیٹی کو کتاب الٰہی میں کسی تغیر و تبدل کا کوئی حق حاصل ہے۔

(۲۲) توریت و انجیل کے نسخے مختلف کیوں ہیں؟

(۲۳) توریت و انجیل کس زمانہ میں لکھی گئیں۔ اور کس نے لکھی۔ اس میں یہود و نصاریٰ کا کیا اختلاف ہے۔

(۲۴) ان چار انجیلوں کے علاوہ اور بھی انجیلیں لکھی گئیں نصاریٰ کے نزدیک سوائے ان چار انجیلوں کے باقی انجیلوں کے غیر معتبر ہونے کی کیا دلیل ہے اور کس بناء پر ان کو غیر مستند قرار دیا گیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

Marfat.com

احسن الحدیث

فی ابطال التثلیث

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَیَعْلَمُہٗ عُلَمَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَیَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَیَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

اے اہل کتاب آؤ میں تم کو دعوت دیتا ہوں ایک ایسے امر کی کہ جو ہم میں اور تم میں مسلم ہے وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے اور نہ کسی کو خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک کریں گے اور نہ خدا کے سوا ایک دوسرے کو رب بنائیں گے پس اگر اہل کتاب اس صریح حق اور واضح ہدایت سے اعراض اور روگردانی کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ایک خدا کے پرستار اور فرمانبردار ہیں۔

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند ذوالجلال وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، نہ ذات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ صفات میں اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور مانند ہے اور بے مثل اور بے چون و چگون ہے اور نہ کسی کے ساتھ متحد ہے اور نہ وہ کسی میں حلول کئے ہوئے ہے جسمانیت اور صورت اور شکل سے پاک اور منزہ ہے جہت اور مکان اور زمان سب سے بالا اور برتر ہے۔

Marfat.com

جسم ہو یا صورت اور شکل ہو یا جہت اور مکان ہو یا وقت اور زمان زمین ہو یا آسمان سب اسی کی مخلوق ہے۔

یہ ایسا صاف اور واضح عقیدہ ہے کہ بے شمار عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے اور اسی پر تمام انبیاء ومرسلین کا اجماع ہے۔

نصاریٰ زبان سے تو توحید کا اقرار کرتے ہیں اور جب ان کے سامنے توحید کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔تو کہتے ہیں کہ ہم بھی خدا کو ایک مانتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی درجہ میں ہر مذہب والا مجبوراً توحید کا اقرار کرتا ہے۔

لیکن آگے چل کر اس میں ایسا تصرف اور ایسی تحریف کرتے ہیں کہ حقیقت ہی بدل جاتی ہے چنانچہ نصاریٰ ایک طرف تو زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف الوہیت مسیح کے قائل ہیں اور تثلیث کا عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ توریت اور انجیل میں کسی جگہ لفظ تثلیث موجود نہیں اور نہ حضرت عیسیٰ یا کسی حواری نے یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو اگر بایں ہمہ نصاریٰ تثلیث کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جوہر واحد کے تین اقنوم (حصہ اور جز) ہیں اب (باپ) ابن (بیٹا) روح القدس یعنی جبریل امین اور یہ تینوں مل کر ایک خدا ہوا اور بعض عیسائی بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے ہیں اور ان کو خدا کی والدہ کے نام سے پکارتے ہیں اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے خدا کی والدہ ہم پر رحم کر اور ہمیں رزق دے۔غرض یہ کہ نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ جوہر واحد کے تین اقنوم ہیں ایک تین میں ہے اور تین ایک میں ہے اور وہ اس کو توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ عیسائیوں کی ایسی بھول بھلیاں ہے کہ جس کا انہیں خود بھی پتہ نہیں۔

نصاریٰ کو خود اس کا اعتراف ہے کہ اس عقیدہ کے اثبات کے لئے ہمارے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں اور نہ توریت اور انجیل کی کوئی صریح شہادت ہے کہ جس میں یہ حکم دیا گیا ہو کہ تم خدا کے تین اقنوم مانو اور تثلیث کا عقیدہ رکھو حالانکہ مذہب نصاریٰ میں عقیدۂ تثلیث

Marfat.com

بنیادی عقیدہ ہے اور اصل ایمان اور مدار نجات ہے یہ عقیدہ نہ حضرت مسیح سے منقول ہے اور نہ کسی حواری سے۔ اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید حقیقی ہے جو بے شمار عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے اور نصرانیت کا بنیادی عقیدہ تثلیث ہے جس پر نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی اور اس درجہ گول مول ہے کہ بڑے بڑے پادری اس کے مقر ہیں کہ ہم اس تثلیث کے سمجھنے اور سمجھانے سے قاصر اور عاجز ہیں یہ ایسا مسئلہ ہے کہ نہ عاقل کے عقل میں آسکتا ہے اور نہ وحشی اور غافل کے حلق کے نیچے اتارا جاسکتا ہے دنیا میں عیسائی مشن کا جال بچھا ہوا ہے اور لوگ عیسائی بن رہے ہیں سو اس کی وجہ یہ نہیں کہ عیسائی مذہب کوئی عقلی اور فطری مذہب ہے اور عقل اور فطرت کے مطابق ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دولت و ثروت کی فراوانی کی وجہ سے زن اور زر کا جال بچھا ہوا ہے اس لئے شہوت پرست اس جال میں پھنس رہے ہیں اور زن و زر ایسا وسیلہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے جس شہوت پرست کو چاہو جال میں پھنسا لو اور جس چیز کی الوہیت اور ابنیت کا اس سے اقرار کرانا چاہو اقرار کرالو۔

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ۔

بھلا تو نے اس شخص کو دیکھا بھی ہے جس نے خواہش نفس کو اپنا معبود اور مسجود بنالیا۔

جدھر نفسانی خواہش اسے لے جاتی ہے ادھر دوڑا چلا جارہا ہے اور جہاں اسے رکوع وسجود کے لئے اشارہ کرتی ہے وہاں رکوع اور سجدہ میں چلا جاتا ہے اسے حق اور باطل سے کوئی بحث نہیں نفسانی خواہش نے اس کو اندھا اور بہرا بنا رکھا ہے۔

زن اور زر کا لالچ دے کر جس چیز کی دعوت دی جائے وہ تبلیغ نہیں بلکہ وہ اغواء ہے۔ تبلیغ وہ ہے کہ جو دلائل اور براہین کے ذریعہ سے ہو۔ دلیل و برہان کی قوت اور طاقت سوائے مذہب اسلام کے کسی مذہب کے پاس نہیں۔

عیسائیوں میں بہت سے فرقے ہیں زیادہ مشہور چار فرقے ہیں۔ یعقوبیہ۔ اور ملکانیہ اور نسطوریہ اور مرقوسیہ ان میں سے فرقۂ یعقوبیہ اور ملکانیہ۔ مسیح کو عین خدا کہتے تھے اور یہ کہتے

Marfat.com

تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہو گیا ہے اور فرقۂ نسطوریہ اور مرقوسیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا تین اقنوم سے مرکب ہے یعنی اس کے تین جز ہیں۔ باپ، بیٹا روح القدس ان میں سے ہر ایک خدا ہے اور ان تینوں کا مجموعہ مل کر ایک خدا ہے۔

اور بعض نصاریٰ تثلیث کے تو قائل تھے مگر بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے عقیدۂ تثلیث کا بانی پولوس ہوا جس نے نصاریٰ میں یہ عقیدہ پھیلایا۔

نصاریٰ میں جب عقیدۂ تثلیث شائع ہوا تو آریوس وغیرہ نے بڑے زور سے اس عقیدہ کی تردید کی آریوس اسکندریہ کا ایک بڑا نامی قسیس تھا وہ علی الاعلان حضرت مسیح کی الوہیت سے انکار کرتا تھا آریوس نہ حلول کا قائل تھا نہ اتحاد کا اور نہ تثلیث کا آریوس یہ کہتا تھا کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور عیسیٰ علیہ السلام خدا کے مخلوق ہیں مگر افضل المخلوقات ہیں جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ بندہ اور رسول تھے اور اپنے زمانہ میں افضل الخلائق تھے آریوس کا بھی یہی عقیدہ تھا آریوس کا یہ عقیدہ جب لوگوں میں شائع ہوا تو اہل تثلیث کو فکر دامنگیر ہوئی اور شرنائیس ہیں قسطنطین شاہ روم کے سامنے مجلس مناظرہ منعقد کی آریوس نے اپنے عقیدۂ توحید کی شرح اور تفصیل کی۔ مناظرہ نے طول پکڑا بالآخر مجلس کی اکثریت سے مسئلہ تثلیث طے ہوا۔ اور شاہ قسطنطین نے عقیدہ تثلیث کی حمایت کی اور حکم جاری کیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کرے گا اس کا مال ضبط کیا جائے گا اور اس شخص کو جلا وطن کر دیا جائے گا تب اکثر لوگوں نے بادشاہ کے خوف سے تثلیث کو قبول کیا اور علماء نصاریٰ نے بادشاہ کے خوف سے عقیدۂ تثلیث پر دستخط کر دیئے اس وقت سے تثلیث کا سلسلہ چلا اور اس عقیدہ تثلیث پر جو متفقہ تحریر تیار کی گئی اس کا نام امانت رکھا گیا۔ اس امانت کی خیانت کو علامۂ آلوسی نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو روح المعانی صفحہ ۲۳ ج ۶ پارہ ششم تحت تفسیر وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ۔ والجواب الفسیح لما لفقہ عبد المسیح از صفحہ ۱۶ ج ۱ تا صفحہ ۲۱ و نوید جاوید صفحہ ۳۵۵ مصنفہ مولانا سید ابو المنصور۔

Marfat.com

یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ بھی الوہیت کو صرف خدا کے لئے مانتے تھے اور حضرت مسیح کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے تھے لیکن اب عام طور پر نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ تین ہیں ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس پھر یہ تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں اور جو نصاریٰ آریوس کی طرح توحید کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قلیل ہیں۔

جو نصاریٰ الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث کے قائل ہیں۔ اہل اسلام کے ساتھ ان کا نزاع ان دو مسئلوں سے شروع ہوتا ہے۔

اوّل مسئلہ توحید باری تعالیٰ۔ دوسرا مسئلہ اثبات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ والف الف تحیہ اور نصاریٰ کا جو فرقہ توحید باری تعالیٰ کا قائل ہے اور الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث کا قائل نہیں بلکہ حضرت مسیح کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور رسول مانتا ہے تو اہل اسلام کا نزاع اس فرقہ سے مسئلہ توحید میں نہیں بلکہ رسالت میں ہے اس فرقہ سے اگر گفتگو کی جائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تم حضرت عیسیٰ کو کس دلیل سے نبی اور رسول مانتے ہو جو دلیل بھی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی بیان کرے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ دلائل نبوت اور براہین رسالت سب سے بڑھ کر نکلیں گے۔ اس طرح آپ کی نبوت و رسالت بسہولت ثابت ہو جائیں گی۔

زیر نظر رسالہ نصاریٰ کے ان فرقوں کے رد میں ہے کہ جو الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور حلول اور اتحاد اور تثلیث حقیقی کے قائل ہیں۔

نصاریٰ کا یہ عقیدۂ تثلیث اگرچہ بدیہی البطلان ہے لیکن عام لوگوں کی ہدایت اور بصیرت کے لئے ایک مختصر تحریر ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس میں تثلیث کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے باطل کیا گیا ہے۔ اللہ مجھ کو اور میری اولاد کو اور احباب کو اور تمام اہل اسلام کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائے اور نصاریٰ کو ہدایت نصیب فرمائے آمین یارب العالمین اور اس رسالہ کا نام احسن الحدیث فی ابطال التثلیث تجویز کرتا ہوں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ

Marfat.com

اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

فصل اوّل

مشتمل برخلاف عقل بودن توحید فی التثلیث وتثلیث فی التوحید

نصاریٰ جس طرح اس کے قائل ہیں کہ خدا حقیقتاً تین ہیں۔ اب اور ابن اور روح القدس اسی طرح اس کے بھی قائل ہیں کہ تینوں حقیقت میں ایک ہیں اور ان تینوں کو اقانیم ثلثہ کہتے ہیں توحید بھی حقیقی مانتے ہیں اور تثلیث بھی حقیقی مانتے ہیں حقیقت کی رو سے خدا کو ایک بھی کہتے ہیں اور حقیقت ہی کی رو سے خدا کو تین بھی کہتے ہیں۔ لیکن اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ ایک اور تین کا حقیقتاً ایک ہونا دن کے رات اور رات کے دن ہونے سے زائد محال ہے بلکہ ایسا ناممکن اور محال ہے کہ کسی عاقل کو اس کے محال ہونے میں کوئی شک اور شبہ نہیں کیا کسی مذہب کے بطلان کے لئے یہ کافی نہیں کہ اس کا بنیادی عقیدہ ہی تمام اہل عقل کے نزدیک محال اور باطل ہو۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج   تاثریا می رود دیوار کج

(۱)۔ حیرت تو یہ ہے کہ ایک اور چار کا ایک اور پانچ کا ایک اور چھ کا الی غیر ذلک حقیقتاً ایک ہونا نصاریٰ کے نزدیک بھی محال ہے۔ ایک عدد دوسرے عدد سے بالکل مغائر ہے مگر نہ معلوم ایک اور تین میں کیا خصوصیت ہے کہ یہ دونوں عدد تو باہم متحد ہو جائیں اور اس کے سوا کوئی عدد بھی دوسرے عدد کے ساتھ متحد نہ ہو سکے۔ نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ توحید تثلیث کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے مگر توحید۔ تربیع اور تخمیس وتسدیس وغیرہ وغیرہ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی یہ خاصہ صرف تثلیث کا ہے کہ توحید اس کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے کسی اور عدد کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی عیسائیوں کی یہ ایک مجذوبانہ بڑ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر ہے تو لائیں اور بتلائیں اور دکھلائیں۔

Marfat.com

(۲)۔علاوہ ازیں ایک تین کے لئے جزء ہے اور تین ایک کے لئے کل ہے اور جزء کا کل ہونا اور کل کا جز ہونا ایسا بدیہی محال ہے کہ جس میں کسی قسم کا بھی تردد نہیں ہو سکتا۔

(۳)۔نیز واحد بسیط ہے تین کی طرح چند آحاد (اکائیوں) سے مرکب نہیں پس مرکب اور غیر مرکب کا کیسے اتحاد ہو سکتا ہے۔

(۴)۔نیز ایک تین کا ثلث یعنی تہائی ہے پس اگر ایک اور تین متحد ہوں تو اس اتحاد کی وجہ سے جس طرح ایک تین کا ثلث ہے اسی طرح ایک اپنا بھی ثلث اور تہائی ہوگا اور کسی شے کا اپنا ثلث ہونا ایسا ظاہر البطلان ہے جس سے غالباً بچے بھی بے خبر نہ ہوں گے۔

(۵)۔نیز جب جزء اور کل متحد ہوئے تو جس طرح کل قابل تقسیم ہے اسی طرح جزء بھی قابل تقسیم ہوگا۔اور اس تقسیم کے بعد جو اجزاء پیدا ہوں گے۔اس اتحاد کی وجہ سے وہ بھی قابل تقسیم ہوں گے۔غرض یہ کہ اسی طرح ایک سلسلہ چلے گا اور واجب الوجود کا غیر متناہی اجزاء سے مرکب ہونا لازم آئے گا۔

(٦)۔نیز جب ایک اور تین متحد ہوئے اور ایک تین سے جزء ہونے کی وجہ سے مقدم ہے اور تین کل ہونے کی وجہ سے موخر ہے۔سو جب ایک اور تین متحد ہوں گے تو مقدم کا موخر اور مؤخر کا مقدم ہونا لازم آئے گا بلکہ شئی کا خود اپنے سے مقدم ہونا لازم آئے گا۔اور یہ عقلاً محال ہے۔

(۷)۔نیز جب اقانیم ثلاثہ میں سے ہر ایک اقنوم ایک مستقل اور علیحدہ ذات ہے اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ اور جدا جدا اور مخصوص نام ہے جو دوسرے پر نہیں بولا جاتا تو پھر توحید کہاں باقی رہی تین علیحدہ علیحدہ اور مستقل خدا ماننا توحید کی صریح نقیض ہے اور تعدد وجُباء اور تعدد قُدَماء کا اقرار اور اعتراف ہے۔

(۸)۔نیز اقنوم ابن محدود ہے اور اقنوم اب غیر محدود ہے اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ اقنوم ابن۔اقنوم اب کے ساتھ متحد ہے اور تمام عقلاء اس کے قائل ہیں کہ محدود کا غیر محدود کے ساتھ متحد ہونا عقلاً محال ہے۔

Marfat.com

(۹)۔ نیز نصاریٰ کے نزدیک تثلیث بھی حقیقی ہے اور توحید بھی حقیقی ہے اور ظاہر ہے کہ توحید حقیقی حقیقی وحدت کو مقتضی ہے اور تثلیث حقیقی۔ حقیقی کثرت کو مقتضی ہے اور کثرت حقیقیہ اور وحدت حقیقیہ ایک دوسرے کی ضد ہیں پس نصاریٰ کا توحید اور تثلیث دونوں کو حقیقی ماننا اجتماع ضدین کا قائل ہونا ہے جو باجماع عقلاء باطل ہے پس جو تثلیث کا قائل ہے وہ کسی طرح موحد نہیں ہوسکتا۔

(۱۰)۔ بقول نصاریٰ اگر ذات باری تعالیٰ میں تین اقانیم پائے جائیں کہ جو ایک دوسرے سے بالکل جدا اور ممتاز ہوں تو لازم آئے گا کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حقیقت واقعیہ نہ ہو اس لئے کہ چند اجزاء سے مل کر حقیقت واقعیہ جب بنتی ہے کہ جب اجزاء میں باہم علاقہ افتقاء اور ارتباط کا ہو اگر دو یا تین پتھروں کو پاس پاس ملا کر رکھ دیا جائے تو ان تین پتھروں سے کوئی مرکب حقیقی نہ تیار ہوگا بلکہ وہ ایک محض مرکب اعتباری ہوگا پس اگر باری تعالیٰ تین اقانیم سے مرکب ہو کہ جن میں سے ہر ایک واجب الوجود ہو اور ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز ہو تو ان اجزاء واجبہ سے مل کر کوئی مرکب حقیقی نہ بنے گا بلکہ ایک مرکب اعتباری بنے گا۔

(۱۱)۔ نیز مرکب ترکیب میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے تو باری تعالیٰ کا محتاج ہونا لازم آئے گا جو عقلاً محال ہے۔

(۱۲)۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ نصاریٰ خدا کے تین جزء مانتے ہیں اور ہر جزء کو خدا بھی کہتے ہیں اور پھر ہر خدا کو پورا اور مکمل بھی مانتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب خدائی میں سے ایک جز کم ہو گیا تو خدائی ناتمام اور ناقص رہ گئی اور اگر یہ کہیں کہ اگرچہ ایک جز کم ہو گیا مگر خدائی پھر بھی مکمل رہی تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدائی کا یہ جزء فالتو اور بے کار تھا سو یہ پہلے محال سے بھی بڑھ کر محال ہے کہ خدا بھی فالتو اور بے کار ہو۔

(۱۳،۱۴)۔ نیز ترکیب سے پہلے تفریق ضروری ہے متفرقات کو جمع کر دینے کا نام ترکیب ہے۔ اور پھر ہر مرکب کا انجام عقلاء کے نزدیک فناء اور تفریق ہے پس نصاریٰ کے

Marfat.com

مذہب پر واجب الوجود کی حقیقت سوائے جمع اور تفریق کے کیا نکلی۔

پادریوں کی طرف سے اقانیم ثلاثہ کی تاویل اور اہل اسلام کی طرف سے اس کا جواب

اہل اسلام جب نصاریٰ سے یہ کہتے ہیں کہ تثلیث تو، توحید کی صریح نقیض ہے تو پھر توحید اور تثلیث کا قائل ہونا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے تو اس کے جواب میں بعض پادری یہ کہتے ہیں کہ یہ تین اقانیم، مستقل ذوات اور اشخاص کا نام نہیں بلکہ یہ تین اقانیم۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں جن سے مقصود اللہ کا وجود اور نطق اور حیات ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات کے ساتھ موصوف ہے۔

اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ اقنوم علم (یعنی حضرت مسیح) اور اقنوم حیات (یعنی روح القدس) کو باری تعالیٰ سے وہ نسبت ہے کہ جو روشنی اور شعاع اور حرارت وتمازت کو آفتاب سے نسبت ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ توحید اور تثلیث میں فقط اجمال اور تفصیل کا فرق ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ یہ تعدد اعتباری ہے تعدد حقیقی نہیں لہٰذا قانیم ثلاثہ کے ماننے سے توحید میں کوئی خلل نہیں آتا۔

جواب

یہ سب صریح مغالطہ اور فریب اور کھلا ہوا مجادلہ اور مکابرہ ہے۔

اوّل

حضرت مسیح اور روح القدس کا علیحدہ علیحدہ ذات ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے اور خود نصاریٰ کو اس کا اقرار اور اعتراف ہے کہ اقانیم ثلاثہ میں سے ہر اقنوم ایک جوہر مستقل ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ اقنوم اب علت ہے اور اقنوم ابن معلول ہے پس باوجود اس تعدد شخصی اور

Marfat.com

جوہری کے یہ کہنا کہ اقانیم ثلاثہ محض اسماء وصفات خداوندی کا نام ہے صریح دروغ بے فروغ ہے اور تعدد شخصی مان لینے کے بعد اس کو تعدد اعتباری یا تعدد صفاتی کہنا بالکل غلط ہے۔

اور اقنوم ابن (۱) اور اقنوم حیات کو جو آفتاب کی روشنی اور حرارت سے تشبیہ دی ہے وہ بھی غلط ہے اس لئے کہ آفتاب کی روشنی اور گرمی سے اگر وہ نور اور حرارت مراد ہے کہ جو ذات شمس اور قرص آفتاب کے ساتھ قائم ہے تو وہ آفتاب کی صفت ہے اور اسی کے ساتھ قائم ہے اس سے جدا اور علیحدہ نہیں۔

اور اگر روشنی اور گرمی سے وہ شعاعیں اور حرارت مراد ہے کہ جو آفتاب سے نکل کر زمین اور در و دیوار پر پڑتی ہیں تو یہ اعراض ہیں کہ جو آفتاب سے نکل کر زمین وغیرہ کے ساتھ قائم ہیں اور یہ اعراض اور آثار نہ آفتاب کا عین ہیں۔ اور نہ آفتاب کے ساتھ قائم ہیں اور نہ آفتاب کی صفت ہیں اور نہ بنفسہ اور بذاتہ قائم ہیں بلکہ آفتاب کا اثر ہیں جو آفتاب سے نکل کر دوسری چیز (یعنی درو دیوار) کے ساتھ قائم ہیں اور شعاع اور حرارت جواہر نہیں بلکہ اعراض ہیں جو غیر شمس کے ساتھ قائم ہیں زمین کے ساتھ جو چیز قائم ہے وہ آفتاب کی صفت نہیں بلکہ صفت آفتاب کا ایک اثر ہے جو اس سے نکل کر زمین پر واقع ہوا ہے پس اقنوم ابن اور اقنوم حیات کو یہ کہنا کہ یہ آفتاب کے شعاعوں اور حرارت کے مشابہ ہیں بالکل غلط ہے اس لئے کہ شعاع اور حرارت کا وجود عرضی ہے جوہری نہیں اور اقنوم ابن اور اقنوم حیات کا وجود نصاریٰ کے نزدیک وجود جوہری ہے اور جب ان کا وجود جوہری ہوا تو لازم آئے گا کہ صفت علم اور صفات حیات خدا تعالیٰ سے جدا اور منفصل ہیں اور صفات خداوندی کا خدا تعالیٰ سے جدا ہونا باتفاق عقلاء محال ہے اور پھر تین مستقل ذوات کو خدا ماننے کے بعد توحید کا دعویٰ کرنا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے۔

---

(۱) دیکھو الجواب الصحیح صفحہ ۱۱۸ ج ۲

Marfat.com

دوم

یہ کہ صفات خداوندی اور اسماء الٰہی تو غیر محدود اور غیر محصور اور غیر متناہی ہیں پس صفات خداوندی کو اقانیم ثلاثہ میں منحصر کر دینا صریح نادانی ہے۔

وجود اور علم اور حیات کی طرح۔ قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام اور تکوین و تخلیق وغیرہ وغیرہ یہ بھی باجماع عقلاء صفات خداوندی ہیں تو نصاریٰ ان صفات کو اقانیم کیوں نہیں کہتے تین کی کیا تخصیص ہے۔

سوم

یہ کہ صفات خداوندی ذات باری تعالیٰ کے لئے لازم ہیں اس کی اولاد نہیں اور نہ اس سے پیدا ہوئی ہیں اور نصاریٰ اثبات کے قائل ہیں کہ اقنوم ابن۔ اقنوم اب سے پیدا ہوا اور یہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے تو اگر اقنوم ابن۔ نصاریٰ کے نزدیک کسی صفت خداوندی کا نام ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا صفت کو موصوف کا بیٹا کہنا اور موصوف کو صفت کا باپ کہنا عقلاً جائز ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان۔ علاقہ اتصاف کا ہوتا ہے نہ کہ ولادت کا۔ دنیا میں سوائے نصاریٰ کے موصوف اور صفت میں علاقۂ توالد و تناسل کا کوئی عاقل قائل نہیں۔

علاوہ ازیں۔ نصاریٰ اقانیم ثلاثہ کی تفسیر (۱) میں حیران اور سرگرداں ہیں اقنوم اب کے متعلق کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ ذات خداوندی مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ وجود مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ جود بمعنی کرم مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ قائم بنفسہ اور قائم بذاتہ مراد ہے جس کو سریانی زبان میں کیان کہتے ہیں۔

اور اقنوم ابن سے کبھی کہتے ہیں کہ کلمہ مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ علم مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ حکمت مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ نطق مراد ہے۔

اور اقنوم ثالث سے کبھی کہتے ہیں کہ حیات مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ قدرت مراد

---

(۱) دیکھو الجواب الصحیح للحافظ ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۱۹۱ ج ۲ و صفحہ نمبر ۱۹۲ ج ۲ صفحہ ۱۴۸ ج ۲۔

Marfat.com

ہے غرض یہ کہ عجیب تحیر ہے۔

بہر حال اقنوم سے جو بھی مراد لو نصاریٰ کی توجیہ نہیں چلتی اقنوم ابن سے خواہ کلمہ مراد لو یا علم وحکمت مراد لو یا نطق مراد لو ان میں سے کوئی چیز بھی ذات اور وجود کا بیٹا نہیں کہلا سکتی۔ نصاریٰ نے اقانیم ثلاثہ کی جو تفسیر کی ہے وہ نہ لغت سے ثابت ہے اور نہ انبیاء سابقین سے منقول ہے اور نہ حضرت مسیح اور حواریین سے مروی ہے اور نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ کسی کتاب سماوی کے نقل سے ثابت ہے محض ان کی ایک خیالی پلاؤ ہے۔ جس سے آج تک کسی مسیحی کو بھی شکم سیری حاصل نہیں ہوئی۔

(۴)

نیز لفظ ابن۔ کتب سماویہ میں۔ بمعنی صفت خداوندی کبھی بھی استعمال نہیں ہوا اور نہ کسی نبی نے خدا کی کسی صفت علم یا قدرت یا حیات وغیرہ کو خدا اور معبود اور الہ اور ابن اللہ نہیں کہا پس نصاریٰ کے نزدیک جب اقنوم ابن بمعنی علم وحکمت خدا کا بیٹا ہوسکتا ہے تو اقنوم حیات یعنی روح القدس کیوں خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا اقنوم ابن اگر خدا کا پہلا بیٹا ہے تو اقنوم حیات خدا کا دوسرا بیٹا ہو جائے گا جب خدا کے لئے ایک بیٹا ہونا ممکن ہو گیا تو دوسرا بیٹا ہونا کس دلیل سے محال ہے اور جب اقنوم علم یا اقنوم کلمہ خدا کا مولود اور ابن ہوسکتا ہے تو اقنوم حیات کیوں خدا کا مولود اور ابن نہیں ہوسکتا۔

بلکہ اس طرح تو خدا کی ہر صفت۔ خدا کا بیٹا اور معبود ہوسکتی ہے اور خدا کی بے شمار صفتیں ہیں تو اس حساب سے خدا کے بے شمار بیٹے ہوسکتے ہیں لہٰذا نصاریٰ نے جو صفت علم اور صفت کلمہ کو خدا اور ابن اللہ کہنے کے لئے مخصوص کیا اس تخصیص کی وجہ بتائیں۔

نیز تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ صفات کا وجود جوہری نہیں بلکہ وجود عرضی ہوتا ہے پس اگر نصاریٰ کے نزدیک صفت علم اور صفت حیات کا وجود جوہری اور قائم بنفسہ ہوسکتا ہے تو حق تعالیٰ کی باقی غیر محدود صفات کا وجود کیوں جوہری نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

(۵)

نیز جو مولود ہوتا ہے وہ مخلوق اور حادث ہوتا ہے پس اگر اقنوم علم خدا کی صفت اور خدا کا بیٹا بھی ہے تو صفت خداوندی کا مخلوق ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ عقلاء کا اتفاق ہے کہ صفات خداوندی مخلوق نہیں ہوتیں۔

(۶)

نیز تمام نصاریٰ اس پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح ایک مستقل ذات ہیں اور خدا تعالیٰ کے مساوی اور ہم رتبہ ہیں تو پھر اقنوم مسیح کو یہ کہنا کہ وہ محض ایک صفت کا نام ہے صریح جھوٹ ہے۔ صفت موصوف سے علیحدہ ہو کر موجود نہیں ہوتی۔ نصاریٰ یہ نہیں سمجھتے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا مجسم ہو کر چلا پھرا نہیں کرتی حالانکہ حضرت عیسیٰ کا چلنا اور پھرنا اور کھانا اور پینا اور پھانسی پانا نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔ صفات موصوف سے علیحدہ ہو کر موجود نہیں ہوتیں صفات تو موصوف کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

۷۔۸۔۹۔۱۰

نیز حضرت عیسیٰ کا مریم عذرا کے شکم سے پیدا ہونا اور ان کا کھانا اور پینا اور پھر یہود بے بہبود کے ہاتھوں ان کا صلیب پر لٹکایا جانا اور قبر میں دفن ہونا یہ تمام چیزیں نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہیں پس اگر اقنوم ابن نصاریٰ کے نزدیک محض ایک صفت خداوندی کا نام ہے تو یہ لازم آئے گا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

(۷)

خدا تعالیٰ کی صفت ایک عورت کے شکم سے پیدا ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

(۸)

اور پھر وہ صفت مخلوق اور مرزوق بھی ہو سکتی ہے۔

(۹)

اور پھر وہ صلیب پر بھی لٹک سکتی ہے۔

(۱۰)

اور پھر صلیب سے اتار کر قبر میں دفن بھی کی جاسکتی ہے۔

(۱۱)

نیز اقنوم علم اور اقنوم کلمہ کا رحم مادر میں قرار پکڑنا اور ایک عورت کا اس سے حاملہ ہونا لازم آئے گا جس کے ماننے کے لئے دنیا میں کوئی دیوانہ بھی نہ ملے گا مگر نصاریٰ ان سب محالات اور خرافات کے ماننے کے لئے دل و جان سے تیار ہیں۔

(۱۲)

نیز نصاریٰ کے نزدیک روح اللہ بمعنی حیات پیدائش عالم سے پہلے پانی پر حرکت کرتی تھی تو کیا نصاریٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفت بھی پانی پر حرکت کیا کرتی ہے۔

(۱۳)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حق تعالیٰ اور حضرت مسیح ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں تو نصاریٰ یہ بتلائیں کہ حضرت مسیح کے ساتھ۔ ذات خداوندی متحد ہے یا کوئی صفت خداوندی اگر یہ کہیں کہ ذات خداوندی، حضرت مسیح کے ساتھ متحد ہے تو پھر حضرت مسیح کو باپ کہنا چاہئے نصاریٰ ان کو خدا کا بیٹا کیوں کہتے ہیں یا یوں کہیں کہ وہی باپ ہے اور وہی بیٹا ہے

Marfat.com

اوّلاً تو یہ بالکل باطل اور مہمل ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ باپ، یعنی حق تعالیٰ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مریم سے مقدم ہیں تو حضرت مسیح اور حق تعالیٰ شانہٗ جب متحد ہوئے تو حضرت عیسیٰ بھی حضرت مریم پر مقدم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ بیٹے کا والدہ پر مقدم ہونا تمام عقلاء کے نزدیک باطل ہے۔

اور اگر نصاریٰ یہ کہیں کہ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت مثلاً کلمہ یا علم وحکمت وغیرہ حضرت مسیح کے ساتھ متحد ہے تو یہ بھی باطل ہے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کا اس سے جدا ہونا اور پھر کسی مخلوق کے ساتھ اس کا متحد ہونا عقلاً محال ہے۔

(۱۴)

نیز اگر نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح محض ایک صفت خداوندی ہیں تو پھر نصاریٰ ان کو خداوند کیسے کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے علم اور قدرت اور حیات وغیرہ وغیرہ کسی صفت کو خدا اور معبود اور مسجود نہیں کر سکتے۔ نیز جس طرح نفس صفت کو خدا اور معبود نہیں کہہ سکتے اسی طرح کسی صفت کو خالق کائنات بھی نہیں کہہ سکتے پس نصاریٰ ایک طرف تو اقنوم مسیح کو اقنوم صفت بتلاتے ہیں اور دوسری طرف اس کو خالق کائنات اور رازق کائنات بھی مانتے ہیں کیا یہ جمع بین الضدین نہیں کیا نصاریٰ کے نزدیک صفت بھی خالق اور رازق ہوسکتی ہے۔

(۱۵)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد تین دن قبر میں رہے اور پھر زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے اور خدا تعالیٰ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ گئے۔

تو اگر نصاریٰ کے نزدیک اقنوم ابن محض ایک صفت کا نام ہے تو معاذ اللہ کیا دشمنانِ خدا خدا تعالیٰ کی کسی صفت کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا سکتے ہیں اور معاذ اللہ کیا خدا کی صفت مر کر قبر میں دفن کی جاسکتی ہے اور معاذ اللہ کیا خدا کی کوئی صفت کبھی زندہ ہوتی ہے اور کبھی مردہ ہوتی ہے اور زندہ ہونے کے بعد۔ باپ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ جاتی ہے معاذ اللہ وہ صفت

Marfat.com

پہلے ہی سے بھاگ کر کیوں نہ باپ کے پاس جا بیٹھی تا کہ دشمنوں کے طمانچوں سے اور ان کے تھوکنے اور کانٹوں سے محفوظ ہو جاتی۔

(۱۶)

نیز نصاریٰ کبھی تو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں اور کبھی ان کو عین خدا کہتے ہیں اور کبھی خدا کے مساوی اور ہم مرتبہ کہتے ہیں اور کبھی ان کو خدا کی صفت قرار دیتے ہیں یہ عجیب تعارض اور تناقض ہے بیٹا باپ کے نہ برابر ہوتا ہے نہ اس کا عین ہوتا ہے باپ مقدم ہوتا ہے اور بیٹا موخر۔ اور مقدم اور مؤخر کا عین ہونا عقلاً محال ہے پھر یہ کہ جو چیز عین ہوگی وہ مساوی نہ ہوگی۔ مساوات۔ غیریت کو مقتضی ہے جو عینیت کی ضد ہے بیٹا بھی ماننا اور باپ کے ہم مرتبہ بھی ماننا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے اور نہ صفت موصوف کے برابر ہو سکتی ہے۔

(۱۷)

پھر عجائب میں سے ہے کہ نصاریٰ اقنوم کلمہ (عیسیٰ علیہ السلام) کو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد مانتے ہیں مگر اقنوم حیات (روح القدس) کو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد نہیں مانتے حالانکہ اقنوم حیات بھی ایک اقنوم صفت ہے نصاریٰ اس ترجیح بلا مرجح کی وجہ ترجیح بتلائیں۔

(۱۸)

نصاریٰ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اقنوم علم اور اقنوم حیات اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں۔ اور ایک طرف ان کو قائم بذاتہ اور مستقل ذات بھی مانتے ہیں۔

تو کیا نصاریٰ کے نزدیک صفات کا جوہری ہونا اور قائم بذاتہ ہونا عقلاً ممکن ہے۔ تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ صفات کا وجود جوہری نہیں ہوتا۔ صفت کہتے ہی اس کو ہیں کہ جو

Marfat.com

موصوف کے ساتھ قائم ہو۔

(۱۹)

نیز تمام اناجیل میں حضرت مسیح کی عبادت کرنا اور روزہ رکھنا مذکور ہے پس اگر حضرت مسیح عین خدا تھے تو وہ کس کی عبادت کرتے تھے اور اگر مسیح بن مریم کوئی مستقل ذات نہ تھے بلکہ محض ایک صفت خداوندی تھے تو سوال یہ ہے کہ کیا صفات خداوندی بھی خدائے موصوف کی عبادت کرتی ہیں۔

(۲۰)

نیز عقیدۂ امانت جو شاہ قسطنطین کے سامنے اکابر علماء کے اتفاق سے طے ہوا اس میں خود تناقض ہے دیکھو۔ الجواب الصحیح صفحہ ۱۱۳ ج ۲ جو توحید اور تثلیث دونوں پر ایمان لانے کا حکم دیتی ہے۔

اور تمام انبیاء کے تصریحات اور تعلیمات کے صریح خلاف ہے اس لئے کہ کتب سابقہ توحید کی تعلیم سے لبریز ہیں۔

ایک عجیب حکایت

یحکی انه تنصر (من المجوس) ثلاثة اشخاص و تلمذوا علی بعض القسسین و علمهم العقائد الضروریة لاسیما عقیدة التثلیث لانها رأس الدین عندهم و اساسه و کانوا فی خدمته فجاء محب من احباء هذا القسیس و ساله عمن تنصر فقال ثلاثة اشخاص تنصروا فسال هذا المحب هل تعلموا شیئا من العقائد الضروریة فقال نعم و طلب واحدا منهم لیری محبه فسال عن عقیدة التثلیث لانها رأس الدین فقال انك

Marfat.com

علمتنی ان الاله ثلاثة احدهم هو فی السماء و الثانی تولد من بطن مریم العذراء علیهما السلام و الثالث الذی نزل فی صورة الحمام علی الاله الثانی بعدما صار ابن ثلثین سنة فغضب القسیس و طرده و قال هذا مجهول ثم طلب الاخر منهم و ساله فقال انك علمتنی ان الاله کانوا ثلاثة و صلب واحد منهم فالباقی الهان فغضب علیه القسیس ایضا و طرده ثم طلب الثالث و کان ذکیا بالنسبة الی الاولین و حریصا فی حفظ العقائد فساله فقال یا مولای حفظت ما علمتنی حفظا جیدا و فهمت فهما کاملا بفضل الرب المسیح ان الواحد ثلاثة و الثلاثة واحد و صلب واحد منهم فمات الکل لاجل الاتحاد انتهی۔ کذا فی کتاب الفارق بین المخلوق و الخالق ص۔۳۶۹ و کذا فی الجواب الفسیح لما لفقه عبدالمسیح ص۔۵۳۔

حکایت ہے کہ مجوس میں کے تین آدمی نصرانی بنے اور کسی پادری کے شاگردی میں داخل ہوئے اس پادری نے ان تین اشخاص کو مسیحی مذہب کے ضروری عقائد کی تعلیم دی خصوصاً عقیدۂ تثلیث ان کو اچھی طرح سمجھایا اور بتلایا کیونکہ عقیدۂ تثلیث ان کے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے چنانچہ یہ تین آدمی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس پادری کی خدمت میں رہ پڑے، اتفاق سے اس پادری کا کوئی دوست بغرض ملاقات آ گیا دوست نے پادری سے پوچھا کہ کیا اس مدت میں کوئی نصرانی بھی بنا ہے۔ پادری نے کہا ہاں تین آدمی نصرانی بنے ہیں اس دوست نے پوچھا کہ کیا ان اشخاص نے مسیحی مذہب کے کچھ ضروری عقائد بھی سیکھ لئے ہیں پادری نے کہا۔ ہاں اور ان تین میں سے ایک کو بلایا تاکہ دوست کو دکھلائے کہ یہ کیسا لائق ہو گیا جب وہ شخص حاضر ہو گیا تو پادری نے اس سے عقیدہ تثلیث کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ بیان کرو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تین ہیں۔ ایک آسمان میں ہے اور دوسرا خدا مریم عذراء کے بطن سے پیدا ہوا۔ اور تیسرا خدا

Marfat.com

(یعنی روح القدس) وہ ہے کہ جو کبوتر کی شکل میں دوسرے خدا (مسیح بن مریم) پر نازل ہوا جبکہ دوسرا خدا تیس برس کا ہو گیا۔ یہ سن کر پادری کو غصہ آ گیا اور اس کو نکال دیا اور کہا یہ بالکل نادان اور احمق ہے۔ بعد ازاں دوسرے شاگرد کو بلایا اور اس سے عقیدۂ تثلیث کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تین تھے۔ جن میں سے ایک کو تو صلیب دے دی گئی اور وہ مر گیا اب صرف دو خدا باقی رہ گئے ہیں اس پر بھی پادری صاحب کو غصہ آیا اور دھکہ دے کر اس کو نکال دیا پھر تیسرے شاگرد کو بلایا یہ تیسرے بہ نسبت پہلے دو کے کچھ سمجھدار تھا اور بڑا شوقین اور محنتی تھا عقائد کو خوب یاد کرتا۔ پادری نے اس سے کہا کہ تم عقیدۂ تثلیث کو بیان کرو اس تیسرے شاگرد نے کہا کہ آپ نے مجھ کو جو سکھایا ہے اس کو میں نے خداوند یسوع مسیح کی عنایت اور برکت سے خوب اچھی طرح سمجھ کر یاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں جن میں سے ایک صلیب دے دیا گیا اور مر گیا پھر ایک کے مارے جانے سے تینوں خدا ایک ہیں اور باہم متحد ہیں لہٰذا ایک کا مرنا سب کا مرنا ہے ورنہ پھر باہم اتحاد نہ رہے گا۔ (حکایت ختم ہوئی)

بلکہ

یہ کہو کہ صلیب کی وجہ سے نصاریٰ کا خدا بھی معدوم اور فنا ہو گیا اور ان کا نبی اور رسول بھی معدوم اور فنا ہو گیا کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح خدا بھی ہیں اور رسول بھی تو حضرت مسیح کی موت سے نصاریٰ کے پاس نہ تو خدا ہی رہا اور نہ رسول ہی رہا اور نہ روح القدس اس لئے کہ حضرت مسیح کی موت سے روح القدس بھی مر گئے اتحاد کی وجہ سے جب ایک خدا مرا تو تینوں خدا مر گئے اب نصاریٰ کا کوئی خدا باقی نہیں رہا اور نہ کوئی رسول اور نہ روح القدس۔

Marfat.com

بلکہ

توحید وتثلیث بھی نہ رہی اس لئے کہ معاذ اللہ جب خدا ہی نہ رہا تو پھر توحید اور تثلیث خود بخود نہ رہے گی کیونکہ توحید، تثلیث کے مسئلہ کا تعلق تو خدا تعالیٰ سے ہے اور جب خدا ہی نہ رہا تو توحید وتثلیث کا مسئلہ بھی ختم ہوا۔

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ کیا خدا تعالیٰ مجسم ہو سکتا ہے؟

اسلام کا عقیدہ

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند ذوالجلال بے مثال اور بے چون وچگون ہے تمام صفات کمال کے ساتھ موصوف ہے اور تمام نقائص اور عیوب سے پاک اور منزہ ہے۔ جسمیت اور ولادت اور صورت اور شکل اور زمان اور مکان اور حد جہت سے پاک اور منزہ ہے تمام کائنات کا وہی مبداء ہے اور وہی منتہا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ ہے اس کی عظمت اور جلال کی کوئی حد اور نہایت نہیں اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے اور ایک حد رکھتی ہے کہ اس حد سے باہر قدم نہیں نکال سکتی۔

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست — وآنکہ در اندیشہ ناید آن خدا است

نصاریٰ کا عقیدہ

نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے تین اقنوم (حصہ) ہیں ایک باپ۔ دوسرا بیٹا۔ تیسرا روح القدس اور ان میں ہر ایک خدا ہے اور تینوں کا مجموعہ مل کر ایک خدا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور بندوں کی ابدی نجات کے لئے اپنے اختیار سے مقتول اور مصلوب ہوا اور معلون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا اور باپ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ گیا اور قیامت کے قریب پھر آسمان سے اترے گا تا کہ بندوں کو جزاء اور سزا دے مسیحی۔ یسوع کو محض خدا نہیں کہتے بلکہ خدائے

Marfat.com

مجسم کہتے ہیں یعنی خدا جسم میں ظاہر ہوا۔ اہل اسلام کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ سر سے لے کر پیر تک غلط ہے۔

نصاریٰ نے نہ تو شرک میں کوئی کسر چھوڑی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل وتوہین میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا۔

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرایا تو ایسا عاجز خدا ٹھہرایا کہ جس نے بندوں کے ہاتھ سے طمانچے کھائے اور مقتول اور مصلوب ہوا اور اتنی بھی قدرت نہ ہوئی کہ خدا اپنے بندوں سے نکل کر کہیں بھاگ ہی جائے اور جس کو خدا کا نبی اور رسول بتایا اس کو ملعون اور دوزخی بھی قرار دیا۔ معاذ اللہ۔ اگر نبی بھی ملعون اور دوزخی ہو سکتا ہے تو پھر نبی اور اس کے کافر میں کیا فرق رہا۔ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے ایک برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ تھے کہ جو بغیر باپ کے مریم صدیقہ کے شکم سے پیدا ہوئے اور اللہ کے دین کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دی اور جب یہود بے بہبود ان کی دشمنی پر تل گئے اور ان کو پکڑنے کے لئے ان کے گھر میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیجا کہ وہ خدا کے برگزیدہ بندہ کو آسمان پر اٹھا لائیں اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہی دشمنوں میں سے ایک شخص کو حضرت مسیح کا ہمشکل بنا دیا یہودیوں نے حضرت مسیح سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور قیامت کے قریب مسیح دجال کے قتل کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے۔

یہ مضمون قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس پر علماء اسلام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اور اس ناچیز نے بھی کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ اور القول المحکم فی نزول عیسیٰ بن مریم اور لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم یہ تین کتابیں لکھی ہیں جو چھپ گئی ہیں۔ ان کو دیکھ لیا جائے[1] نصاریٰ انصاف سے بتلائیں کہ اہل اسلام نے

(۱) اسی مجموعہ میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم میں کیا کمی کی اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تذلیل اور تحقیر میں کیا کسر باقی چھوڑی۔

عقیدۂ تجسیم کے بطلان کے دلائل

اب اس تمہید کے بعد ہم نصاریٰ کے اس عقیدۂ تجسیم کے بطلان کے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو خوب واضح ہو جائے کہ نصاریٰ کا یہ عقیدہ خدا تعالیٰ نے مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر بندوں کی ابدی نجات کے لئے مقتول اور مصلوب ہوا اور ملعون ہو کر تین دن تک قبر میں رہا الخ کہ یہ عقیدہ کس درجہ مہمل اور باطل ہے۔ یہ ناچیز اہل اسلام۔ اور نصاریٰ سب سے درخواست کرتا ہے کہ توجہ اور التفات کے ساتھ ان دلائل کو سنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دلائل اور براہین۔ اہل اسلام کے لئے موجب بصیرت ہوں گے اور نصاریٰ کے لئے باعث ہدایت وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلاقوة اِلَّا بِاللّٰهِ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم۔

(۱)

نصاریٰ۔ حضرت عیسیٰ کے بارہ میں جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مجسم ہو کر شکم مریم سے نمودار ہوا، ہندو لوگ بھی رام چندر اور کرشن اور اپنے اوتاروں کی نسبت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مختلف عورتوں کے پیٹ سے ان اوتاروں کی صورت میں مجسم ہو کر نمودار ہوا۔

عیسائی لوگ بتلائیں کہ ان کے اس عقیدہ میں اور ہندوؤں کے اس عقیدہ میں کیا فرق ہے کہ تم تو خدا کو مولود اور مجسم مان کر موحد کہلاؤ۔ اور ہندو۔ خدا کو مولود اور مجسم مان کر مشرک اور بت پرست کہلائیں۔

Marfat.com

(۲)

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی عورت کے رحم اور شکم میں جسم پکڑے اور پھر اس کی شرمگاہ سے اس کی ولادت ہو سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

(۳)

نیز جو مولود ہوگا وہ والد اور والدہ کی فرع ہوگا اور ولادت میں ان کا محتاج ہوگا اور ظاہر ہے کہ جو فرع ہوگا وہ اصل کا محتاج ہوگا اور جو محتاج ہوگا وہ خدا نہیں ہوسکتا پس ثابت ہوا کہ کوئی مولود۔ خدا اور معبود نہیں ہوسکتا۔

نیز مولود۔ والد کا جزء ہوتا ہے جو والد کے اس جزء سے پیدا ہوتا ہے کہ جو والد کے جسم سے بطریق شہوت جدا ہو کر رحم مادر میں مستقر ہوا ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تمام باتوں سے بالکلیہ پاک اور منزہ ہے۔

نا معلوم نصاریٰ کے عقل پر کیا پردہ پڑا۔ کہ خدا تعالیٰ کو شکم مریم سے مولود مانا اور پھر اس کو خدا اور معبود بنایا نیز جو مولود ہوگا وہ جسم بھی ہوگا اور جسمیت الوہیت کے منافی ہے اس لئے کہ جسم وہ ہے جو اجزاء سے مرکب ہو اور جسم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے کوئی حد اور نہایت ہو اور اس کے لئے کوئی مکان اور زمان اور جہت ہو۔

اور اللہ تعالیٰ ان سب امور سے پاک اور منزہ ہے نہ وہ مرکب ہے کہ جو ترکیب میں اپنے اجزاء کا محتاج ہو اور نہ اس کے لئے کوئی حد اور نہایت ہے مکان اور زمان اور جہت سب اسی کی مخلوق ہیں وہ سب سے بالا اور برتر ہے اور وہی تمام کائنات اور ممکنات کو محیط ہے۔

یہ ناممکن اور محال ہے کہ کسی عورت کا شکم یا رحم خدا کو اپنے احاطہ میں لے سکے سبحانہ

Marfat.com

و تعالیٰ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

(۴)

عیسائیوں کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور ان دونوں سے روح القدس متولد ہوئے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح تو خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور روح القدس خدا کے پوتے ہیں بیٹے کا بیٹا پوتا ہی تو ہوتا ہے۔

(۵)

نیز نصاریٰ کے نزدیک جب خدا تعالیٰ باپ ہوا اور مسیح خدا کے بیٹے ہوئے۔ اور حضرت مریم ان کی والدہ ہوئیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت مریم معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی زوجہ ہوئیں کیونکہ بیٹے کی ماں باپ کی زوجہ ہی تو ہوتی ہے اسی بناء پر حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔

وہی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کے اولاد اور فرزند کہاں اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے جس ذات کی یہ شان ہے وہی تمہارا خدا اور معبود اور پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا کارساز اور نگہبان ہے۔

نصارائے حیاریٰ۔ جب حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں اور مریم صدیقہ ان کی

Marfat.com

والدہ ہیں تو گویا کہ نصاریٰ در پردہ حضرت مریم کو خدا کی بیوی قرار دے کر زن وشوئی کے تعلقات کے قائل ہونا چاہتے ہیں امید تو یہی ہے کہ نصاریٰ اس کی جسارت نہ کریں گے۔ تو پھر چاہئے کہ نصاریٰ عقیدۂ ابنیت سے توبہ کریں تاکہ اس ایہام سے بھی محفوظ ہوجائیں۔

(۶)

نیز حضرت عیسیٰ کا وہ جسم جو شکم مریم سے پیدا ہوا وہ اسی جنس کا جسم تھا جو تمام بنی آدم کا ہوتا ہے پس اگر اس جسم میں خدا تعالیٰ کا حلول اور نزول جائز ہے تو جسم فرعون اور جسم نمرود میں خدا تعالیٰ کا حلول اور نزول کس دلیل سے محال ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کسی بشر اور کسی رحم کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اخیر زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا اور الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور حضرت عیسیٰ اس کے قتل کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے۔ نصاریٰ بتلائیں کہ اس کے کاذب اور دجال ہونے کی کیا دلیل ہے اس کے جسم میں بھی نصاریٰ کے طریق پر خدا تعالیٰ کا حلول اور نزول جائز ہے اور دجال بھی حضرت مسیح کی طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ نصاریٰ بتلائیں کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ مسیح بن مریم کی الوہیت تو حق ہے اور مسیح دجال کی الوہیت باطل ہے پس اگر عیاذ باللہ حضرت مسیح بن مریم خود مدعی الوہیت تھے تو دوسرے مدعی الوہیت کے قتل کے لئے کیوں آسمان سے نازل ہوں گے۔

اور سامری اگر اپنے گوسالہ کے متعلق یہ کہے کہ هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى تو نصاریٰ کے نزدیک سامری کے اس دعویٰ کے باطل ہونے کی کیا دلیل ہے۔

اور ہندو لوگ جو اپنے اوتاروں کو خدا مانتے ہیں اور گائے اور بچھڑے کی پوجا کرتے ہیں تو نصاریٰ کو کس دلیل سے کافر اور مشرک بتلاتے ہیں۔

نصاریٰ حضرت مسیح کی الوہیت کی جو تاویل کریں گے وہی تاویل ہندو اپنے اوتاروں کے متعلق اور دجال کے پیرو دجال کے بارہ میں کرلیں گے نصاریٰ اپنی تاویل میں اور ان کی

Marfat.com

تاویل میں فرق بتلائیں۔

(۷)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حق تعالیٰ جب کسی بشر کے ساتھ متحد ہوسکتا ہے تو کسی فرشتہ کے ساتھ کیوں متحد نہیں ہوسکتا بشر جسمانی اور کثیف ہے اور فرشتہ نورانی اور لطیف ہے۔

(۸)

نصاریٰ کے نزدیک۔ حضرت عیسیٰ باوجود ابن آدم ہونے کے جب لاہوت اور ناسوت سے مرکب ہوکر خدا اور معبود ہوسکتے ہیں تو کوئی اور ابن آدم بھی لاہوت اور ناسوت سے مرکب ہوکر کیوں خدا نہیں ہوسکتا۔

(۹)

جوہر قدیم کا یا صفت قدیم کا ایک ممکن اور حادث ذات میں حلول عقلاً محال ہے پس نصاریٰ کا یہ کہنا کہ کلمہ جسم مسیح کے ساتھ مل کر خدا ہوگیا سراسر باطل اور غلط ہے۔

(۱۰)

اقنوم قدیم اور اقنوم حادث اور علیٰ ہذا لاہوت اور ناسوت باجماع عقلاء دو متباین اور متضاد حقیقتیں ہیں اور جس طرح جوہر قدیم اور جوہر حادث کی ذات اور حقیقت میں کلی اختلاف اور تباین ہے اسی طرح ان دونوں کی صفات میں بھی کلی تباین ہے پس نصاریٰ بتلائیں کہ وہ باوجود تباین حقائق اور باوجود اختلاف اوصاف کس طرح۔ لاہوت اور ناسوت کے اتحاد کے قائل ہوگئے۔

(۱۱)

نصاریٰ کے نزدیک اگر خداوند قدوس مجسم ہوسکتا ہے تو نصاریٰ بتلائیں کہ کیا جوہر مجرد

Marfat.com

گوشت اور پوست اور خون بن سکتا ہے اور الوہیت منقلب بانسانیت ہوسکتی ہے دنیا میں کوئی عاقل اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا البتہ ہندوستان کے ہندو۔ ھلومان اور دھوتی پرشاد اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ خداوند قدوس گائے اور بچھڑے کے قالب میں بلکہ بندر کے قالب میں بھی آسکتا ہے اور اس طرح الوہیت منقلب بحیوانیت ہوسکتی ہے۔ الغرض سامریان مصر اور سامریان ہند اس عقیدہ میں نصاریٰ کے ہم نوا ہیں۔

(۱۲)

نیز تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ مریم عذراء کے بطن سے پیدا ہوئے شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد وہ جوان ہوئے اور کھاتے پیتے تھے اور پیشاب و پاخانہ کرتے تھے اور سوتے تھے اور جب یہود بے بہبود نے ان کو قتل اور صلب کے لئے پکڑنا چاہا تو حضرت مسیح بھاگتے تھے اور خدا تعالیٰ سے خلاصی اور رہائی کی دعاء مانگتے تھے۔

معاذ اللہ کیا واجب الوجود بھی ان حاجات اور تغیرات کا محل بن سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

عجبا للمسیح بین النصاری　　　والی ای والد نسبوه

تعجب ہے نصاریٰ سے کہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں آخر کیسے باپ کی طرف منسوب کرتے ہیں

اسلموه الی الیهود وقالوا　　　انهم بعد قتله صلبوه

نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کو قتل کر کے صلیب پر چڑھایا۔

واذ کان ما یقولون حقا　　　وصحیحا فاین کانوا ابوه

اگر یہ بات صحیح ہے تو نصاریٰ بتلائیں کہ ایسی مصیبت کے وقت باپ کہاں تھا کہ جس نے بیٹے کی کوئی مدد نہ کی

Marfat.com

حین خلی ابنه رهین الاعادی   اتراه ارضوه ام اغضبوه

اور اپنے بیٹے کو دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا نیز نصاریٰ یہ بتلائیں کہ یہود کے اس فعل سے حضرت مسیح راضی تھے یا ناراض۔

فلئن کان راضیا باذائهم   فاحمد وهم لانهم عذبوه

پس اگر حضرت مسیح یہود کی اس ایذاء رسانی اور تذلیل سے راضی تھے تو نصاریٰ کو چاہئے کہ یہود کے ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے حضرت مسیح کے منشا کو پورا کیا۔

ولئن کان ساخطا فاترکوه   واعبدوهم لانهم غلبوه

(کذا فی الفارق بین المخلوق والخالق ص۱۴۹)

اور اگر حضرت مسیح یہود کے اس فعل سے ناراض تھے تو نصاریٰ کو چاہئے کہ حضرت مسیح کو چھوڑ کر یہود کو اپنا معبود بنائیں اس لئے کہ یہود۔ اپنے ارادہ میں حضرت مسیح پر غالب آئے اور جو خدا پر بھی غالب آجائے تو وہ خدا سے بھی بڑھ کر خدا ہوگا۔

فصل دوئم

مشتمل بر سہ ادلۂ ابطال تثلیث

دلیل اول: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يَا بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ قُلْ

Marfat.com

اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (سورہ مائدہ پارہ ششم)

خدا کی قسم کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم خدا ہیں۔ حالانکہ مسیح یہ کہتے تھے کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے۔ تحقیق جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے اس پر اللہ نے جنت کو حرام کیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور شرک کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں اور بے شک کافر ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اگر یہ اپنے کفر سے باز نہ آئے تو ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا اللہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتے اور خدا سے کیوں نہیں استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی مغفرت والا اور رحم والا ہے۔ مسیح بن مریم صرف اللہ کے ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ غور تو کرو کہ ہم کس طرح سے دلائل بیان کرتے ہیں اور وہ کہاں سیدھے راستہ سے ہٹے جاتے ہیں کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو کہ جو تمہارے کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں اور اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حق جل شانہ نے ان آیات میں نصاریٰ کے ایمان باللہ کی کیفیت بیان فرمائی اور یہ بتلا دیا کہ عقیدۂ تثلیث عقل کے بھی خلاف ہے اور فطرت کے بھی خلاف ہے اور خود حضرت مسیح کی تصریحات کے بھی خلاف ہے اور مختلف طریقوں سے عقیدۂ تثلیث کا بطلان ظاہر فرمایا۔

اوّل: یہ کہ حضرت مسیح مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے جس کو ساری دنیا جانتی ہے اور ظاہر ہے کہ معاذ اللہ خدا عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ پیدائش۔ الوہیت کے بالکل منافی اور مباین ہے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے موجود نہ تھا بعد میں موجود ہوا اور ظاہر ہے کہ جو عدم کے بعد موجود ہوا وہ حادث ہے اور خدا تعالیٰ حادث نہیں ہوتا خدا کے لئے قدیم اور ازلی ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

دوئم: یہ اگر حضرت مسیح معاذ اللہ خدا خدا تھے تو بنی اسرائیل کو یہ کیوں کہتے تھے کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ چنانچہ انجیل مرقس کے بارہویں باب کی انتیسویں آیت میں ہے یسوع نے اس کے جواب میں کہا کہ سب حکموں میں اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سن ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو اپنے خدا سے سارے دل اور ساری جان اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھ۔ انتہیٰ مختصراً یعنی خود حضرت مسیح خدا تعالیٰ کے رب ہونے کا اور اپنے مربوب ہونے کا اعتراف کرتے تھے پس تم ان کو کیسے خدا بناتے ہو۔

سوم: یہ کہ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی خدا تو ایک ہی ہوتا ہے۔ جو تمام کائنات کا مبتدا اور منتہیٰ ہوتا ہے۔

اسی پر تمام انبیاء اور عقلاء کا اتفاق ہے توریت اور انجیل بآواز بلند اس کی شہادت دے رہی ہیں کہ خدا کا سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ خدا کو ایک مانا جائے اور ایک خدا کی محبت کی جائے اور ظاہر ہے کہ تثلیث توحید کی صریح نقیض ہے۔ نقیضین کو حق سمجھنا اور دونوں نقیضوں پر ایمان لانا نصاریٰ ہی کو مبارک ہو۔

اگر عقیدۂ تثلیث حق ہے اور مدار نجات ہے بغیر اس کے نجات نہیں ہوسکتی تو اس کی کیا وجہ ہے حضرت آدم سے لے کر حضرت مسیح تک ہزاروں پیغمبر آئے مگر کسی ایک نے بھی صراحۃً تو کیا اشارۃً بھی اس عقیدہ کی طرف متوجہ نہ کیا۔ شریعت موسویہ کو جو حضرت مسیح کے زمانہ تک کے تمام انبیاء کے لئے واجب الاطاعت رہی اس میں کہیں عقیدہ تثلیث کا نام و نشان نہیں حتیٰ کہ حضرت مسیح نے بھی کبھی اس عقیدہ کو صراحۃً نہ بیان فرمایا۔ علماء نصاریٰ کو خود اس کا اعتراف ہے کہ حضرت مسیح نے مسئلہ تثلیث کو رموز اور اشارات ہی میں بیان کیا۔ ایک مرتبہ بھی صراحۃً یہ نہ فرمایا کہ خدا تین اقنوم ہیں۔ ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس اور تینوں ایک ہیں۔ غرض یہ کہ نہ تو حضرت مسیح نے اس مسئلہ کو سمجھایا اور نہ ان کے

Marfat.com

بعد آج تک روح القدس نے نازل ہو کر کسی کو سمجھایا بنی اسرائیل کی بھیڑیں یوں ہی بھٹکتی پھر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کو ہدایت دے۔ آمین۔

چہارم: یہ کہ حضرت مسیح بھی خدا کے اور رسولوں کی طرح خدا کے رسول اور برگزیدہ بندے تھے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔

مسیح بن مریم صرف اللہ کے بندے ہیں جن پر ہم نے اپنا فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا۔

جس طرح کے خوارق اور معجزات حضرت مسیح سے ظاہر ہوئے اسی طرح کے معجزات دوسرے حضرت انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ظہور میں آئے۔ معجزات کا ظاہر ہونا الوہیت کی دلیل نہیں۔ بلکہ نبوت اور رسالت کی دلیل ہے۔

اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا الوہیت کی دلیل ہے تو حضرت آدم اور ملائکہ کرام اس شان میں حضرت مسیح سے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور اگر مُردہ کو زندہ کرنا خدائی کی دلیل ہے تو حضرت الیاس اور حضرت الیسع کا مُردوں کو زندہ کرنا کتاب السلاطین ۱۷ باب میں مذکور ہے۔ اور اگر آسمان پر اٹھایا جانا الوہیت کی دلیل ہے تو حضرت ایلیاء کا آسمان پر اٹھایا جانا دوسری کتاب السلاطین باب دوم میں مذکور ہے۔ اور فرشتے تو دن رات آسمان پر آتے اور جاتے ہیں۔ اگر محض آسمان پر جانا الوہیت کی دلیل ہے تو فرشتوں کو بھی خدا بنا لینا چاہئے۔ وہ بھی آسمان پر آتے جاتے ہیں۔

پنجم: یہ کہ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

یعنی حضرت مسیح کھانے اور پینے کے محتاج تھے اور خدائی اور احتیاج کا جمع ہونا دن اور رات کے جمع ہونے سے زائد محال ہے۔ خدا وہ ہے کہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اسی کے محتاج ہوں وہ کسی کا محکوم نہ ہو اور سب اسی کے محکوم ہوں اس پر کسی کا زور نہ چلتا ہو اسی کا زور

Marfat.com

سب پر چلتا ہو۔

قَالَ تَعَالیٰ: یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ (سورۂ فاطر)

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور وہ ہر طرح بے نیاز اور ہر حال میں محمود ہے۔

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ (سورۂ محمد)

اللہ ہی مستغنی ہے اور تم محتاج ہو۔

غرض یہ کہ جس ذات کا یہ حال ہو کہ کھانا اور پینا۔ سونا اور جاگنا، بھوک اور پیاس، صحت اور مرض موت اور حیات گرمی اور سردی سب اس پر حکمران ہوں اور ان تمام حکومتوں کا اس پر دباؤ ہو۔ اور وہ ان سب کے ناز اور دبدبہ کو سہتا ہو وہ کیا خدا ہو سکتا ہے۔ جو شخص غذا کا محتاج ہوگا وہ غذا کے وجود اور اس کے سامان کا پہلے محتاج ہوگا۔

ایک دانہ حاصل کرنے کے لئے بغیر زمین اور آسمان اور چاند اور سورج اور ہوا اور پانی اور گرمی اور سردی حتیٰ کہ بغیر کھاد یعنی نجاست کے کوئی چارہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو غذا کا محتاج ہوگا وہ حقیقت میں تمام عالم اور تمام موجودات کا محتاج ہوگا پس اگر معاذ اللہ خدا بھی کھانے کا محتاج ہو تو ایک خرابی تو یہ لازم آئے گی کہ خدا بھی اپنے وجود میں دوسروں کا محتاج ہو۔ حالانکہ سب سے سنا یہی تھا کہ خدا کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور سب خدا کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہاں ماجرا برعکس نکلا کہ خدا ہی دوسروں کا محتاج اور دست نگر ہے۔ دوسرے یہ کہ پھر خدا اور بندے میں کیا فرق رہا۔ بندہ کی طرح خدا بھی محتاج نکلا خدا کے لئے تو یہ چاہئے تھا کہ وہ سب سے بے نیاز ہو۔ اس لئے کہ جتنی حکومت بڑھتی ہے اسی قدر بے نیازی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پس کیا اس احکم الحاکمین کے لئے ہر طرح سے استغناء اور بے نیازی ضرور نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ بشر غذا کا اس لئے محتاج ہے کہ اس کا وجود بغیر غذا کے تھم نہیں سکتا اور وہ بغیر غذا کے موجود اور باقی نہیں رہ سکتا۔ جس کا حاصل یہ

Marfat.com

ہے کہ بشر کا وجود اصلی اور خانہ زاد نہیں ورنہ اپنا وجود تھامنے میں دوسروں کا دست نگر نہ ہوتا۔
جیسا کہ قمر اور کواکب آفتاب کے دست نگر ہیں اس لئے کہ ان کا نور اصلی اور ذاتی نہیں بخلاف آفتاب کے کہ اس کا نور اصلی ہے۔ پس اگر خدا بھی غذا اور سامان غذا کا محتاج ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ خدا سے اپنا وجود آپ تھم نہیں سکتا اور اپنے وجود میں غذا اور سامانِ غذا کا محتاج ہے۔

حیرت ہے کہ نور آفتاب باوجودیکہ عطاء الٰہی ہے پوری طرح اصلی نہیں پھر بھی وہ قمر اور کواکب کے نور سے ہر طرح مستغنی اور بے نیاز ہے مگر خدا موجود اصلی ہو کر پھر بھی ادنیٰ ادنیٰ مخلوق کا اپنے وجود کے تھامنے میں محتاج ہے۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

الحاصل خدائی اور احتیاج کا یکجا جمع ہونا صراحۃً باطل اور سراسر خلاف عقل ہے۔

قال اللّٰہ عزوجل: قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ ھُوَ الْغَنِیُّ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَکُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِھٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔

کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے لئے اولاد تجویز کی۔ حالانکہ اللہ اس سے بالکل پاک ہے وہ بالکل بے نیاز ہے سب کچھ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اللہ کی جانب غلط بات منسوب کرتے ہو۔

اور اگر باوجود اس احتیاج کے حضرت مسیح کو معبود مان لیا جائے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرات نصاریٰ تو حضرت مسیح کو معبود مان کر خدا پرست کہلائیں اور ہندو سری رام اور کھنیا جی کو معبود مان کر مشرک اور بت پرست کہلائیں۔ علاوہ ازیں ایک ذات سراپا عجز و نیاز کو خدا ماننا صرف خلاف عقل ہی نہیں بلکہ خلاف نقل یعنی تعلیم تورات کے بھی خلاف ہے۔

Marfat.com

توراۃ سفر استثناء باب ۱۳۔ آیت اوّل

''اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں کوئی نشان یا معجزہ دکھلا دے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھلایا بات واقع ہو اور تمہیں کہے آؤ ہم غیر معبودوں کو جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں اور ان کی بندگی کریں تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھریو۔''

اور ساتویں آیت میں ہے۔ ''اور وہ نبی اور خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا الخ۔''

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مدعی الوہیت گو معجزے اور نشانات دکھلائے اور سب کے سب صحیح بھی ہوں تب بھی وہ واجب القتل ہے پس اگر معاذ اللہ حضرت مسیح مدعی الوہیت تھے تو پھر یہود کو ملزم ٹھہرانا صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ حضرت مسیح کے ساتھ کیا وہ عین تورات کے مطابق کیا۔ نیز انجیل متی کے باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے نبیوں اور مدعیین مسیحیت کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ وہ بڑے بڑے نشانات دکھلائیں گے اور اس مسیح کاذب یعنی دجال کا تذکرہ پولوس کے خط میں ہے۔ دیکھو پولوس کا دوسرا خط تھسلنیکیوں کے نام باب ۲ آیت ہشتم۔ اور اس دجال کی صفت اسی باب کی آیت چہارم میں یہ ذکر کی گئی کہ وہ اپنے کو خدا اور معبود کہلوائے گا الخ۔

خلاصہ یہ کہ دجال اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور اوّل نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر مدعی الوہیت ہوگا یہود اس کے ساتھ ہوں گے اور اس کو مسیح کہیں گے۔ اس وقت حضرت مسیح بن مریم آسمان سے دمشق میں نازل ہوں گے اور اس مسیح کاذب مدعی الوہیت کو قتل کریں گے پس اگر العیاذ باللہ حضرت مسیح خود مدعی الوہیت تھے تو وہ دوسرے مدعی الوہیت کے قتل کے لئے کیوں آسمان سے نازل ہوں گے جس وجہ سے دجال واجب القتل ہے وہ وجہ نصاریٰ حاشا ثم حاشا جناب مسیح میں بتلاتے ہیں اور چونکہ دجال ظاہر ہو کر الوہیت کا مدعی ہوگا اور

Marfat.com

طرح طرح کے کرشمے دکھلائے گا۔ مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اور قیامت کے قریب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہو کر اس کا مقابلہ فرمائیں گے اس لئے خداوند عالم نے حضرت مسیح کو احیاء موتی کا معجزہ عطا فرمایا اور پہلا کلمہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا۔

قَالَ اِنِّی عَبۡدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا۔ (سورۂ مریم)

(حضرت مسیح نے فرمایا) تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ نے مجھ کو کتاب (انجیل) دی اور نبی بنایا نہ کہ خدا۔

ششم یہ کہ قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَالَا یَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا۔

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی شی کی کیوں پرستش کرتے ہو جو تمہارے نفع اور ضرر کی مالک نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ خدا وہی ہو سکتا ہے کہ جو نفع اور ضرر کا مالک ہو اور بقول نصاریٰ حضرت مسیح نے چیخ چیخ کر صلیب پر جان دے دی۔ نہ اپنی ذات کو کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ یہود کے ضرر کو اپنے سے ہٹا سکے نصاریٰ کے قول پر اگر واقعہ صلیب کو حق مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ تو مغلوب ہوا اور بندے غالب آئے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

ہفتم: لفظ من دون اللہ میں اشارہ اس طرف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے کمتر تھے اور خدا کے برابر نہ تھے۔ اور جو کمتر ہو گا وہ خدا نہیں ہو سکتا خدا کے لئے عقلاً ضروری ہے کہ وہ سب سے اعلیٰ اور برتر ہو۔

اس لئے اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے مقرب بندے اور نبی اور رسول تھے جو ان کی شان رفیع کی تنقیص کرے وہ بھی

Marfat.com

کافر اور جوان کی شریک الوہیت قرار دے کہ خداوند ذوالجلال کی تنقیص کرے اور خدائے قدوس کی شان توحید وتفرید پر داغ لگانے کا ارادہ کرے وہ بھی کافر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اسمعتم ان الاله لحاجة　　یتناول الماکول والمشروبا

کیا کبھی تم نے سنا ہے کہ خدا بھی ماکولات اور مشروبات کا محتاج ہوتا ہے۔

وینام من تعب ویدعوا ربه　　ویروم من حرالهجر مقیلا

اور کیا خدا بھی کبھی تھک کر سوتا ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے اور دوپہر کی گرمی میں قیلولہ کے لئے جگہ ڈھونڈتا ہے۔

ویمسه الالم الذی لم یستطع　　صرفا له عنه ولا تحویلا

اور کیا خدا کو ایسا الم اور درد پہنچ سکتا ہے کہ جس کو خدا نہ ہٹا سکے اور نہ دفع کر سکے

یالیت شعری حین مات بزعمهم　　من کان بالتدبیر عنه کفیلا

افسوس۔نصاریٰ کے زعم میں جب حضرت مسیح صلیب پر مر گئے تو ان کے مرنے کے بعد اس عالم کی تدبیر اور انتظام کس نے کیا۔

هل کان هذا الکون دبر نفسه　　من بعده ام اثر التعطیلا

کیا یہ دفتر کائنات خود ہی اپنا مدبر تھا یا معطل اور بے کار تھا

زعموا الاله فدی العبید بنفسه　　واراه کان القاتل المقتولا

نصاریٰ کا یہ زعم ہے کہ حضرت مسیح نے خود ہی اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو بندوں کی نجات کے لئے قربان کیا اور وہ خود ہی اپنے قاتل تھے اور خود ہی مقتول تھے۔

(کذافی الجواب الفسیح ،ص:۱/۱۵۸)

Marfat.com

دلیل دوئم

مناظرۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بانصارائ نجران دربارۂ الوہیت عیسیٰ بن مریم

محمد بن اسحاق وغیرہ سے منقول ہے کہ سورۂ آل عمران کے شروع کی تراسی آیتیں نصارائے نجران کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ نجران علاقہ یمن میں ایک شہر کا نام ہے جو اس زمانہ میں عیسائیوں کا علمی مرکز تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی خبر جب اطراف واکناف میں پہنچی تو یہ خبر سن کر نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مناظرہ اور مباحثہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اس وفد میں ساٹھ سوار تھے۔ جن میں سے چودہ آدمی خاص طور پر بڑے شریف اور معزز تھے۔ اوران چودہ آدمیوں میں تین شخص ایسے تھے، جوان کا مرجع الامر تھے۔ یعنی سب کا ماویٰ اور ملجاء تھے۔ تمام کام انہیں تین کے مشورہ سے ہوتے تھے۔

ایک ان کا امیر اور سردار تھا، جس کا نام عبدالمسیح تھا، جو بڑا زیرک اور ہوشیار اور ذی رائے تھا۔ اور دوسرا اس کا وزیر ومشیر جس کا نام ایہم تھا اور تیسرا ان میں کا سب سے بڑا عالم اور پادری تھا، جس کو حبر اور اسقف کہتے تھے۔ اس کا نام ابوحارثہ بن علقمہ تھا۔ شاہان روم اس پادری کی اس کے علم وفضل کی وجہ سے بڑی توقیر وتعظیم کرتے تھے اور عیسائی بادشاہوں اور امیروں کی طرف سے اس کو بڑی جاگیریں ملی ہوئی تھیں یہ لوگ حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت کے قائل تھے۔ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ جب مدینہ منورہ حضور پرنور ﷺ

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی گفتگو کرنے والے یہی تین آدمی تھے۔ عبدالمسیح، ایہم، ابوحارثہ۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے استدلال میں یہ کہا کہ:۔

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام غیب کی باتیں بتاتے تھے۔

۴۔ عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی مورتیں بناتے اور پھر ان میں پھونک مارتے اور وہ زندہ ہو کر پرند بن جاتے اور ان تمام چیزوں کا قرآن کریم نے اقرار کیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ خدا تھے۔

اور حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے پر اس طرح استدلال کیا کہ:۔

۱۔ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے، معلوم ہوا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔

۲۔ نیز حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کلام کیا۔ ان سے پیشتر کسی نے گہوارہ میں کلام نہیں کیا۔ یہ بھی خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے۔

اور مسئلہ تثلیث یعنی حضرت عیسیٰؑ کے ثالث ثلاثہ ہونے پر یہ استدلال کیا کہ حق تعالیٰ جابجا یہ فرماتے ہیں "فَعَلْنَا وَاَمَرْنَا وَخَلَقْنَا وَقَضَيْنَا" ہم نے یہ کام کیا ہم نے یہ حکم دیا ہم نے یہ پیدا کیا ہم نے یہ مقدر کیا۔ یہ تمام صیغے جمع کے ہیں اور جمع کا اقل درجہ تین ہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ ایک ہوتا تو صیغہ جمع کا استعمال نہ ہوتا بلکہ بجائے صیغہ جمع کے مفرد کا صیغہ استعمال ہوتا اور یوں کہا جاتا فعلت وامرت وخلقت وقضیت میں نے کیا میں نے حکم دیا، میں نے پیدا کیا، میں نے مقدر کیا۔ یہ اس مایۂ ناز وفد کے استدلالات تھے جس کو اپنے علم پر فخر اور ناز تھا۔ جن کی حقیقت اہل عقل اور اہل فہم کی نظر میں اوہام اور خیالات سے زیادہ نہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات اور ارشادات کو سنئے۔

۱۔ فقال لهم النبی صلی الله علیه وسلم الستم

Marfat.com

تعلمون انه لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ قالوا بلی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ وفد نے کہا کیوں نہیں اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ بے مثل اور بے چون و چگون ہے۔ کوئی شے اس کے مشابہ نہیں۔

۲۔ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسی یاتی علیه الفناء قالوا بلی۔

بعد ازاں آپ نے وفد سے کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے، کبھی بھی اس کو موت نہیں آسکتی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور موت اور فنا آنے والی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے۔

وفد نے اقرار کیا کہ بے شک یہ صحیح ہے، ایک نہ ایک وقت ان پر موت اور فنا ضرور آئے گی اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر موت اور فنا کا طاری ہونا ناممکن اور محال ہے۔

(تنبیہ) نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ مصلوب و مقتول ہو کر مر چکے ہیں۔ لیکن حضور پرنور ﷺ نے ان کے الزام کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو موت آچکی ہے وہ خدا کیسے ہوئے کہ یہ امر خلاف واقعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے۔

بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور چند روز کے بعد وفات پائیں گے۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے واضح ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وہی کلمہ نکلا جو واقعہ کے موافق تھا۔ خلاف واقع چیز کا نبی برحق کی زبان سے نکلنا مناسب نہیں۔ اگرچہ اس چیز کا ذکر محض

Marfat.com

بطور الزام ہو۔ اور عجب نہیں کہ نصاریٰ نے اس کا اقرار اس لئے کیا ہو کہ وہ اتنی بات کو غنیمت سمجھے اور یہ خیال کیا ہو کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق ہم پر الزام اور حجت اور بھی پوری ہو جائے گی۔ نیز نصاریٰ میں مختلف فرقے ہیں۔ ایک فرقہ کا عقیدہ یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد وفات پائیں گے۔ پس ممکن ہے کہ اس وفد کے لوگ اسی عقیدہ کے ہوں جو اسلام کے مطابق ہے۔

۳۔ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیء یکلؤه ویحفظه ویرزقه قالوا بلی۔ قال فهل یملك عیسیٰ من ذلك شیئا۔ قالوا لا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہی ہر چیز کے وجود کے بنانے والے اور اس کے محافظ اور نگران اور رزق رساں ہیں۔ انہوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا کہ بتلاؤ کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے کسی چیز کے مالک اور قادر ہیں۔ یعنی کیا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی مخلوقات کو وجود عطا کیا ہے اور اپنی قدرت سے ان کے لئے سامان بقاء پیدا کیا ہے انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ان چیزوں پر قادر نہیں۔

٤۔ قال افلستم تعلمون ان الله لایخفی علیه شیء فی الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فهل یعلم عیسی من ذلك شیئا الاما علم۔ قالوا لا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں انہوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا کہ کیا

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے بجز اس چیز کے جس کا خدا تعالیٰ نے ان کو علم دیا تھا، کوئی اور شے بھی جانتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ یعنی اقرار کیا کہ حضرت عیسیٰ عالم الغیب نہ تھے۔

۵۔ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء۔ قالوا بلیٰ

پھر آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے عیسیٰ علیہ السلام کی مریم کے رحم میں اپنی مرضی کے موافق صورت بنائی۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔

٦۔ الستم تعلمون ان ربنا لایأکل الطعام و لا یشرب الشراب و لا یحدث الحدث قالوا بلیٰ۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے انہوں نے کہا بے شک۔

۷۔ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملته امه کما تحمل المراۃ ثم وضعته کما تضع المراۃ ولدھا ثم غذی کما تغذی المراۃ الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث۔ قالوا بلیٰ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اسی طرح حاملہ ہوئیں، جس طرح ایک عورت اپنے بچہ کو پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر اس کو جنتی ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور بچوں کی طرح ان کو غذا دی گئی۔ اور پھر بڑے ہوئے اور وہ کھاتے اور پیتے تھے اور پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے وفد نے کہا بے شک ایسے ہی تھے۔

قال فکیف یکون ھذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابو

Marfat.com

الا جحودا فانزل الله الٓمّ الله لا اله الا هو الحی القیوم اخرجه ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع۔ (تفسیر درمنثور)

آپ نے فرمایا جب تم کوان سب باتوں کا اقرار ہے تو بتاؤ کہ ایسا ہو کر عیسیٰ خدا کیسے ہو سکتے ہیں جیسا کہ تمہارا زعم ہے پس آپ کے اس ارشاد کے بعد انہوں نے حق کو خوب پہچان لیا مگر جان بوجھ کر انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل فرمائیں اللہ لا الہ الا ہوالحی القیوم الخ۔

پوری آیتیں جو اس بارہ میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں:۔

الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَام اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ط۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سارے عالم کا کارساز اور نگہبان ہے اسی نے آپ پر ایک برحق کتاب نازل کی جو تمام کتب سماویہ کی تصدیق کرنے والی ہے اور اسی نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اور زبور کو لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست اور بدلہ لینے والا ہے تحقیق اللہ پر کوئی شئی آسمان اور زمین

Marfat.com

کی پوشیدہ نہیں وہی ہے کہ جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے صورت بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب اور حکیم ہے۔

حق جل شانہ نے ان آیات میں دو مسئلوں کو بیان فرمایا ایک الوہیت مسیح کا ابطال اور دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات۔ اور نہایت ایجاز اور اختصار کے ساتھ ہر مسئلہ کے دلائل اور براہین کی طرف اشارہ فرمایا۔ ہم مسئلہ الوہیت مسیح کو لیتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

اَللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱) یہ دعویٰ ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خدا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حَیٌّ ہو یعنی ازل سے لے کر ابد تک زندہ ہو اور فنا کا اس پر طاری ہونا محال ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات حضرت مسیح پر صادق نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ خدا کی شان یہ ہے کہ وہ قَیُّوم یعنی سارے عالم کا کارساز اور نگہبان اور محافظ اور رزاق وہی ہو۔ نصاریٰ کے زعم کے مطابق تو حضرت مسیح اپنی بھی حفاظت اور نگہبانی نہ کر سکے اور بھوکے پیاسے صلیب پر جان دے دی۔ سارے عالم کا محافظ اور رزاق کہاں ہو سکتے ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ خدا وہ ہے کہ جو غالب اور قاہر ہو اور اپنے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لینے پر پورا پورا قادر ہو۔ اور نصاریٰ کے عقیدہ پر حضرت مسیح یہود سے اپنا انتقام نہیں لے سکے عجب نہیں کہ وَاللّٰـہُ عَـزِیْزٌ ذُوانْتِقَـام۔ میں اسی طرف اشارہ ہو۔ دشمنوں کو سزا تو کیا دے سکتے اپنے آپ کو ظالموں کے پنجہ سے بھی نہ چھڑا سکے بس ایک عاجز مخلوق کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنا باپ اور بیٹے دونوں پر عیب لگانا ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ خدا کا علم اس درجہ محیط ہو کہ آسمان اور زمین کی کوئی شے اس پر پوشیدہ نہ ہو۔ کما قال اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ اور انجیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے چنانچہ انجیل لوقا کے

Marfat.com

چوتھے باب کے پہلے درس میں ہے:۔

''کہ یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا۔اھ''

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح عالم الغیب نہ تھے ورنہ کسی کی رہنمائی اور ہدایت کی کیا حاجت تھی۔ نیز انجیل لوقا کے باب ہشتم درس ۴۳ میں ہے:۔

''کہ ایک بیمار عورت نے پیچھے سے آکر حضرت مسیح کی پوشاک کا کنارہ چھوا فوراً اچھی ہوگئی حضرت مسیح نے دریافت کیا کہ کس نے مجھے چھوا'' الی آخرہ۔

پس اگر آپ عالم الغیب تھے تو پوچھنے اور تحقیق کرنے کی کیا ضرورت تھی خود بخود معلوم ہو جاتا۔

پانچویں یہ کہ خدا کی قدرت ایسی کامل ہونی چاہئے کہ رحم مادر میں جیسی صورت چاہے ویسی ہی بنا سکے خواہ ماں اور باپ دونوں کے ملنے سے یا صرف عورت سے پیدا کر دے اس میں عیسائیوں کے اس سوال کا بھی جواب ہو گیا کہ خدا حضرت مسیح کا کوئی ظاہری باپ نہیں تو بجز خدا کے کس کو باپ کہیں اس کا جواب ہو گیا کہ خدا کو قدرت ہے کہ جس طرح چاہے رحم میں تصویر بنائے اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح میں یہ قدرت نہ تھی خود انہی کی تصویر رحم مادر میں بنی پس وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہے اس کے اثبات کی طرف بھی ان آیات میں عجیب طرح سے اشارہ فرمایا۔ وہ یہ کہ توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی اور صحیفۂ آسمانی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی اور رسول ہونا تم کو مسلم ہے۔ پس جس دلیل سے توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی اور رسول ہونا مانتے ہو اس سے کہیں بڑھ کر قرآن کریم کے کتاب الٰہی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے کی دلیلیں موجود ہیں۔

قرآن کریم کہ جو علوم ہدایت، فصاحت اور بلاغت سعادت اور شقاوت، حلت اور

Marfat.com

حرمت، مکارم اخلاق اور محاسن آداب، مبداء اور معاد، سیاست ملکیہ مدنیہ کی تشریح اور تفصیل میں بے مثل اور بے نظیر ہے۔ جس کا ہر حکم عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہے۔ تمام کتب الٰہیہ کا مصدق ہے۔ اور تمام حضرات انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ اور لباب ہے۔ ایسی کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کیا شک ہے۔ اور جس نبی پر ایسی جامع کتاب نازل ہوئی ہو اس کے نبی اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر اگر کوئی دلیل نہ ہو تو فقط قرآن کریم ہی آپ کی نبوت کی کافی دلیل تھا۔ لیکن حق جل علا نے قرآن کریم کے علاوہ اس قدر بے شمار آیات بینات اور دلائل نبوت آپ کو عطا فرمائے کہ اگر تمام انبیاء و مرسلین کے معجزات جمع کئے جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سب سے بڑھے رہیں گے۔

عجیب بات ہے کہ جو کتاب تمام کتابوں سے ہر شان میں اعلیٰ اور افضل ہو۔ اور جو نبی علوم ہدایت اور دلائل نبوت میں تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہو اس کو تو نہ مانا جائے اور جو کتاب قرآن کے ہم پلہ نہ ہو اور جو نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ نہ ہو اس کو نبی مان لیا جائے یہ بعینہ ایسا ہی ہے کہ یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو نبی مانا جائے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو نہ مانا جائے۔ یا حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا کو تو خدا کا پیغمبر مانا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت سے انکار کر دیا جائے۔

حکیم اجمل خان کو تو طبیب حاذق مان لیا جائے مگر ابن سینا اور جالینوس کے طبیب تسلیم کرنے میں تأمل ہو۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست

دلیل سوئم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

قُلْ کہہ دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم هُوَ وہ خدا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو اَللّٰہ ایسی ذات ہے کہ جو تمام صفات کمال کو جامع ہے اور تمام صفات نقص سے پاک اور منزہ ہے اَحَــدٌ وہ یکتا اور یگانہ اور بے مثل ہے کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں وہ اس شرکت کے عیب سے بالکل پاک ہے۔ اَللّٰــهُ الـصَّمد لفظ اللہ کو اس لئے مکرر لایا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ذات باوجود واحد و بسیط ہونے کے تمام صفات کمال کو جامع ہے اور صَمَدٌ ہے یعنی وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں وہ اپنی تخلیق و تکوین میں کسی مادہ اور روح اور کسی آلہ کا محتاج نہیں۔ صَـمَـدٌ اس کو کہتے ہیں کہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اسی کے محتاج ہوں وہی سب کا حاجت روا اور چارہ ساز ہو لَـمْ یـلـد و لـم یولد یعنی جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ یکتا اور یگانہ ہے کوئی اس کا شریک نہیں نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ سب سے مستغنی اور بے نیاز ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اس لئے کہ اگر کوئی خدا کا باپ یا بیٹا ہو تو جس طرح انسان کا بیٹا باپ کے ساتھ انسانیت میں شریک ہوتا ہے اسی طرح خدا کا بیٹا بھی خدا کے ساتھ خدائی میں شریک ہوگا جو کی احدیت اور اس کے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کا سراسر خلاف ہے۔

نیز توالد و تناسل کا ہونا شان صمدیت اور شان استغناء کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ اولاد اپنے پیدا ہونے میں باپ کی محتاج ہوتی ہے اسی طرح باپ نسل کے باقی رکھنے میں اور خدمت لینے میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے وَلَـمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اور کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں جیسا کہ مجوس کہتے ہیں کہ عالم کے دو خالق ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہمسر ہیں اور دونوں قوت اور قدرت میں ہم پلہ اور برابر ہیں ایک خالق خیر ہے جس کا نام یزداں دوسرا خالق شر جس کا نام اہرمن ہے۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

Marfat.com

فصل سوئم

دربیان توحید از صحف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

اس فصل میں ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ توریت میں کہیں ایک جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں۔ تمام انبیاء کرام توحید ہی کی تعلیم دیتے چلے آئے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنَ (سورۃ انبیاء)۔

ہم نے آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی بھیجتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری پرستش کرو۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔

آپ کی طرف اور انبیاء سابقین کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اے بندے اگر تو شرک کرے گا تو تیرے اعمال حبط ہو جائیں گے اور تو خاسرین میں سے ہو جائے گا۔

توراۃ سفر استثناء باب ۴ آیت ۳۵ و ۳۶

یہ سب تجھی کو دکھایا گیا۔ تاکہ تو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں۔

توراۃ سفر استثناء باب ۶ آیت ۴

سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔

توراۃ سفر استثناء باب ۳۲ آیت ۳۹

اب دیکھو۔ کوئی معبود میرے ساتھ نہیں۔ اور میں ہی مارتا ہوں۔ اور میں ہی جلاتا

Marfat.com

ہوں۔ میں ہی زخمی کرتا ہوں اور میں ہی چنگا کرتا ہوں۔ اور ایسا کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑاوے۔

زبور مقدس باب ۸۶ آیت ۹

توبزرگ اور عجائب کام کرتا ہے۔ تو ہی اکیلا خدا ہے۔

زبور باب ۷۷ آیت ۱۳

اے خدا تیری راہ مقدس ہے کون معبود خدا کے مانند بڑا ہے۔

اول کتاب السلاطین باب ۸ آیت ۶۰

تا کہ زمین کے سارے گروہیں معلوم کریں کہ خداوند وہی خدا ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

توراۃ سفر استثناء باب ۳ آیت ۲۴

اے مالک خداوند آسمان پر یا زمین پر کون سا خدا ہے۔ جو تیرے کاموں کے مطابق یا تیری قدرت کے موافق عمل کر سکے۔

کتاب اشعیاء باب ۴۳ آیت ۱۱

اور میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

کتاب اشعیاء باب ۴۵ آیت ۱۴ و ۱۵

اور تیرے آگے سجدہ کریں گے۔ اور تیرے آگے منت کریں گے اور کہیں گے یقیناً تجھ میں ہے اور کوئی دوسرا نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں یقیناً تو ایک خدا ہے۔

Marfat.com

کتاب اشعیاء باب ۴۶ آیت ۹

میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔

کتاب خروج باب ۱۵ آیت ۱۱

معبودوں میں خداوند تجھ سا کون ہے پاکیزگی میں کون ہے تیرا سا جلال والا۔

کتاب دوم سموئیل باب ۷ آیت ۲۲

اے خداوند کوئی تیرے مانند نہیں۔ اور تیرے سوا جہاں تک ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کوئی خدا نہیں۔

اوّل کتاب السلاطین باب ۸ آیت ۲۳

اور سلیمان نے اسرائیلی ساری جماعت کی روبرو کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور کہا۔ اے خداوند اسرائیل کے خدا تجھ سا کوئی خدا نہ اوپر آسمان میں ہے نہ نیچے۔ اھ

کتاب اشعیاء باب ۴۰ آیت ۲۸

کیا تو نے نہیں جانا کیا تو نے نہیں سنا خداوند سوابدی خدا ہے۔ زمین کے کناروں کا پیدا کرنے والا وہ تھک نہیں جاتا۔ اور ماندہ نہیں ہوتا اس کے فہم کی تہاہ نہیں ملتی۔

کتاب یرمیاہ باب ۱۰ آیت ۱۰ تا آیت ۱۵

لیکن خداوند سچا خدا ہے۔ وہ زندہ خدا اور ابدی بادشاہ ہے۔ زمین اس کے قہر سے تھرتھراتی اور قومیں اس کی جلجاہت کی برداشت نہیں کر سکتی ہیں۔ تم ان سے اس طرح کہو کہ جن معبودوں نے آسمان اور زمین کو نہیں بنایا۔ زمین پر سے اور آسمان کے نیچے سے نیست ہوں گے اسی نے

Marfat.com

اپنی قدرت سے دنیا کو بنایا ہے۔ اسی نے اپنی حکمت سے جہاں کو قائم کیا ہے۔

فصل چہارم

درابطال تثلیث واثبات توحید از اقوال جناب مسیح علیہ السلام

اس فصل میں ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ انجیل میں کسی جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ ان کے کسی حواری نے کسی کو یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو بلکہ انجیل میں جا بجا صاف صاف یہی تعلیم ہے کہ خدا تعالیٰ۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

البتہ بے شک کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح بن مریم اللہ اور خدا ہیں حالانکہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ شریک کرے گا۔ اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔

انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۷

یسوع نے کہا کہ میں اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔

Marfat.com

انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۳

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔اھ

خط کشیدہ جملوں سے صاف عیاں ہے۔کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں معاذ اللہ خدا نہیں۔

انجیل مرقس باب ۱۲ آیت ۲۸

اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اوّل کون سا ہے۔۲۹۔یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے۔۳۰۔اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔

انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲

اے استاذ کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۷

تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے۔نیک تو ایک ہی ہے انتہیٰ ۱۲۔یعنی تمام عیبوں سے منزہ صرف ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات پاک ہے۔

انجیل متی باب ۲۷ آیت ۴۶

یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ایلی ایلی لما شبقتنی۔یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔اھ

انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۴

اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں۔بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔اھ یعنی

Marfat.com

خدا کا کلام ہے۔ اور میں خدا کا رسول اور فرستادہ ہوں خدا نہیں ہوں۔

انجیل متی باب ۲۳ آیت ۹

زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ رکھو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اھ یعنی خدا ایک ہی ہے۔

انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۶

یسوع نے شاگردوں سے کہا یہیں بیٹھے رہنا جب تک میں دعا مانگوں۔ اھ اور ظاہر ہے کہ دعا مانگنا بندہ کی شان سے ہے خدا کی شان نہیں کہ وہ دعا مانگے۔

انجیل لوقا باب ۴ آیت ۷ اور ۸

یسوع نے کہا۔ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ آھ

افسوس کہ نصاریٰ ان نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ کے مخالف ہیں اور تثلیث میں بھکے جا رہے ہیں۔ نصاریٰ میں ایک فرقہ یونی ٹیرین اس وقت بھی امریکہ اور لندن میں موجود ہے یہ گروہ تثلیث کا سخت منکر ہے صرف خدا کی عبادت کے قائل ہیں۔ اور یسوع مسیح اور مریم اور فرشتوں کی عبادت کے قائل نہیں۔

فصل پنجم

در ابطال ادلۂ الوہیت کہ از عہد جدید نقل میکنند

(دلیل اوّل)

انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۲۸

توما نے حضرت مسیح کو ان الفاظ سے خطاب کیا۔ اے میرے خداوند اے میرا خدا۔

Marfat.com

اھ حضرت مسیح کے سامنے یہ الفاظ کہے گئے پس اگر حضرت مسیح خدا نہ تھے تو یقیناً ان الفاظ کے استعمال سے منع فرماتے۔

جواب

محاورۂ بائبل میں لفظ خدا وسیع معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ کبھی خدا بول کر مرشد اور ہادی کے معنی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی فرشتہ اور معلم اور استاذ اور رئیس اور نیک آدمی مراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ سفر خروج باب ۷ آیت اوّل ہے فَقَالَ الرَّبُّ لِمُوْسٰی اُنْظُرْ اَنَا جَعَلْنَاكَ اِلٰهًا لِفِرْعَوْنَ۔ خدا نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا بنایا۔

اس جگہ اِلٰہ سے ہادی اور مرشد کے معنی مراد ہیں اور اردو تراجم میں اس طرح ترجمہ کیا ہے فرعون کے لئے خدا بنایا اھ۔ اگر خدا کے حقیقی معنی مراد ہوتے تو اس تاویل کی کیا حاجت تھی اور زبور باب ۸۲ آیت ۶ میں ہے۔ میں نے تو کہا تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ اھ اور انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۲۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ الی قولہ ۳۴۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم خدا ہو۔ الخ۔ اور اس آیت پر حاشیہ میں (زبور ۸۲ آیت ۶ سے) لکھا ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مسیح ان الفاظ سے نوشتہ زبور کو یاد دلا رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس مقام پر کہ تم خدا ہو اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم خدا کے نیک بندے ہو۔

اور انجیل مرقس باب ۱۴ آیت ۴۵ میں ہے (اور کہا اے ربی) اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ (یعنی اے استاذ)

اور سفر پیدائش باب ۳۲ از آیت ۲۴ تا آیت ۳۱ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا سے کشتی کرنا مذکور ہے اور پھر یہ کہ حضرت یعقوب خدا سے کشتی میں غالب رہے اھ۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ حقیقتاً خدا سے کوئی کشتی مراد نہیں بلکہ فرشتہ یا کوئی اور معنی مراد لئے گئے ہیں اور سفر پیدائش باب ۱۷ آیت اوّل میں ہے۔ جب ابرام ننانوے ۹۹ برس کا ہوا۔ تب

Marfat.com

خداوند ابرام کونظر آیا۔ اور آیت ۹ میں ہے پھر خدا نے ابرام سے کہا اور آیت ۱۵ میں ہے۔ اور خدا نے ابرام سے کہا اور آیت ۲۲ میں ہے اور جب ابرام سے باتیں کر چکا تب خدا اس کے پاس سے اوپر گیا۔ اھ۔ یعنی وہ فرشتہ جو حضرت ابراہیم کے پاس آیا تھا فارغ ہو کر آسمان پر چلا گیا۔ ان تمام مقامات اور آیات میں خدا سے فرشتہ مراد لیا گیا ہے۔

دلیل دوئم۔ انجیل متی باب ۳ آیت ۱۷۔ آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ (یعنی حضرت مسیح) میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔ اھ اور ایسا ہی انجیل متی باب ۱۷ آیت ۶ میں ہے۔

جواب

بائبل میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے حضرات کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے پس اگر ابنیت مستلزم الوہیت کو ہے تو یہ سب خدا اور الٰہ ہونے چاہئیں۔ انجیل لوقا باب ۳ آیت ۳۸ آدم ابن اللہ۔ سفر خروج باب ۴ آیت ۲۲۔ خداوند نے یوں فرمایا کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔ اھ کتاب یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۹ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے۔ یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۲۰۔ افرائیم میرا پیارا بیٹا ہے۔ تواریخ اوّل باب ۲۸ آیت ۶۔ میں نے اسے (سلیمان) چن لیا کہ میرا بیٹا ہو اور میں اس کا باپ ہوں۔ تواریخ اوّل باب ۲۲ آیت ۱۰۔ وہ (سلیمان) میرا بیٹا ہوگا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔ زبور باب ۶۸ آیت ۵۔ یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا ولی اھ۔

آیات ذیل کے پڑھنے کے بعد غالباً کسی کو بھی اس میں اشتباہ نہ رہا ہوگا کہ خدا کا بیٹا بول کر یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ خدا کا نیک بندہ ہے جیسا کہ پولوس کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔

رومی باب ۸ آیت ۱۴۔ اس لئے کہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں۔

اور پولوس کا خط جو فلپیون کے نام ہے۔ اس میں ہے خدا کے بے نقص فرزند بنے رہو۔ باب ۲ آیت ۱۴۔ اور اسی وجہ سے انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۳۹ میں حضرت مسیح کو خدا

Marfat.com

کا بیٹا کہا گیا۔ اور اسی مقام پر انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۴۷ میں ابن اللہ کی جگہ صالح اور راست باز کہا گیا۔ اور اس وجہ سے انجیل متی باب ۵ آیت ۹ اور انجیل متی باب ۶ آیت اوّل اور انجیل متی باب ۶ آیت ۱۴ میں خدا کے فرزندوں سے نیک بندے مراد لئے گئے۔ اور انجیل یوحنا باب ۱۸ آیت ۴۱ میں شیطان کے بیٹوں سے شریر لوگ مراد لئے گئے بلکہ بعض مرتبہ شریروں کو بھی اس معنی سے کہ وہ بھی خدا کا بندہ ہے خدا کا بیٹا کہا گیا۔ جیسا کہ انجیل متی باب ۷ آیت ۱۱ میں ہے۔ پس جبکہ تم میرے ہوکر اپنے بچوں کو اچھی طرح چیز دینا چاہتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیز کیوں نہ دے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محاورۂ بائیبل میں جب لفظ ابن اللہ بولا جاتا ہے تو اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا سے تعلق رکھنے والا جیسے آل فرعون سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فرعون سے تعلق رکھنے والے اور فرزندان وطن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وطن سے تعلق رکھنے والے بس نہ معلوم نصاریٰ نے کس طرح حضرت عیسیٰ کو حقیقتاً خدا اور خدا کا بیٹا بنالیا۔

دلیل سوم۔ انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۲۳۔ اس نے (مسیح علیہ السلام) ان سے کہا کہ تم نیچے کے ہو میں اوپر کا ہوں تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں ہوں اھ۔ یعنی میں خدا ہوں مجسم ہوکر دنیا میں آیا ہوں۔

جواب

اس قسم کا کلام حضرت مسیح سے حوارین کے حق میں بھی منقول ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۵ آیت ۱۹ میں ہے۔ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی۔ لیکن چونکہ تم دنیا کے نہیں بلکہ میں نے تم کو دنیا سے چن لیا ہے اس واسطے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۱۶ میں ہے۔ جس طرح میں دنیا کا نہیں اسی طرح وہ بھی دنیا کا نہیں اھ۔ پس جس دلیل سے حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کی گئی وہی دلیل حوارین کے حق میں بھی موجود ہے حضرت مسیح کی طرح ان کو بھی خدا ماننا چاہئے لہٰذا صحیح مطلب یہ ہے کہ میں

Marfat.com

خدا کا طالب ہوں اور تم دنیا کے طالب ہو۔

دلیل چہارم:۔ انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۱ میں ہے میں اور باپ ایک ہیں۔

جواب۔ اس قسم کا کلام حوارین کے حق میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام سے منقول ہے۔

انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۲۱

مجھ پر ایمان لائیں گے تا کہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں۔ اور دنیا ایمان لائے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے تا کہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ میں ان میں اور تو مجھ میں تا کہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں۔ اھ

دلیل پنجم۔ اناجیل اربعہ میں حضرت مسیح کا مُردوں کو زندہ کرنا مذکور ہے۔

جواب۔ حزقیل علیہ السلام سے بھی ہزاروں مُردوں کا زندہ کرنا ثابت ہے۔ جیسا کہ کتاب حزقیل کے باب ۳۷ آیت ۱۰ و ۱۱۔ میں ہے۔ اور ایلیا علیہ السلام سے کتاب سلاطین اوّل باب ۱۷ آیت ۲۲ اور الیسع علیہ السلام سے ہے سلاطین دوم باب ۴ آیت ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ میں مُردوں کو زندہ کرنا مذکور ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا کو سانپ بنا دینا دنیا میں مشہور ہے۔

دلیل ششم۔ انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۹ میں ہے جس نے مجھے دیکھا اس نے اپنے باپ کو دیکھا۔

جواب۔ ماسبق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح اور حوارین سب خدا کے ساتھ متحد ہیں لہٰذا جس نے حوارین کو دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص کسی کا ایلچی یا پیغامبر ہوتا ہے تو اس کی تحقیر مولا کی تحقیر شمار کی جاتی ہے۔ اور اس کی تعظیم مولا کی تعظیم سمجھی جاتی ہے جیسا کہ انجیل متی باب ۱۰ آیت ۴۰ میں ہے۔ جو تمہیں قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اھ اور انجیل لوقا باب ۱۰ آیت ۱۶ میں ہے۔ جو تمہاری سنتا ہے وہ میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں نہیں مانتا وہ مجھ کو نہیں مانتا۔ اھ۔ اور انجیل متی کے باب ۲۵ آیت ۳۵ میں

Marfat.com

ہے۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا۔ تو نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ راستباز جواب میں کہیں گے

اے خداوند ہم نے کب تجھ کو بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا۔ الخ۔ بادشاہ ان سے جواب میں کہے گا چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اس لئے میرے ساتھ کیا۔ اھ۔ فقیر کے کھانا کھلانے کو اس کلام میں خدا کا کھلانا قرار دیا ہے تو کیا یہ فقیر اس استعارہ سے معاذ اللہ حقیقتاً خدا ہو گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے دیکھنے سے حقیقتاً خدا کا دیکھنا اور حضرت مسیح کا خدا ہونا لازم نہیں آتا اور یہ کلام اسی طرح کا ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بے شک اللہ کی اطاعت کی اے نبی کریم جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

وفی الصحیحین لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه و یده الذی یبطش بها و رجله الذی یمشی بها اھ۔

بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اس قدر محبوب بنا لیتا ہوں کہ اس کی سمع بن جاتا ہوں کہ اس سے وہ سنتا ہے اور بصر ہو جاتا ہوں کہ اس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ اس سے پکڑتا ہے اور اس کا پیر ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے حرکت کرتا یعنی اس

Marfat.com

کے تمام کام میری مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔

دلیل ہفتم۔ حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔

جواب۔ اس بناء پر حضرت آدم اور ملائکہ بھی خدا ہونے چاہئیں اس لئے کہ حضرت آدم اور ملائکہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں یہی دلیل اگر الوہیت کی ہے۔ تو فرشتے اور حضرت آدم مسیح سے پہلے خدا ہونے چاہئیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ۔

حضرت عیسیٰ کی شان خدا کے نزدیک آدمؑ کی طرح ہے۔

نیز جس طرح اہل اسلام عالم کو حادث مانتے ہیں اسی طرح اہل کتاب بھی عالم کو حادث مانتے ہیں پس ابتداء جو نوع بھی حادث ہوگی وہ ضرور بغیر ماں باپ کے ہوگی۔ جیسا کہ توراۃ سفر پیدائش باب اوّل آیت ۲۱ تا ۲۵ سے ظاہر ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا الوہیت کی دلیل نہیں۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

محمد ادریس الکاندھلوی کان اللہ لہ وکان ھو للہ

اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن

Marfat.com

صدائے اسلام

مذاہب دنیا میں بہت ہیں اور آپس میں مختلف اور متضاد ہیں نہ تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب سچ ہیں اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب جھوٹے اور باطل ہیں اس لئے کہ اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین دونوں ہی باتفاق عقلاء عالم ممتنع اور محال ہیں دنیا میں توحید کے بھی قائل ہیں اور شرک کے بھی۔ یہ ناممکن ہے کہ توحید اور عدم توحید دونوں ہی حق ہوں یا دونوں ہی باطل ہوں لامحالہ دونوں میں سے ایک ہی حق ہوگا۔

حق و باطل کا معیار سوائے عقل سلیم کے اور کیا ہوسکتا ہے پس جس مذہب کے اصول اور عقائد اور قواعد عقل سلیم اور فہم مستقیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہوں گے وہ مذہب صحیح ہوگا اور جس مذہب کے اصول اور خاص کر بنیادی عقائد ہی سراسر عقل کے خلاف ہوں گے وہ مذہب بلاشبہ باطل ہوگا اور علیٰ ہذا جو مذہب مکارم اخلاق اور محاسن اعمال مثلاً عفت اور پاکدامنی کا علمبردار ہوگا وہ قابل قبول ہوگا اور جو مذہب بے حیائی اور بدکاری کا بپتسمہ دیتا ہو تو وہ مذہب اہل حیاء اور اہل عفت کے نزدیک قابل نفرت ہوگا بلکہ اس قابل ہوگا کہ اس کو صلیب پر لٹکایا جائے اور اس کے خوب طمانچے لگائے جائیں اور اس کے منہ پر تھوکا جائے اور پھر ہمیشہ کے لئے اس کو قبر میں دفن کردیا جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ اے دنیا کے دانشمندو اور ہوشمندو میرے آغوش میں آجاؤ تم کو ایسے اصول اور عقائد کی تعلیم دوں گا جو عین عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہوں گے جس طرح چاہو ان کو عقل اور فطرت کی کسوٹی پر کس لینا اور پرکھ لینا اور پلٹ پلٹ کر ان کو دیکھ لینا اور دکھلا لینا اور تم کو ایسے مکارم اخلاق کی تلقین کروں گا کہ حیاء اور شرمساری اور عفت اور پاکدامنی اور حسن و خوبی میں ان کا جواب نہ ہوگا۔

اے دنیا کے دانشمندو اور حیاء اور پاکدامنی کے طلبگارو ایسے دین (نصرانیت) سے دور رہو کہ جس میں شراب حلال ہو اور بے پردگی اور غیر عورتوں سے تعلق اور اختلاط اور رقص

Marfat.com

وسرود۔ اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور تمدن شمار کی جاتی ہے۔ افسوس کہ اسلام کے تعدد ازدواج پر نکتہ چینی کریں اور غیر محدود عورتوں سے تعلقات کو تہذیب اور تمدن بتلائیں آخر اس متمدن قوم کے فاضل جج یہ تو بتائیں کہ زناء کی کیا تعریف ہے کہ جس کو یہ کہا جاسکے کہ یہ زنا ہے نکاح نہیں، شراب سے عقل جیسی نعمت عظمیٰ جاتی رہتی ہے اور بے پردگی سے نسب مخلوط اور مشکوک ہوجاتا ہے اور بے غیرتی اور بدکاری کا دروازہ کھل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ کی چالیس فیصدی آبادی غیر ثابت النسب ہے۔

اسلام نے پردہ کو فرض کیا اور غیر عورت پر نظر ڈالنے کو حرام کیا تاکہ اسلامی خواتین کا عفت مآب چہرہ ناپاک نظروں سے محفوظ ہوجائے اور تاکہ ان کی اولاد مشکوک اور مشتبہ نہ رہے اور تاکہ بے حیائی اور بے غیرتی کا دروازہ بالکلیہ بند ہوجائے اور حیاء اور غیرت ہی تمام مکارم اخلاق کا سرچشمہ ہے اور جب سے نصاریٰ نے کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا طریقہ رائج کیا ہے اس وقت سے دیکھ لیا جائے کہ اخلاق میں کس قدر تنزل آگیا ہے لڑکیاں نکاح سے پہلے ہی مائیں بننے لگی ہیں یہ سب انگریزی کالجوں کی برکات ہیں کہ جن کی وجہ سے دن بدن دنیا سے عفت اور حیا اور پاکدامنی ختم ہوتی جارہی ہے خوانخواستہ خدانخواستہ اگر یہی رفتار رہی تو پھر دنیا کو نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی جس طرح ایک حیوان جس مادہ سے چاہے اپنی حیوانی ضرورت پوری کرلیتا ہے اور اس کو ازدواجی رسوم اور لوازم کا بجالانا ضروری نہیں اسی طرح عنقریب یہ یورپ کے مہذب اور متمدن انسان حیوان مطلق بن جائیں گے ان کو نکاح کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور اس وقت عورتوں کی بیکسی اور بےبسی کا عجب حال ہوگا۔ عجب نہیں کہ ایسی مصیبت کے وقت میں چار چار عورتیں مل کر ایک مرد سے نکاح کی درخواست کرنے لگیں اور اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج کو حق تعالیٰ کی نعمت کبریٰ سمجھ کر سجدہ شکر بجانے لگیں کہ اسلام نے ہماری اس مصیبت کا بہترین حل پیش کیا۔

اے دنیا کے دانشمندو اور ہوشمندو! ذرا انصاف تو کرو کہ اسلام جیسے مکمل اور مدلل اور

Marfat.com

مفصل مذہب کو چھوڑ کر ایسے مذہب کی طرف کیوں جاتے ہو جس کا بنیادی عقیدہ ہی (توحید فی التثلیث) سراسر عقل کے خلاف ہو اور جس کو آج تک دنیا کا کوئی پوپ اور پادری نہ سمجھ سکا ہو اور نہ سمجھا سکا ہو کہ ایک تین اور تین ایک کیسے ہو سکتے ہیں اور اس کا معاشرہ بے غیرتی اور بے حیائی کا دروازہ کھولتا ہو اور اس کا کالج اخلاق کے حق میں فالج کا حکم رکھتا ہو اور اس کی دعوت کا آغاز زن اور زر سے ہوتا ہو ذرا سوچو تو سہی کہ نفس اور شیطان تم کو کس تباہی اور بربادی کے گڑھے کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے زن اور زر کے ذریعہ سے جس چیز کی دعوت دی جائے گی وہ بلاشبہ نفسانی اور شہوانی ہوگی اور دنیا کے تمام حکماء اور عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ نفسانی خواہشوں کا اتباع دین و دنیا دونوں ہی کو تباہ اور برباد کرتا ہے تم کو چاہئے کہ اسلام کے عقلی اور نقلی دلائل اور براہین پر نظر کرو کہ وہ کس درجہ معقول اور پختہ ہیں۔ معقول کو قبول کرو اور غیر معقول سے دور بھاگو۔ اور نصرانی حکومتوں کی مادی طاقت اور قوت و شوکت پر نظر نہ کرو۔ محض حکومت اور سلطنت حقانیت کی دلیل نہیں۔

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں حکومت یہودیوں کی تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکومت فرعون کی تھی اور حضرت ابراہیم کے وقت میں حکومت نمرود کی تھی۔ فی زمانہ نصاریٰ کی حکومت یہود اور نمرود اور فرعون کی حکومت کا نمونہ ہے اور خلفاء راشدین کی حکومت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی حکومت کا نمونہ تھی۔ مسجد نبوی ہی خلفاء راشدین کا قصر حکومت اور ایوان خلافت تھا اور مسجد کا بوریا ہی ان کی کرسی عدالت تھی اور اسی مسجد کا چھپران کی درسگاہ اور خانقاہ تھی۔ ایسی حکومت تو حقانیت کی دلیل ہو سکتی ہے باقی یہود اور نمرود جیسی حکومت کو حقانیت کی دلیل بنانا کمال ابلہی اور نادانی ہے۔

خلفاء راشدین امیر مملکت بھی تھے اور معلم شریعت بھی تھے اور شیخ طریقت بھی تھے مسجد کے امام اور خطیب بھی تھے امیر اور بادشاہ بھی تھے فقیر اور درویش بھی اسلام اور مسلمانوں کے پاسبان اور نگہبان بھی تھے عمامہ اور دستار کمبل اور گدڑی ان کا شاہی اور امیری لباس تھا اور بیک وقت آدھی آدھی دنیا کے دو فرمانرواؤں یعنی قیصر و کسریٰ سے

Marfat.com

مصروف جہاد تھے اور اونٹ چرانے والوں اور کمبل پوشوں کا لشکر دنیا کی مہذب اور متمدن قوموں کو کھلے بندوں میدانوں میں پچھاڑ رہا تھا اور ان کے خزانوں کو لاکر مسجد نبوی کے صحن میں ڈالتا تھا اور فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ مسجد کے بوریے پر بیٹھ کر ان متمدن قوموں کے خزانے فقراء و مساکین پر تقسیم کرتے تھے اسلام ایسی سلطنت کا حکم دیتا ہے اور ایسی حکمرانی کے طریقے بتاتا ہے کہ جہاں امیری اور فقیری ساتھ ساتھ چلیں یہ فقیر و حقیر۔ اپنے مسلمان امراء سلطنت اور وزراء مملکت کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ترقی اور عزت مطلوب ہے تو خلفائے راشدین اور خلفاء بنی امیہ اور خلفاء عباسیہ اور شاہان مغلیہ کے طریقہ پر چلیں اور جن قوموں کو تمہارے بزرگوں نے کھلے بندوں میدانوں میں پچھاڑا تھا ان کی نقالی نہ کریں غیروں کی نقالی میں سوائے ذلت کے کیا رکھا ہے خوب سوچ لو اور سمجھ لو۔

عزیز یکہ از درگہش سر بتافت　　　بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اب سنو اور غور سے سنو

اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے۔ عیسائی اور ہندو بھی توحید کے مدعی ہیں مگر ان کی توحید خالص نہیں شرک کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

اسلام کی توحید روز روشن کی طرح واضح ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور فطریہ سے ثابت ہے۔

اسلام کا عقیدہ

یہ ہے کہ خداوند عالم جس نے اس عالم کو بنایا اور جس کا نام اللہ ہے وہ ایک ہے ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک اور سہیم نہیں ہر قسم کے عیبوں اور نقصانوں سے منزہ ہے معاذ اللہ اگر خدا میں بھی کوئی عیب اور نقصان ہو تو پھر خدا اور بندوں میں کیا فرق رہے بندے اسی لئے تو خدا بننے سے محروم ہیں کہ ان میں قسم قسم کے نقصانات پائے جاتے ہیں

Marfat.com

اور وجود کی باگ ان کے قبضہ میں نہیں کہ جو خوبی اور جو کمال چاہیں اپنے واسطے موجود کریں خدا کو خدا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خود بخود ہے اس کا وجود کسی کا عطیہ نہیں۔

پس اگر خدا بھی بندوں کی طرح ناقص اور مجبور اور عاجز ہو تو اس کو خدا بن بیٹھنے کا کیا استحقاق ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ

یہ ہے کہ خدا تین ہیں باپ (خدا تعالیٰ) اور بیٹا یعنی مسیح علیہ السلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور ایک تین میں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح بندہ بھی ہے اور مالک بھی ہے اور آدمی بھی ہے اور خدا بھی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ خداوند قدوس اپنے مجد د جلال سے اتر کر مجسم ہوا اور ایک عورت کے رحم اور شکم میں داخل ہوا اور نو ماہ شکم مادر میں رہ کر عام بچوں کی طرح شرمگاہ سے اس کی ولادت ہوئی وہ روتا تھا اور ماں کا دودھ پیتا تھا اور پھر کھانے اور پینے لگا اور بول براز کرنے لگا اور جب بڑا ہوا تو یہودی (جو اسی کے بندے اور مخلوق تھے) اس کے دشمن ہو گئے اور ان کو پکڑ کر پھانسی پر لٹکایا اور منہ پر تھوکا اور طمانچے مارے اور کانٹوں کا تاج سر پر رکھا اور نہایت ذلت کے ساتھ ان کو مارا اور عیسیٰ علیہ السلام خدا سے بہت آہ وزاری کے ساتھ فریاد کرتے تھے کہ ایلی ایلی۔ تو نے مجھے بے یار و مددگار کیوں چھوڑ دیا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے تڑپ تڑپ کر صلیب پر جان دی اور تین دن قبر میں رہے اور بعد میں زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور باپ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ گئے۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰ خود خدا تھا خود بندوں کی نجات کے لئے مصلوب ہوا اور ملعون ہو کر تین دن تک دوزخ میں رہا نصاریٰ کا عقیدہ مختصراً ختم ہوا جو آپ حضرات نے سن لیا کہ کیسا عجیب و غریب عقیدہ ہے۔

نصاریٰ کا یہ عقیدہ سراسر مہمل اور خلاف عقل ہے۔ کوئی ادنیٰ عقل والا بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک ہی ذات خدا بھی ہو اور بندہ بھی ہو عابد بھی ہو اور معبود بھی ہو تین ایک

Marfat.com

بھی ہوں اور ایک تین بھی ہو آج تک نصاریٰ اس توحید فی التثلیث پر نہ کوئی عقلی دلیل پیش کر سکے اور نہ نقلی۔ نیز یہ ناممکن ہے کہ خداوند قدوس جو ہر طرح سے مقدس ہے اور ہر وجہ سے بے نیاز اور تمام عیبوں سے پاک ہے وہ عیسیٰ بن مریم بن کر اور مجسم ہو کر کسی عورت کے رحم اور شکم میں اترے اور پھر کھانے اور پینے اور بول و براز اور بھوک اور پیاس اور خوشی و غم اور دیگر حوائج انسانی میں مبتلا ہو کہیں سولی پر چڑھے اور دشمنوں کے ہاتھ سے مقتول ہو کر معذب اور ملعون بنے اور گناہ گاروں کی نجات کے لئے کفارہ بنے اور سارے انسانوں کی لعنت اپنے اوپر اٹھائے اہل عقل بتلائیں کہ کیا خداوند قدوس کی اس سے بڑھ کر کوئی توہین ہو سکتی ہے جو نصاریٰ نے کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

لقد سبو الله مسبة ماسبه اياها احد من البشر۔

نصاریٰ نے خدا تعالیٰ کو وہ گالیاں دی ہیں کہ جو آج تک کسی آدمی نے نہیں دیں۔

نصاریٰ کا یہ عجیب و غریب عقیدہ عقل اور انسانیت کے لئے ننگ اور عار ہے کہ خدا کا ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہونا اور پھر اس کا لاچار اور مجبور ہو کر چوروں کے ساتھ صلیب پر لٹکنا اور پھر تین دن تک مردہ پڑا رہنا مگر نصاریٰ کے نزدیک یہ حق اور واجب الایمان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلام کا عقیدہ

عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی طرح حق جل شانہ کے برگزیدہ بندے اور رسول برحق تھے۔ بنی اسرائیل میں مریم عذراء کے بطن سے بغیر باپ کے نفخۂ جبرئیلی سے پیدا ہوئے اور پھر قوم بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اور یہود بے بہبود نے جب ان کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

Marfat.com

وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰہُ اِلَیْهِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔

یعنی یہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا۔

بلکہ حضرت مسیح کے دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح بن مریم کا شبیہ اور ہمشکل بنادیا۔ یہود نے اسی شبیہ کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اس طرح حق تعالیٰ نے یہود کو اشتباہ اور التباس میں ڈال دیا جیسا کہ قرآن کریم میں صراحۃً موجود ہے:

وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

اور یہود نے حضرت مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو منجانب اللہ اشتباہ میں ڈال دیا گیا۔

کہ حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو مکان کے ایک دریچہ سے آسمان پر اٹھالیا اور حضرت عیسیٰ کے دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ کی ہمشکل بنا کر یہودی کے ہاتھ سے قتل کرادیا یہود خوش ہوگئے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا اور پھر جب اپنے آدمیوں کو شمار کیا تو ایک آدمی کم ہوگیا تو اختلاف اور اشتباہ میں پڑگئے اسی بارہ میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰہُ اِلَیْهِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔

یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ بطور تفاخر یہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو جو رسول ہونے کے مدعی تھے ان کو قتل کر ڈالا حق تعالیٰ فرماتے ہیں ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے یہود نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ

Marfat.com

حضرت مسیح کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ سب شک اور تردد میں پڑے ہوئے ہیں اصل حقیقت کا ان کو کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے کچھ نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ یہود نے عیسیٰ بن مریم کو قطعاً اور یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے کہ اپنے برگزیدہ بندہ کو روح القدس جبرئیل امین کے ذریعہ آسمان پر اٹھالیا اور دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت مسیح کے ہم شکل بنا کر دشمنوں ہی کے ہاتھ سے قتل کرا کر صلیب پر چڑھوا دیا اور دشمنوں کو قیامت تک کے لئے اشتباہ میں ڈال دیا۔

اور صحیح حقیقت اور صحیح معرفت سے مسلمانوں کو قرآن اور حدیث کے ذریعہ آگاہ فرما دیا۔

یہ تمام مضمون قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے جس میں ذرا برابر شک اور شبہ کی گنجائش نہیں تفصیل اگر درکار ہے تو اس ناچیز کے تین رسالوں کو ملاحظہ فرمائیں (۱) کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ (۲) القول المحکم فی نزول عیسیٰ بن مریم (۳) لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم۔ جن میں خاص طور پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اجماع امت محمدیہ سے یہ ثابت کیا گیا کہ عیسیٰ بن مریم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب جب دجال ظاہر ہوگا جو قوم یہود سے ہوگا تو اس وقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے جو اس وقت یہود کا بادشاہ اور سردار ہوگا۔

نکتہ: نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کیا اور ان کو ذلیل اور رسوا کیا۔ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود ہی اس کے متبع اور پیرو ہوں گے اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت تو عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور پھر قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال جو قوم یہود میں سے ہوگا اور اس وقت یہودیوں کا بادشاہ اور سردار ہوگا اس وقت حضرت عیسیٰ بن

Marfat.com

مریم آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ جس ذات یعنی مسیح بن مریم کے نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے ان کو قتل کر دیا وہ سب غلط ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو تو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے قتل کے لئے اس کو آسمان سے اتاریں گے۔

نصاریٰ انصاف سے بتائیں

کہ سچے عیسائی ہم محمدی ہیں یا وہ لوگ ہیں کہ جو معاذ اللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقتول اور مصلوب اور ملعون مان کر دنیا بھر کے گناہوں اور پاپوں کا کفارہ مانتے ہیں اے علماء نصاریٰ۔ خدارا ذرا بتاؤ تو سہی کہ تم نے حضرت مسیح کی توہین و تذلیل میں کیا کسر چھوڑی۔ اور مسلمانوں نے حضرت مسیح بن مریم کی تعظیم و تکریم اور ان کی عظمت و رفعت اور علو مرتبت میں کیا فروگزاشت کی۔ سچے عیسائی بننا ہے تو محمدی ہو جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

علامہ مسعودی۔ حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھتے ہیں:۔

هو عبد مقرب ونبی ورسول قد خصه مولاه

حضرت مسیح تو اللہ کے مقرب بندے نبی اور رسول تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مخصوص بندہ بنایا تھا۔

طهر الله ذاته وحباه ثم اتاه وحيه وهداه

ان کی ذات کو پاک اور مطہّر بنایا پھر ان کو اپنی وحی اور علوم ہدایت سے سرفراز کیا

وبكن بدأ خلقه كلمة الله ءِ الى مريم البتول براه

کلمۂ کـــن سے پیدا ہوئے اللہ کا کلمہ تھے بغیر باپ کے حضرت مریم بتول سے پیدا ہوئے

Marfat.com

هكذا شان ربه خالق الخا　　ق بكن كلهم فنعم الاله

خدا کی یہی شان ہے کہ جس کو چاہے کلمہٴ کن سے پیدا کردے خدا کی یہی شان ہے کہ کلمہٴ کن سے پیدا کرتا ہے

والاناجيل شاهدات عنه　　انما الله ربه لا سواه

تمام انجیلیں اس کی شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں

كان لله خاشعا مستكينا　　راغبا راهبا يرجي رضاه

اور حضرت مسیح اللہ کے بندے تھے جو نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے تھے اللہ کی محبت اور اس کی عظمت اور جلال کا خوف ہر وقت پیش نظر رہتا تھا ہر کام میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کی امید رکھتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے عبادت گزار بندے تھے۔

ليس يحيي وليس يخلق الا　　ان دعاه وقد اجاب دعاه

حضرت مسیح نہ کسی کی زندہ کرتے تھے اور نہ کسی کو پیدا کرتے تھے ان کا کام صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے۔

انما فاعل الجميع هو الله　　ؤ ولكن على يديه قضاهٗ!

فاعل حقیقی اور اصل زندہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے بطور معجزات اور کرامت کبھی کبھی حضرت مسیح کے ہاتھ پر مُردوں کو زندہ کیا اور اللہ کے کسی مقرب بندے کے ہاتھ پر اس قسم کے معجزات کا ظاہر ہونا نبوت اور رسالت کی دلیل ہے۔ نہ کہ الوہیت کی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السُّؤَال العجیب فی الرَّد علٰی اهل الصَّلیب

ذیل میں فاضل ادیب شیخ احمد علی ملیجی مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ مطلب خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو فاضل مرحوم نے السؤال العجیب فی الرد علی اھل الصلیب کے نام سے موسوم کیا تھا۔ یہ قصیدہ[1] ۱۳۲۲ھ میں مصر سے شائع ہوا۔ علماء نصاریٰ سے آج تک اس عجیب سوال کا جواب نہیں ہوسکا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بھی کوئی اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔ اور یہ انشاء اللہ بھی تیمنا اور تبرکاً کہہ رہا ہوں نہ کہ تعلیقاً فَلْیَاتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صَادِقِیْنَ۔

اَعُبَّادَ عِیْسٰی لَنَا عِنْدَكُمْ　　　سُؤَالٌ عَجِیْبٌ فَهَلْ مِنْ جَوَابْ

اے عیسیٰ کے پرستارو ہمارا تم سے ایک عجیب سوال ہے پس کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواب ہے

اِذَا كَانَ عِیْسٰی عَلٰی زَعْمِكُمْ　　　اِلٰهًا قَدِیْرًا عَزِیْزًا یُهَابُ

اگر تمہارے زعم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائے قادر اور غالب اور ہیبت و جلال والے تھے

فَكَیْفَ اعْتَقَدْتُمْ بِاَنَّ الْیَهُوْد　　　اَذَا قُوْهُ بِالصَّلْبِ مُرَّ الْعَذَابْ

تو پھر تم نے یہ عقیدہ کیسے قائم کرلیا کہ یہود نے ان کو صلیب دے کر تلخ عذاب چکھایا۔ کیا خدا کو بھی عذاب چکھایا جاسکتا ہے۔

وَكَیْفَ اعْتَقَدْتُمْ بِاَنَّ الْاِلٰهَ　　　یَمُوْتُ وَیُدْفَنُ تَحْتَ التُّرَابْ

اور کیا خدا بھی مر کر مٹی کے نیچے دفن کیا جاسکتا ہے

(۱) یہ قصیدہ منتخب الجمیل لمن حرف التورات والانجیل للعلامۃ المسعودی مطبوعہ مصر کے اخیر میں بطور تکملہ طبع ہوا ہے ۱۲۔

Marfat.com

وَیَطْلُبُ مِنْ خَلْقِہٖ شَرْبَۃً　　لِیُطْفِیٔ عَنْ قَلْبِہٖ الِالْتِھَابُ

اور کیا خدا بھی اپنی مخلوق سے پیاس بجھانے کے لئے شربت کا پیالہ مانگ سکتا ہے

فَجَآءَ لَہٗ وَاحِدٌ مِّنْھُمُوْ　　یَؤُمَّ لِخَلٍّ وَبِئْسَ الشَّرَابُ

اور پھر کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تو شربت مانگے اور اس کے بندے بجائے شربت کے سرکہ اور کڑوا پانی لا کر خدا کو دے دیں۔

فَاَلْقَاہُ فِی الْاَرْضِ بُغْضًا لَّہٗ　　وَمَاتَ حَلِیْفَ الظَّمَا ذَا الْتِیَابُ

اور پھر بندے اپنے خدا کو بغض وعداوت میں زمین پر ڈال دیں اور خدا تڑپ تڑپ کر پیاسا مر جائے

وَیُوْضَعُ ذُلًّا عَلٰی رَاْسِہٖ　　مِنَ الشَّوْکِ تَاجٌ یُشِیْبُ الْغُرَابُ

اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے اپنے خدا کو ذلیل کرنے کے لئے کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھ دیں

اَسَالَ دِمَاہُ عَلٰی خَدِّہٖ　　وَصَارَتْ عَلٰی وَجْھِہٖ کَالْخِضَابِ

اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے خدا کو اس قدر خون آلودہ کریں کہ خون خدا کے رخساروں پر بہنے لگے اور خدا کا چہرہ خون میں رنگین ہو جائے

وقد کان یبصق فی وجھہ　　ویطعن فی جنبہ بالحراب

اور کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کے چہرہ پر تھوکا جائے اور اس کے پہلو میں نیزہ مارا جائے

وذلک بعض الذی قد جری　　علیہ من القوم شیخ وشاب

یہود اور نصاریٰ کے زعم کے مطابق جو کچھ ماجرا پیش آیا اس میں کا یہ کچھ نمونہ ہے

ومن بعد ھذا تعدونہ　　الھا ولم تستحوا من عتاب

تعجب ہے کہ اس مجبوری اور لاچاری کے بعد ان کو خدا سمجھتے ہو اور شرماتے بھی نہیں۔

وما ھو الا کامثالہ　　عبید لخالقہ ذو اقتراب

حالانکہ حضرت مسیح اور پیغمبروں کی طرح خدا کے ایک مقرب بندہ تھے

Marfat.com

كما قال ذلك عن نفسه　　بنص صريح اتى فى الكتاب

جیسا کہ خود حضرت مسیح سے اس کا اقرار قرآن اور انجیل میں صراحۃً مذکور ہے

ولو كان ربا كما تزعمون　　فمن كان يرجوالكشف العذاب

اگر حضرت مسیح خود خدا تھے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو پھر موت کا پیالہ ٹلنے کی کس سے امید رکھتے تھے اور کس سے اپنی مصیبت ٹلنے کی دعا مانگتے تھے کیا خدا بھی دعا مانگا کرتا ہے۔

ومن ذا الذى رد روحاله　　وقد فارقت جسمه بالذهاب

اور مرنے کے بعد کس نے ان کی روح کو واپس کیا جبکہ ان کی روح ان کے جسم سے جدا ہوگئی تھی

ومن كان من بعده حافظاً　　نظام الوجود لوقت الاياب

اور ان کے مرنے کے بعد اس عالم کے نظام کا کون محافظ اور نگہبان تھا

ارب سواه بتدبيره　　تكفل ام فاته للخراب

کیا کوئی اور خدا اس عالم کی تدبیر کا کفیل اور ذمہ دار ہوا یا یہ تمام عالم خراب اور برباد ہوگیا

وهل صلبه كان عن زلة　　والاعلام استحق العقاب

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمہارے زعم کے مطابق کیوں صلیب دی گئی۔ اگر کسی لغزش کی بناء پر صلیب دیئے گئے تو لغزش کا صادر ہونا الوہیت کے منافی ہے اور اگر کوئی لغزش نہیں ہوئی تو پھر بلا وجہ کیوں سزا کے مستحق ہوئے۔

وهل احسن القوم فى صلبه　　لتخليص اشياخكم والشباب

نیز یہ بتلائے کہ یہود نے جو حضرت مسیح کو صلیب دی کیا یہ اچھا کام کیا کہ اس سے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے اور تمام بوڑھے اور جوان گناہ کی لعنت سے رہا ہوجائیں۔

والااساؤ بجلب الخلاص　　لكم ان هذا لشئ عجاب

Marfat.com

یا برا کام کیا کہ تم کو گناہوں سے چھڑایا۔ تمہاری یہ بات نہایت عجیب ہے۔

فان قلتموا انهم احسنوا ولم يفعلوا غير عين الصواب

اگر تم یہ جواب دو کہ یہود کا یہ فعل نہایت مستحسن اور عین صواب تھا

اقل فعلام تعادو نهم ومن يصنع الخير يجز الثواب

تو پھر میں یہ کہوں گا کہ تم یہودیوں سے دشمنی کیوں رکھتے ہو جو خیر اور بھلائی کا کام کرے اس کو جزائے خیر ملنی چاہیے نہ یہ کہ اس سے دشمنی کی جائے۔

فان قلتموا انهم اجرموا بصلب الا له وبئس المصاب

اور اگر یہ کہو کہ انہوں نے خدا کو صلیب دے کر جرم کا ارتکاب کیا

اقل كيف هذا ولو لاه ما تخلصتمو من وحيم المآب

تو میں یہ کہوں گا کہ یہود اگر صلیب دے کر جرم کا ارتکاب نہ کرتے تو تم گناہوں کے برے انجام سے رہا نہ ہوتے یہودیوں کا یہ جرم ہی کفارہ کا سبب بنا۔

وهل رضى الصلب ام مكره عليه فما هو فصل الخطاب

نیز یہ بتلاؤ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب دینے سے راضی تھے یا ناراض تھے اس بارہ میں کیا قول فیصل ہے۔

فان قلتمو صلبه عن رضى لتكفير ذنب امرئ منه تاب

اگر یہ کہو واقعۂ صلیب حضرت مسیح کی خوشی اور رضامندی سے تھا تا کہ اس شخص کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس نے گناہ کر کے توبہ کر لی۔

واعنى به ادم الفضل من لمولاه مما جنى قد اناب

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جنہوں نے لغزش کے بعد اپنے مولا کی طرف رجوع کیا۔

وسامحه الله من فضله وذا بعد توفيقه للمتاب

اور جن کو اللہ ہی نے اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق دی اور اپنے ہی فضل سے ان کی خطا

Marfat.com

کو معاف کیا اور خلافت کا تاج ان کے سر پر رکھا۔

فانتم کذبتم علی ربکم لما صح من فعله فی الکتاب

تو ہم یہ کہیں گے کہ تم غلط کہتے ہو کہ حضرت مسیح یہود کے اس فعل سے راضی تھے اس لئے کہ انجیل میں تصریح ہے۔

فقد کان یھرب من صلبه ویبکی علی نفسه بانتحاب

کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے بھاگنا چاہتے تھے اور روتے تھے

ویدعوا اجرنی اله السما بفضلك من ذی الامور الصعاب

اور خدا کو پکارتے تھے کہ اے آسمان کے خدا مجھ کو ان مصیبتوں سے چھڑا

وایلی ایلی نادی بها لم الیوم ترکنی للعذاب

اور ایلی ایلی کہتے تھے کہ اے خدا مجھ کو دشمن کے عذاب میں کیوں ڈال دیا

اذا کان یمکن یاخالقی خلاصی فافعله یاخیر آب

اے باپ اگر میری رہائی ممکن ہو تو مجھ کو ان دشمنوں سے چھڑا اور نجات دے۔ ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اس سے بالکل راضی نہ تھے۔

فھذا دلیل علی انه لمولاہ عبد بغیر ارتیاب

اور مصیبت کے وقت خدا کو پکارنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح بلاشبہ خدا کے بندے تھے۔

وھذا دلیل علی انکم کذبتم وقلتم خلاف الصواب

نیز یہ تمام امور اس امر کی بھی واضح دلیل ہیں کہ تمہارا یہ قول (کہ حضرت مسیح صلیب سے راضی تھے) بالکل غلط ہے۔

وان قلتم الصلب قھرا جری فیاعجز رب قوی الجناب

اور اگر یہ کہو کہ جبراً و قہراً ان کو صلیب دی گئی تو پھر خدائے قادر و توانا کا بندوں کے سامنے عاجز ہونا لازم آتا ہے۔

Marfat.com

بتعلیقه فوق عود الصلیب لقد جآء ہ اللعن من کل باب

کہ بندوں نے زبردستی خدا کو صلیب پر لٹکایا اور لعنت نے آکر ہر طرف سے خدا کو گھیر لیا

اجیبوا سؤالی ولا تھملوا فان السکوت علیکم یعاب

میرے اس سوال کا جواب دو آپ جیسے فضلاء کا نہ جواب دینا اور سکوت کر جانا نہایت معیوب ہے

وھاقد نصحت وما ارتجی بنصحی لکم غیر حسن الثواب

میں نصیحت کر چکا اور خدا سے اجر اور ثواب کا امیدوار ہوں

وموتی علی دین خیر الوریٰ وان لا اری ھول یوم الحساب

اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر میرا خاتمہ ہو اور قیامت کے مصائب سے محفوظ رہوں۔ آمین۔

فان تقبلوہ فذا مقصدی وفیه سروری ولی یستطاب

اگر تم میری اس نصیحت کو قبول کرو تو یہ عین مقصد ہے اور میری انتہائی مسرت اور خوشی ہے۔

والا فانتم علی دینکم وقد بان ماکان خلف الحجاب۔

ورنہ تم کو اپنا دین مبارک ہو۔ خوب سمجھ لو کہ حق سے پردہ اٹھ چکا ہے۔

Marfat.com

الجُنُونُ فُنُونٌ

انہی فاضل ادیب شیخ احمد علی ملیجی کا یہ دوسرا قصیدہ ہے جس کو فاضل مرحوم نے الجنون فنون کے نام سے موسوم کیا ہے وہ بھی ترجمہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین ہے۔

قوم عیسی قد تغالوا فیه جهلاً وضلالاً

نصاریٰ نے حضرت مسیح کے بارہ میں اپنی جہالت اور گمراہی سے بہت غلو کیا

حیث قالوا مذ اتاهم انت ربٌّ قال لا لا

جب حضرت مسیح آئے تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے رب ہیں حضرت مسیح نے فرمایا ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

ما انا الا عبید اعبد الله تعالی

میں تو اللہ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں

فاجابوه عِنادا لم نصدق ذا المقال

نصاریٰ نے جواب دیا کہ ہم آپ کی اس بات کو نہیں مانیں گے

ان یکن ماقلت حقا وصحیحا لا محالا

اگر یہ صحیح ہے کہ آپ خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں

کیف من غیر نکاح جئت یانوراً تلالا

تو اے نور مجسم (خطاب بہ حضرت مسیح) اگر تو خدا نہیں تو پھر بغیر نکاح کے کیسے پیدا ہوا

قال ما هذا عجیب یورث الفکر اشتغالا

حضرت مسیح نے فرمایا یہ کوئی عجیب بات نہیں جس سے فکر کو تشویش میں ڈالا جائے

ما انا الا کجدّی ادم فی الخلق حالا

میں پیدائش میں اپنے جد امجد حضرت آدم کے مشابہ ہوں ان کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں۔

Marfat.com

فعصوه ثم قالوا　　　انت رب لاجدالا

نصاریٰ نے کہا۔نہیں۔ہم تو آپ کو خدا ہی مانیں گے۔

فاقصر القول ودعنا　　　یا الھا لن یزالا

اے مسیح آپ توان باتوں کو رہنے دیجئے آپ تو ہمارے خدا ہی ہیں

فاعجبوا یاقوم منھم　　　زادھم ربی خبالا

اے اقوام عالم نصاریٰ کی ان باتوں کو سنو اور تعجب کرلو۔اللہ تعالیٰ نصاری کی بد عقلی میں برکت اور ترقی دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔اعباد المسیح لنا سؤال　　　نرید جوابه ممن دعاه

اے مسیح بن مریم کے پرستش کرنے والو! ہمارا تم سے ایک سوال ہے جو شخص ان کو خدا کہتا ہو اس سے جواب چاہتے ہیں۔

۲۔ اذا مات الا له بصنع قوم　　　اما توه فما ھذا لا له

جس خدا کو کوئی قوم اپنی تدبیر سے مار ڈالے وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔خدا تو غالب ہوتا ہے مغلوب خدا نہیں ہوتا۔

۳۔ وھل ارضاه مانالوه منه　　　فبشراھم اذا نالوا رضاه

اور نصاریٰ یہ بتلائیں کہ یہود کے اس ناپاک فعل (یعنی قتل وصلب کے جس کے آپ قائل ہیں) نے حضرت مسیح کو خوش کیا یا ناراض کیا۔اگر یہود نے اس فعل سے حضرت مسیح کی خوشنودی حاصل کی ہے تو آپ کو چاہئے کہ یہود کو بشارت اور مبارک باد دیں۔

٤۔وان سخط الذی فعلوه فیه　　　فقوتھم اذا اوھت قواه

اور اگر حضرت مسیح یہود کے اس نازیبا فعل یعنی قتل اور صلب سے ناراض ہوئے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی قوت نے حضرت مسیح کی قوت کو کمزور بنا دیا۔گویا کہ بندے خدا

Marfat.com

پر غالب آ گئے۔

۵۔وھل بقی الوجود بلا اله   سمیع یستجیب لمن دعاه

اور جب آپ کے نزدیک حضرت مسیح صلیبی موت سے مر گئے تو یہ بتلائیے کہ یہ عالم کون بغیر خداوند سمیع و بصیر اور مجیب الدعوات کے کیسے باقی رہا؟

٦۔ وھل خلت الطباق السبع لما   ثوی تحت التراب وقد عداه

اور آپ کے نزدیک جب خدا صلیبی موت سے مر کر مٹی کے نیچے مدفون ہو گیا تو یہ بتلائیے کہ یہ ساتوں آسمان کیا خدا سے خالی رہ گئے۔

۷۔وھل خلت العوالم من اله   یدبرھا وقد سُمرت یداه

اور آپ کے نزدیک جب خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگادی گئیں تو کیا یہ سارے جہاں اپنے تدبیر کرنے والے خدا سے خالی ہو گئے؟

۸۔وکیف تخلت الاملاك عنه   بنصرھم وقد سمعوا بکاه

اور آسمان اور زمین کے فرشتے حضرت مسیح سے کیسے علیحدہ رہے۔فرشتے صلیب پر ان کے گریہ وبکا اور فریاد سنتے رہے مگر کوئی مدد نہ کی۔

۹۔ وکیف اطاقت الخشبات   حمل الا له الحق مشدوداً قفاه۔

اور نصاریٰ یہ بتلائیں کہ چند لکڑیوں میں خدا کے اٹھانے کی طاقت کہاں سے آئی جس حال میں دشمنوں نے خدا کی گردن کو باندھ دیا تھا حالانکہ وہ صلیب کی لکڑی بھی اسی کی مخلوق تھی۔

۱۰۔وکیف دنی الحدید الیه حتی   یخالطه وتلحقه اذاه

اور لوہے کی کیسے مجال ہوئی کہ خدا کے قریب جائے اور اس کو تکلیف اور ایذا پہنچائے۔

۱۱۔وکیف تمکنت ایدی عداه   وطالت حیث قد صفعوا قفاه

Marfat.com

اور دشمن جو اسی خدا کے بندے تھے ان کو یہ کیسے قدرت ہوئی کہ اپنے ناپاک ہاتھوں کو خدا کی طرف دراز کریں اور اس کے طمانچے لگائیں۔

١٢۔ وهل عاد المسيح الى حياة ام المحيى له رب سواه

اور پھر مرنے کے بعد حضرت مسیح کس طرح دوبارہ زندہ ہوئے۔ وہ کون پروردگار ہے جس نے ان کو دوبارہ حیات عطا کی۔

١٣۔ ويا عجبا لقبر ضم ربا واعجب منه بطن قد حواه

اور تعجب ہے اس قبر پر جس نے اپنے اندر خدا کو چھپالیا۔ اور اس سے زائد تعجب اس شکم مادر پر ہے جس نے اپنے احاطہ میں خدا کو محفوظ رکھا۔

١٤۔ اقام هناك تسعا من شهور لدى الظلمات من حيض غذاه

اور پھر نو مہینے تک پیٹ کی تاریکیوں میں خدا کا قیام رہا اور خون مادر اس کی غذا رہی

١٥۔ وشق الفرج مولوداً صغيراً ضعيفاً فاتحاً للثدى فاه

اور پھر شرمگاہ سے اس کی ولادت ہوئی ایسی حالت میں کہ منہ پستان کے لئے کھلا ہوا تھا

١٦۔ ويا كل ثم يشرب ثم ياتى يلازم ذاك هل هذا اله

اور پھر کھانا اور پینا اور بشری حاجتیں ان کے ساتھ لازم و ملزوم بنی رہیں کیا اتنی حاجتوں والا بھی خدا ہو سکتا ہے۔

١٧۔ تعالىٰ الله عن افك النصارى سيسأل كلهم عما افتراه

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ان بہتانوں سے پاک اور بری ہے۔ قیامت کے دن اس افتراء کی بازپرس ہوگی۔

اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے اور رسول برحق تھے۔ جب ان کے دشمنوں نے ان کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیج

Marfat.com

کر زندہ اور صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا اور وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی مسجد میں ان کا نزول ہوگا اور مسلمان ان کے ساتھ ہوں گے اور مسلمانوں کے پیشوا اور امام ہوں گے اور تمام عیسائی جو تثلیث کے قائل ہیں وہ سب ان کے ہاتھ پر تائب ہوں گے اور مسلمانوں کی طرح نصاریٰ بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور رسول مانیں گے اور دجال اور یہودیوں کو قتل کریں گے تا کہ ان کے اس زعم فاسد کا کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر کے صلیب پر لٹکایا، باطل ہونا دنیا کے سامنے ظاہر جائے۔

واخردعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین وعلینا معهم برحمتك یا ارحم الراحمین۔

محمد ادریس کان اللّٰہ له وکان هو لِلّٰہِ امین۔

۲۱ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۸۰ھ

Marfat.com

القول المحکم
فی نزول بن مریم

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَعَلَیۡنَا مَعَھُمۡ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ط۔

اَمَّا بَعۡدُ عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وبارک وسلم جو بنی اسرائیل میں مریم عذراء کے بطن سے بغیر باپ کے نفخہ جبرائیل سے پیدا ہوئے اور پھر بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور یہود بے بہبود نے جب ان کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے ان کو زندہ آسمان پر لے گئے اور جب قیامت کے قریب دجال ظاہر ہوگا جو قوم یہود سے ہوگا اس وقت یہی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ جو اس وقت یہود کا بادشاہ اور سردار ہوگا۔

نکتہ نمبر ا: یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کیا اور ان کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اللہ تعالیٰ وقیامت کے قریب ان کو آسمان سے اسی طرح اتارے گا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں گے کہ یہود جھوٹ بولتے تھے کہ ہم نے ان کو قتل کیا ہے۔ وہ زندہ تھے آسمان سے نازل ہو کر تمہارے سردار کو قتل کریں گے اور تم سب کو ذلیل وخوار کریں گے۔

نکتہ نمبر ۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنس بشر سے ہیں۔ کفار کے شر سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مدت معینہ کیلئے آسمان پر اٹھایا اور طویل عمر عطا فرمائی۔ جب عمر شریف اختتام کے قریب ہوگی اور زمانہ وفات کا نزدیک ہوگا تو آسمان سے زمین پر

Marfat.com

اتارے جائیں گے تاکہ زمین پر وفات ہو۔ کیونکہ کوئی انسان آسمان پر فوت نہ ہوگا۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔ ہم نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور پھر اسی سے نکالیں گے۔

نکتہ۳: دجال اوّلاً نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ عیسیٰ بن مریم اس مدعی نبوت اور الوہیت کے قتل کے لئے آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مستحق قتل ہے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور متواترہ اور اجماع سے ثابت ہے اور انجیل بھی اسکی شاہد ہے جیسا کہ ہم عنقریب اس کو ثابت کریں گے۔

دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں یہ دعویٰ کیا کہ احادیث میں جس مسیح موعود کے نزول کی خبر دی گئی ہے اس سے اس کے مثیل اور شبیہ کا آنا مراد ہے اور وہ میں (یعنی خود مرزا) ہوں اور وہ مسیح بن مریم جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے وہ مقتول اور مصلوب ہوئے اور واقعۂ صلیب کے بعد دشمنوں سے چھوٹ کر کشمیر تشریف لائے اور ستاسی سال زندہ رہ کر شہر سری نگر کے محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے۔

افسوس اور صد افسوس

کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس سفید جھوٹ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں مگر قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث نبویہ پر ایمان لانے کیلئے تیار نہیں۔ یہ ناچیز اہل اسلام کی ہدایت اور نصیحت کیلئے یہ مختصر رسالہ لکھ کر پیش کر رہا ہے جس میں آنے والے مسیح موعود کی علامتوں اور نشانیوں کو قرآن اور حدیث سے بیان کیا ہے تاکہ مسلمان کسی دھوکہ اور اشتباہ میں نہ رہیں اور یہ سمجھ لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آنے والے مسیح کی علامتیں بیان فرمائی ہیں مرزا صاحب میں ان کا کہیں نام ونشان بھی نہیں۔

Marfat.com

مرزائیوں سے مخلصانہ اور ہمدردانہ استدعاء

اہل اسلام سے عموماً اور مرزائیوں سے خصوصاً نیاز مندانہ اور ہمدردانہ استدعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو خوب غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ مسیح موعود کی جو علامتیں ان احادیث میں آئی ہیں ان کا کوئی شمہ بھی مرزا صاحب میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ دنیا فانی اور آنی جانی ہے۔ ایمان بڑی دولت ہے اس کی حفاظت نہایت ضروری ہے خوب غور اور فکر کریں اور حق جل شانہ کی طرف رجوع کریں اور دعا کریں کہ اے اللہ ہم کو صحیح علم اور صحیح فہم عطا فرما۔ اور گمراہی سے بچا اور قبول حق کی توفیق عطا فرما اور استقامت کی لازوال دولت سے مالا مال فرما۔ آمین ثم آمین۔

اب میں دلائل شروع کرتا ہوں اور حق جل شانہ کی رضا اور خوشنودی اور اس کی رحمت اور عنایت کا طلب گار اور امیدوار ہوں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ فَأَقُوْلُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَبِيَدِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

قرآن کریم

اوّلاً ہم قرآن کی وہ آیتیں پیش کرتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کا اجمالاً ذکر ہے۔ بعد میں احادیث نبویہ کو ذکر کریں گے جن میں اس کی پوری تفصیل ہے اور اس درجہ تفصیل ہے کہ جس میں ذرہ برابر بھی تاویل کی گنجائش نہیں اور بعد ازاں اجماع امت نقل کریں گے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔

(۱) قال تعالیٰ وان من اهل الكتٰب الّا ليؤ منن بهٖ قبل موتهٖ ويوم القيامةِ يكونُ عليهم شهيداً۔

اور نہیں باقی رہے گا اہل کتاب میں سے کوئی شخص مگر حضرت عیسیٰ کے

Marfat.com

مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لائے گا اور قیامت کے
دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہونگے۔

جمہور اہل علم کا قول ہے کہ اس آیت میں بہٖ اور قبل موتہٖ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ ''نہیں رہے گا کوئی شخص اہل کتاب میں مگر البتہ ضرور ایمان لے آئے گا (زمانہ آئندہ یعنی زمانہ نزول میں) عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہونگے'' چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

''نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الّا البتہ ایمان آرد بعیسیٰ پیش از مردن او وروز قیامت عیسیٰ گواہ شد بر ایشاں۔(فائدہ) مترجم می گوید یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند۔'' انتہیٰ۔

امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر اپنی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں زمانہ نزول کے اس واقعہ کا ذکر ہے جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ تفصیل کیلئے تفسیر ابن کثیر کی مراجعت فرمائیں اور یہی تفسیر ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ سے منقول ہے۔ حافظ عسقلانی فتح الباری ص ۳۵۶ ج ۶ میں فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم سے یہی تفسیر منقول ہے۔ اس آیت میں ایک اور قرأت بھی ہے جس کا ذکر ہم نے اپنے رسالہ کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ میں کیا ہے۔ ناظرین کرام اس کی مراجعت کریں۔

(۲) قال اللہ عزوجل وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطان انہ لکم عدو مبین۔

اور تحقیق وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام بلا شبہ علامت ہیں قیامت کی پس اس بارے میں تم ذرہ برابر شک اور تردد نہ کرو اور (اے محمد ﷺ آپ کہد یجئے کہ) اس بارے میں میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے

Marfat.com

کہیں شیطان تم کو اس راہ سے نہ روک دے تحقیق وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو علامات قیامت ماننا یہی سیدھا راستہ ہے اور جو اس سے روکے وہ شیطان ہے۔ امام حافظ عماد الدین بن کثیر فرماتے ہیں کہ انہ لعلم للساعۃِ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونا مراد ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور مجاہدؒ اور ابو العالیہؒ اور ابو مالکؒ اور عکرمہؒ حسن بصریؒ اور قتادہؒ اور ضحاک وغیرہ سے منقول ہے جیسا کہ وان من اھل الکتاب۔ الایۃ اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ کا نزول قبل از قیامت ثابت اور محقق ہے (تفسیر ابن کثیر ص ۱۴۶ ج ۹)

حضرت مسیح بن مریم کی حواریین کو اپنے نزول کی بشارت

اور جھوٹے مسیحوں اور جھوٹے نبیوں کی خبر اور ان سے خبر دار رہنے کی ہدایت

''خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کردے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں''۔ الخ انجیل متی باب ۲۴۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹے مدعیان مسیحیت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق حضرت عیسیٰ کی ہدایت اور اپنے نزول کے متعلق حواریین کو بشارت ہدیہ ناظرین کریں تاکہ موجب بصیرت اور باعث طمانیت ہو۔ وہو ہذا۔

انجیل متی باب ۲۴، ورس اوّل

(۱) اور یسوع ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا (۳) اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ آیا ئیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا کیا نشان ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار!

Marfat.com

کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (۱۱) اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ (۱۲) اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی (۱۳) مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا اور بادشاہی (۱۴) کی اس خوش خبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو تب خاتمہ ہوگا (۲۱) کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک (۲۲) ہوئی نہ کبھی ہوگی۔

اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت (۲۳) اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ (۲۴) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ (۲۵) دیکھو میں نے تم سے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ (۲۶) پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی (۲۷) پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا (۲۸) آنا ہوگا۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے۔ (۲۹) اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور (۳۰) آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ (۳۱) آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اپنے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے۔

Marfat.com

اجماعِ امت

علامہ سفارینی شرح عقیدۂ سفارینیہ ص۹۰ ج۲ پر لکھتے ہیں۔

"اما الاجماع فقد اجمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة مما يعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمديه وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها ويتسلم الامر من المهدى ويكون المهدى من اصحابه واتباعه كسائر اصحاب المهدى حتى اصحاب الكهف الذين هم من اتباع المهدى كمامر۔"

شیخ اکبر قدس اللہ سرہ فتوحات مکیہ کے باب (۷۳) میں فرماتے ہیں۔

لا خلاف فى انه ينزل فى اخر الزمان۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ (عیسیٰ بن مریم) آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔

ابوحیان تفسیر بحر محیط اور النہر الماد میں لکھتے ہیں: اجتمعت الامة علىٰ ان عيسىٰ حى فى السماء وانه ينزل فى اخر الزمان على ما تضمنه الحديث المتواتر (ص ٤٧٣ ج ٢۔)

مرزا غلام احمد کا اقرار واعتراف

"اس بات پر تمام سلف اور خلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسیٰ جب نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل ہوگا۔" ازالۃ الاوہام ص ۵۶۹ حصہ دوم، سطر ۶۔ دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ آنے والا مسیح وہی عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرے ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

''اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل جاوے گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ و ص ۴۹۹)۔

احادیث نزول عیسیٰ بن مریم صلی اللّٰہ علی نبینا وعلیہ وسلم

اس بارہ میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل اور مفصل رسالہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کا ہے جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ مع حوالۂ کتب احادیث نزول کو جمع فرمایا ہے میرے علم میں اب تک اس موضوع پر اس کتاب سے زیادہ کوئی جامع کتاب نہیں لکھی گئی ہے کتاب درحقیقت زہریٰ وقت شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کا املاء ہے جس کو مولانا المحترم مفتی محمد شفیع صاحب نے مرتب فرما کر اہل اسلام کیلئے ایک گراں قدر علمی اور دینی تحفہ پیش کیا۔ جزاہ اللّٰہ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ اب ہم چند منتخب احادیث ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:۔

حدیث اوّل: عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیرویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احدحتی تکون السجدۃالواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھاثم یقول ابو ھریرۃواقرواان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہٖ قبل موتہٖ ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیدًا۔ (رواہ البخاری ومسلم ص ۸۷ ج ۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم

Marfat.com

حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے یعنی شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جنگ کو ختم کردیں گے اور مال کی اتنی بہتات کردیں گے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور (اس وقت) ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہو جائے گا یعنی عبادت کا ذوق اور شوق دلوں میں اس درجہ پیدا ہو جائے گا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابوھریرہؓ کہتے تھے کہ (اس کی تائید کے لئے) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنۡ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ۔ الایۃ یعنی کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ ضرور بالضرور عیسیٰ پر عیسیٰ کی وفات سے پہلے ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰؑ) ان پر شاہد ہوں گے۔

حدیث دوم: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (رواہ البخاری ومسلم ص۸۷ ج ۱) وفی لفظۃ لمسلم فامکم وفی لفظۃ اخری فامکم منکم واخرجہ احمد فی مسندہ۔ ص۳۳۶ ولفظہ کیف بکم اِذا نزل الخ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود نبی اور رسول ہونے کے امام مہدی کا اقتداء کریں گے۔

ف: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اور امام مہدی دو شخص الگ الگ ہیں۔ امام مہدی امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ ان کی اقتداء کریں گے۔

حدیث سوم: عن النواس بن سمعانؓ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال۔ الیٰ ان قال فبینا ھو کذلك اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھروذتین واضعا کفیہ

Marfat.com

على اجنحة ملكين اذا طأطأ راسه قطرواذا رفعه تحدرمنه جمان كا للؤلوء فلا يحل لكافر يجدريح نفسه الامات ونفسه ينتهى الى حيث ينتهى طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله۔ الحديث بطوله۔ رواه مسلم ص ٤٠٢ ج ٢ ،وابوداود ص ١٣٥ ج ٢ والترمذى ص ٤٧ ج ٢ ،واحمد فى مسنده ص ١٨١ ج ٤ و ص ١٨٢ ج ٤۔

نواس بن سمعان سے مروی ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور دیر تک اس کا حال بیان فرمایا (اور آیت کا بیچ کا حصہ ہم نے چھوڑ دیا) اور پھر اخیر میں یہ فرمایا کہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ یکا یک عیسیٰ بن مریم دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر آسمان سے اس شان سے نازل ہوں گے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس میں سے بوندیں ٹپکیں گی اور جب سر کو اٹھائیں گے تو اس سے موتی کے سے قطرے ڈھلکیں گے اور جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا لگے گی وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی یہاں تک کہ وہ دجال کو (دمشق کے) باب لُد مقام پر پائیں گے اور اس کو قتل کردیں گے۔ اس حدیث کو مسلم نے ص ۴۰۲ ج ۲ اور ابوداؤد نے ص ۱۳۵ ج ۲ اور ترمذی نے ص ۴۷ ج ۲ اور امام احمد نے مسند میں ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲ ج ۴ پر روایت کیا ہے۔

حدیث چہارم: وعن ابى هريرةؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس بينى وبين عيسىٰ بنى وانه نازل فاذا رايتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض بين ممصوتين كان راسه يقطروا ن لم يصبه بلل فيقاتل الناس على الاسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزيرويضع الجزية ويهلك الله فى زمانه الملل كلها الاالاسلام ويهلك المسيح الدجال فيمكث فى الارض اربعين سنةثم يتوفى فيصلى عليه المسلمون (رواه ابو داود ص ١٣٥ ج ٢) واخرجه احمد فى مسنده وزاد فيه ويهلك الله فى

Marfat.com

زمانه المسیح الدجال ثم یقع الامانة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمارمع البقروالذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان والغلمان بالحیات لاتضرهم فیمکث ماشاء اللّٰہان یمکث ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون ویدفنونه۔وقال الحافظ العسقلانی رواه ابوداودواحمد باسناد صحیح۔فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶ باب نزول عیسیٰ بن مریم۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ (عیسیٰ بن مریم) نازل ہونے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو (ان علامتوں سے) ان کو پہچان لینا وہ ایسے شخص ہوگے جن کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان ہوگا دو رنگین کپڑے پہنے ہوں گے (ان کا جسم ایسا شفاف ہوگا) گویا ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس میں تری نہ پہنچی ہو پھر اسلام کے لئے لوگوں سے قتال کریں گے۔صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذہبوں کو مٹادے گا سوائے اسلام کے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو ہلاک کردیگا۔ پھر وہ (عیسیٰ بن مریم زمین پر چالیس سال رہیں گے اس کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے (یہ روایت ابوداؤد کی ہے اور امام احمد کی مسند میں اس کے ساتھ یہ اضافہ اور ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو ہلاک کردے گا اور امانت داری تمام روئے زمین پر قائم ہوجائے گی۔یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے پھر جب تک اللہ چاہے گا وہ زمین پر رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے (حافظ عسقلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد اور امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے) فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶ باب نزول عیسیٰ بن مریم۔

حدیث پنجم: عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

Marfat.com

علیه وسلم لقیت لیلة اسری بی ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ علیهم السلا م فذکروا امر الساعة فردوا امرهم الی موسیٰ فقال لاعلم لی بها فردوا امرهم الی ابراهیم فقال لا اعلم لی بها فردوا امرهم الی عیسی فقال اما وجبتها فلا یعلم بها احد الا اللّٰه و فیما عهد الی ربی ان الدجال خارج و معی قصیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص۔

(مسند امام احمد مصنف ابن ابی شیبة سنن بیهقی)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب معراج میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملا پھر انہوں نے قیامت کا تذکرہ کیا اور سب نے اپنے اس امر کی تحقیق کے لئے حضرت ابراہیم کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے قیامت کے وقت کا کوئی علم نہیں پھر سب نے حضرت موسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ مجھ کو قیامت کے وقت کا علم نہیں پھر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کے وقوع کا علم تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں مگر جو احکام مجھے دیئے گئے ہیں ان میں ایک بات یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور اس وقت میرے ہاتھ میں دو لکڑیاں ہوں گی جب وہ مجھ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔

حدیث ششم: اخبرنا ابوعبد اللّٰه الحافظ انا ابوبکر ابن اسحاق انا احمد بن ابراهیم ثنا ابی بکیر ثنی اللیث عن یونس عن ابن شهاب عن نافع مولی ابی قتادة الانصاری قال ان ابا هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم انتهی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہوگا تمہارا جب کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہونگے اور تمہارا امام تم میں سے

Marfat.com

ہوگا۔(اسناد اس روایت کی صحیح ہے)اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۱ میں اس کو لکھا ہے۔

تنبیہ:۔ اس روایت میں نزل کے ساتھ من السماء کا لفظ صراحۃً موجود ہے۔

حدیث ہفتم: عن ابن عباس مرفوعاقال الدجال اول من یتبعه سبعون الفا من الیهود علیهم التیجان (الی قوله)قال ابن عباس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فعند ذلك ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء الی جبل افیق اماما هادیاوحکما عادلاعلیه برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال فاذا اقتل الدجال تضع الحرب اوزارهافکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلا یهیجه ویا خذالحیة فلا تضره تنبت الارض کنباتهاعلی عهدادم ویو من به اهل الارض ویکون الناس اهل ملة واحدة۔(اسحاق بن بشیر ۔کنز العمال ص۲٦۸ ج۷)۔

حضرت ابن عباسؓ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ دجال کے اولین اتباع کرنے والے ستر ہزار یہودی ہونگے جو سبز اونی چادر اوڑھے ہونگے (آگے چل کر) حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے افیق پہاڑ پر امام اور ہادی اور حاکم اور عادل ہوکر نازل ہوں گے اور ان پر ان کا برنس ہوگا۔ وہ متوسط القامت اور کھلے ہوئے بال والے ہونگے۔ ان کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کردیں گے اور جب دجال کو قتل کرڈالیں گے تو لڑائی بالکل ختم ہوجائے گی اور اس درجہ امن اور سکون ہوجائے گا کہ آدمی شیر کے سامنے آئے گا تو اس سے شیر غصہ میں نہ بھرے گا اور سانپ کو آدمی اٹھائے گا تو وہ اس کو نہ کاٹے گا اور زمین سے پیداوار حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ جیسی ہونے لگے گی اور روئے زمین کے تمام لوگ ان پر (عیسیٰ بن مریم) ایمان لے آئیں گے اور تمام لوگ ایک ملت (اسلامی) بن جائیں گے۔(اسحٰق بن بشیر۔ کنز العمال ص ۲٦۸ ج ۷)

Marfat.com

حدیث ہشتم: عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجاحاجا او معتمرا اولیا تین قبری حتی یسلم علی ولا ردّن علیہ۔ (مستدرك حاکم)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ضرور ضرور اتریں گے حاکم ہوکر اور سردار منصف ہوکر اور ضرور وہ سفر کریں گے حج یا عمرہ کے اور وہ ضرور آئیں گے میری قبر کے پاس اور ضرور وہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا ان کو جواب دوں گا۔

حدیث نہم: عن مجمع بن جاریۃؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم قال یقتل ابن مریم الدجال بباب لدّ۔ ھذا حدیث صحیح وفی الباب عن عمران بن حصین ونافع بن عیینۃ وابی برزۃ وحذیفۃ ابن اسید وابی ھریرۃ وکیسان وعثمان ابن ابی العاص وجابر و ابی امامۃ وابن مسعود وعبد اللہ بن عمرو وسمرۃ ابن جندب والنواس بن سمعان وعمر وبن عوف وحذیفۃ ابن الیمان (ترمذی ص ۵۲ ج ۲ کتاب الفتن)

حضرت مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مریم دجال کو باب لُد (دمشق میں ایک جگہ) میں قتل کریں گے یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس باب میں عمران بن حصین اور نافع بن عیینہ اور ابو برزہ اور حذیفہ بن اسید اور ابو ہریرہ اور کیسان اور عثمان بن ابی العاص اور جابر اور ابوامامہ اور ابن مسعود اور عبداللہ بن عمرو اور سمرہ بن جندب اور نواس بن سمعان اور عمرو بن عوف اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے حدیثیں منقول ہیں۔

حدیث دہم: عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی لارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فید فن معی فی قبرفاقوم انا وعیسیٰ ابن

Marfat.com

مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفأ
کتاب الاذاعہ ص ۷۷۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے)اور نکاح کریں گے اوران کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس (زمین پر) ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ قبر میں مدفون ہوں گے اور قیامت کو میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ابوبکر وعمر کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔

اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے۔

فَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ دس حدیثیں مکمل ہوئیں

احادیث نبویہ

سرور عالم خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے قریب پیش آنے والے بہت سے واقعات کی خبر دی ہے جن میں نزول مسیح اور خروج دجال اور ظہور مہدی کی بھی خبر ہے۔

چونکہ حضرت مسیح کا نزول اور قتل دجال اور ظہور مہدی یہ واقعات نہایت اہم تھے اس لئے حضور پرنور نے جس صراحت اور وضاحت کے ساتھ ان ہر سہ امور کو بیان فرمایا شاید ہی کسی اور علامت قیامت کو اس تفصیل اور صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہو۔نزول مسیح کے بارے میں جو احادیث منقول ہوئیں علاوہ غیر معمولی تواتر اور کثرت کے ان میں حقیقت نزول کی اس درجہ صراحت اور وضاحت کر دی گئی کہ کسی ملحد اور زندیق کے لئے ذرہ برابر تاویل کی گنجائش نہیں رہی مثلاً احادیث میں حضرت مسیح کا نام اور لقب اور کنیت اور کیفیت

Marfat.com

ولادت اور والدہ مطہرہ کا نام اور ان کی طہارت ونزاہت اور حضرت زکریا کی کفالت میں ان کی تربیت اور پھر حضرت مسیح کی صورت اور شکل اور قد وقامت اور ان کی نبوت ورسالت اور ان کے معجزات اور یہود بے بہبود کی دشمنی اور عداوت اور رفع الی السماء اور قیامت کے قریب ملک شام میں آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا اور نزول کے بعد چالیس پینتالیس سال دنیا میں رہنا اور نزول کے بعد نکاح کرنا اور اولاد کا ہونا۔ اور تمام روئے زمین پر اسلام کی حکومت قائم کرنا اور سوائے دین اسلام کے کسی مذہب کو قبول نہ کرنا۔ یہودیت اور نصرانیت کو یک لخت صفحۂ ہستی سے مٹا دینا اور لوگوں کے دلوں سے بغض اور کینہ کا نکل جانا اور مال پانی کی طرح بہا دینا اور صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا اور ہندوستان پر فوج کشی کے لئے لشکر روانہ کرنا اور حج بیت اللہ کرنا اور پھر مدینہ منورہ میں وفات پانا اور روضۂ اقدس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہونا اور اس کے سوا اور بھی علامتیں ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں بغرض اختصار صرف ان پر اکتفا کیا گیا۔

ناظرین ذرا انصاف تو فرمائیں

کہ کیا ان تصریحات کے بعد بھی کوئی ابہام اور اشتباہ باقی رہ گیا ہے اور کیا مرزائے قادیان میں ان میں سے کوئی ایک صفت بھی پائی جاتی ہے۔ اور دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا جو تمام مسلمانوں کا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس کی تصریح ہے۔

مرزائیوں کی تحریف

اور کیا تصریحات کے تحت اب بھی مرزائیوں کی اس تحریف کی کوئی گنجائش ہے کہ احادیث میں نزول مسیح سے مثیل مسیح مراد ہے۔

سبحان اللہ نزول سے تو ولادت کے معنی مراد ہو گئے اور مسیح سے مثیل مسیح مراد ہو گیا اور

Marfat.com

مریم سے مرزا صاحب کی ماں، چراغ بی بی مراد ہوگئی اور دمشق اور بیت المقدس اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا جو لفظ احادیث میں آیا ہے ان سب سے قادیان مراد ہو گیا کیونکہ قادیان ان سب کی سمت میں واقع ہے اور باب لُد جو کہ ملک شام میں ایک جگہ ہے اور جہاں حضرت مسیح دجال کو قتل کریں گے اس سے مرزا صاحب کے نزدیک لدھیانہ مراد ہو گیا اور قتل دجال سے مناظرہ میں کسی عیسائی کو شکست دینا مراد ہو گیا۔ سبحان اللہ کیا دیوانہ اس سے بڑھ کر کچھ اور کہہ سکتا ہے؟

نیز مرزا صاحب کو کرشن مہاراج ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور کرشن مہاراج کافروں اور بت پرستوں کا اوتار ہے ظاہر ہے وہ مسیح بن مریم کے عین اور مثیل نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح کی صفات اور کرشن مہاراج کی صفات کا ایک ہونا قطعاً محال ہے۔

عدالت کی ایک نظیر

اگر عدالت سے کسی شخص کے نام کوئی ڈگری ہو جائے اور کوئی دوسرا شخص عدالت میں یہ دعویٰ دائر کرے کہ وہ ڈگری جس شخص کے نام ہوئی ہے اس سے وہ شخص حقیقةً مراد نہیں بلکہ اس کا مثیل اور شبیہ مراد ہے اور وہ مثیل اور شبیہ میں ہوں اور اس کی جائے سکونت سے میری جائے سکونت مراد ہے کیونکہ میری جائے سکونت اس کی جائے سکونت کی سمت اور محاذات میں واقع ہے تو کیا عدالت اس دعویٰ کی سماعت کی اجازت دے سکتی ہے؟ مقام حیرت ہے کہ مکاتبات اور سرکاری مراسلات میں صرف نام اور معمولی پتہ کافی ہو جاتا ہے اور کسی کو اشتباہ نہیں ہوتا لیکن حضرت مسیح بن مریم کے بارے میں باوجود ان بے شمار تصریحات کے اشتباہ کی گنجائش لوگوں کو نظر آتی ہے۔ اور قادیان کے ایک دہقان کی ہرزہ سرائی اور مجنونانہ بکواس کے سننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا دیوانہ گفت ابلہ باور کرد۔ کوئی شخص کسی کے نام کا خط یا رجسٹری یہ کہہ کر وصول نہیں کرسکتا کہ میں مکتوب الیہ کا شبیہ اور مثیل ہوں اور میرا مکان اسی سمت میں واقع ہے۔ مرزا صاحب اگر ڈاکیہ سے

Marfat.com

کسی کے نام کی رجسٹری یہ کہہ کر وصول کر لیتے کہ میں اس مکتوب الیہ کا مثیل اور شبیہ ہوں اسی وقت مسئلہ مماثلت کی حقیقت منکشف ہو جاتی یا مثلاً کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں پاکستان کا گورنر جنرل ہوں اس لئے کہ قائداعظم تو مر چکے ہیں اور میں ان کا ظل اور بروز ہو کر آیا ہوں لہٰذا میرا حکم ماننا ضروری ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اگر کسی کا بروز ہو سکتے ہیں تو مسیلمۂ کذاب اور اسود عنسی کا بروز ہو سکتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب دعوائے نبوت اور مسیحیت اور مہدویت میں صادق ہو سکتے ہیں تو دوسرے مدعیان نبوت اور مسیحیت اور مہدویت جو مرزا صاحب سے پہلے گذر چکے یا آئندہ آئیں گے ان کے کاذب ہونے کی کیا دلیل ہے اس کو بتلایا جائے۔

احادیث نزول کا تواتر

نزول عیسیٰ بن مریم کی احادیث باجماع محدثین درجہ تواتر کو پہنچی ہیں اب ہم بطور نمونہ چند ائمہ حدیث وتفسیر کی شہادتیں اس بارہ میں پیش کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ اماما عدلا وحکما مقسطا۔ اور علامہ آلوسی روح المعانی ص ۷۰۶ میں لکھتے ہیں:۔

ولا لقدح فی ذلک (ای ختم النبوة) ما اجتمعت علیہ الامۃ واشتھرت فیہ الاخبار ونطق بہ الکتاب علی قول ووجوب الایمان بہ وکفر منکرہ کالفلاسفۃ من نزول عیسیٰ علیہ السلام فی اخر الزمان لانہ کان نبیا قبل تحلی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالنبوۃ فی ھذہ النشأۃ۔

اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری اور تلخیص الجبیر میں تصریح کی ہے یہ کہ حدیث نزول کی متواتر ہے۔ کذا فی عقیدۃ الاسلام ص ۴۔

علامہ شوکانی اپنی کتاب توضیح میں لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

وجميع ماسقناه بالغ حدالتواتر كمالايخفى على من له فضل اطلاع فتقرر بجمع ماسقناه فى هذاالجواب ان الاحاديث الواردةفى المهدى المنتظرمتواترة والاحاديث الواردة فى الدجال متواترة والاحاديث الواردةنزول عيسىٰ متواترة۔

مرزائے قادیان کی جسارت

مرزائے قادیانی نے اوّل تو یہ کوشش کی کہ نزول مسیح کی روایتوں پر کوئی جرح کرے مگر جب گنجائش نہ ملی تو صحابہ کرامؓ پر زبان طعن درازکی اور بے تحاشا یہ کہہ دیا کہ وہ (یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) ایک غبی شخص تھا۔ (دیکھو اعجاز احمدی ص ۶۹,۵۶) اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق یہ کہہ دیا کہ وہ ایک معمولی انسان تھا۔ (دیکھو اعجاز احمدی ص ۸) سبحان اللہ مرزا صاحب اور ان کے صحابہ تو بڑے ذکی اور سمجھ دار ہیں اور بڑے غیر معمولی انسان ہیں ۔ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مرزا صاحب کے برابر کہاں سمجھ سکتے ہیں۔

مگر جب علماء اسلام نے احادیث نزول کا ایک بے پایاں دفتر پیش کردیا تو مرزا صاحب جھنجھلا کر کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی تھی۔ ازالۃ الاوہام ص ۵۹۶

مطلب یہ ہوا کہ سبحان اللہ مسیح موعود اور دجال کی صحیح حقیقت کو مرزا صاحب تو سمجھ گئے مگر معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نہ سمجھے کہ بجائے مرزا غلام احمد کی ولادت کے عیسی بن مریم کا نزول سمجھ گئے اور کسی حدیث میں یہ نہ فرمایا کہ نزول مسیح سے قادیان ضلع گورداسپور میں مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کا آنا مراد ہے بلکہ ساری عمر یہی فرماتے رہے کہ عیسیٰ بن مریم جن کو اللہ تعالیٰ نے انجیل عطا فرمائے وہ قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے منارۂ شرقی پر آسمان سے اتریں گے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

Marfat.com

حضور ﷺ کے اس بیان سے ساری امت گمراہی میں مبتلا ہوگئی۔ اور ابن چراغ بی بی کو چھوڑ کر ابن مریم کے خیال میں محو ہوگئی حتیٰ کہ چراغ بی بی کے بیٹے کو بصد حسرت یہ شعر کہنے کی نوبت آئی۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور مسلمان یہ پڑھتے ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک　　　کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

(ایک طُرفہ) طرفہ یہ ہے کہ مرزا صاحب جن مسیح بن مریم کے مثیل اور شبیہ ہونے کے مدعی ہیں دل کھول کر ان کو مغلظ گالیاں بھی دیتے ہیں اور ایسی تہمتیں لگاتے ہیں کہ جو آج تک کسی یہودی نے بھی نہیں لگائیں ہم میں تو ان گالیوں کے نقل کی بھی ہمت نہیں ان کے تصور سے بھی دل کانپتا ہے کسی کا دل چاہے تو مرزائیوں سے اور مرزا صاحب کی کتابوں سے اس کی تصدیق کرے سب کو معلوم ہیں۔

مسیح موعود کی صفات اور علامات

حق تعالیٰ شانہ کے فضل اور رحمت اور اس کی توفیق اور عنایت سے امید واثق ہے کہ آیات شریفہ اور احادیث مذکورہ بالا سے ناظرین اور قارئین پر مسیح موعود کی حقیقت اور اس کے نزول کی کیفیت پوری طرح واضح ہوگئی ہوگی لیکن اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کی صفات اور علامات کو ایسی خاص ترتیب کے ساتھ پیش کریں کہ جس سے ناظرین کرام کو مسیح آسمانی اور مرزائے آں جہانی کا فرق آنکھوں سے نظر آئے۔

مرزا صاحب کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مسیح بن مریم وفات پاگئے اس لیے میں غلام احمد باشندہ قادیان مسیح ہوسکتا ہوں۔ یہ دلیل بعینہ ایسی دلیل ہے کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ شہنشاہ انگلستان کا انتقال ہوگیا اس لئے میں ان کے قائم مقام ہوسکتا ہوں۔ بیشک عقلا سب کچھ ممکن ہے لیکن مدعی کیلئے بادشاہ کی صفات اور خصوصیات کا حامل ہونا بھی

Marfat.com

ضروری ہے محض کسی بادشاہ کے مرجانے کو اپنی بادشاہت کیلئے دلیل بنانا مضحکہ خیز ہے اور جو ایسے دلائل سننے پر آمادہ ہو وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

احادیث مذکورہ بالا سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آنے والے مسیح سے وہی عیسیٰ بن مریم رسول اللہ مراد ہیں جن کی ولادت اور نبوت اور معجزات کے واقعات، قرآن کریم میں مذکور ہیں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مراد نہیں کہ جو ان کا مثیل اور شبیہ ہو۔

عہد صحابہ اور تابعین سے لیکر اس وقت تک پوری امت کے علماء اور صلحاء اور مجددین نے یہی سمجھا اور یہی عقیدہ رکھا کہ نزول مسیح سے اسی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جو نبی کریم علیہ السلام سے چھ سو برس پہلے بنی اسرئیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے اور جن پر انجیل نازل ہوئی اور مریم عذراء کے بطن سے بغیر باپ کے نفخۂ جبریل سے پیدا ہوئے جن کا مفصل قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

مرزائیوں سے ایک سوال

کیا کوئی مرزائی کسی حدیث یا صحابی یا تابعی یا امت محمدیہ میں سے کسی عالم کا کوئی قول پیش کر سکتا ہے کہ قرآن اور حدیث میں جس مسیح بن مریم کے نزول کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا غلام احمد ہے جو چراغ بی بی کے پیٹ سے قادیان میں پیدا ہوا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور مرزا غلام احمد کا باپ غلام مرتضیٰ موجود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پھر ابو ہریرہؓ کا حدیث نزول کو روایت کر کے بطور استشہاد آیت کا پڑھنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود انہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے جن کے بارے میں یہ آیت اتری کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں۔ امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث وتفسیر کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا بھی اس امر کی صریح دلیل ہے۔ کہ احادیث میں انہی عیسیٰ بن مریم کا نزول مراد ہے جن کی توفی اور رفع الی السماء کا

Marfat.com

قرآن کریم میں ذکر ہے قرآن اور حدیث میں جہاں مسیح بن مریم کا ذکر آیا ہے دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

بے مثال جھوٹ

مرزا اور مرزائیوں کا یہ دعویٰ کہ آنے والے مسیح بن مریم سے مرزا غلام احمد پنجابی مراد ہے۔ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں۔

مرزائی جماعت سے ایک اور سوال

جب آپ کے نزدیک حقیقۃً مسیح کا آنا مراد نہیں بلکہ مثیل اور شبیہ کا آنا مراد ہے تو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے جن لوگوں نے نبوت اور مسیحت کا دعویٰ کیا ان کے کاذب ہونے کی کیا دلیل ہے۔ آپ کے نزدیک مرزا سے پہلے جن لوگوں نے نبوت اور مسیحت کے دعوے کئے وہ بھی جھوٹے تھے اور جنہوں نے مرزا کے بعد نبوت اور مسیحت کے دعوے کئے وہ بھی جھوٹے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل بیان کیجئے۔ جس دلیل سے یہ سب مدعی جھوٹے ہیں اسی دلیل سے آپ بھی جھوٹے ہیں اور جس دلیل سے آپ سچے ہیں اسی دلیل سے یہ بھی سچے ہیں بلکہ مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور اقرار اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مرزا صاحب اپنے اعتقاد میں بھی اصلی مسیح نہیں بلکہ نقلی اور جعلی مسیح ہیں اور نقلی اور جعلی چیز جھوٹی اور کھوٹی ہوتی ہے اور جعلی سکہ کو قبول کرنا دانشمند کا کام نہیں۔ مرزا صاحب کو یقین کامل تھا کہ میں اصلی مسیح نہیں اس لئے اپنے کو مثیل مسیح بتلاتے تھے اور پھر طرّہ یہ کہ اس نقل اور جعل کو اصل سے افضل اور اکمل بتلاتے تھے۔

اب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چند صفات اور علامات کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ ناظرین بخوبی یہ معلوم کرسکیں۔ کہ مرزائے قادیان کا یہ دعویٰ کہ میں مثیل مسیح ہوں اگر صحیح ہے تو مرزا صاحب اپنے میں ان صفات اور علامات کا ہونا ثابت کریں جو آنے والے

Marfat.com

مسیح کی احادیث میں مذکور ہیں۔

الفاظ حدیث اوران کا مطلب مرزائے آں جہانی پران کا انطباق

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے دراں حالے کہ وہ حاکم اور عادل ہوں گے شریعت محمدیہ کے موافق فیصلہ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں آنے والے مسیح کے اوصاف بیان فرمائے۔ پہلا وصف یہ کہ وہ ابن مریم ہوگا۔

یعنی اس مریم کا بیٹا ہوگا جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور مرزائے آں جہانی غلام مرتضیٰ کا بیٹا تھا جو چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ابن مریم کے نزول سے ابن غلام مرتضیٰ قادیانی کی پیدائش مراد ہے حدیث کے ساتھ تمسخر ہے۔ دوسرا اور تیسرا وصف اس آنے والے مسیح کا یہ بیان فرمایا کہ وہ دنیا کا حاکم اور عادل ہوگا۔ مرزا صاحب کو قادیان جیسے گاؤں کی بھی حکومت حاصل نہ تھی اہل صلیب کے محکوم اور دعا گو تھے (اور علیٰ ہذا) عدل اور انصاف پر قادر بھی نہ تھے۔ جب کبھی مرزا صاحب پر کہیں کوئی ظلم ہوتا تو اس کے عدل وانصاف کے لئے انگریزی عدالت میں عدل وانصاف کی درخواست پیش کرتے اور گورداسپور کے حکام سے ملتے اور کچہری میں جا کر ادب سے ان کو سلام کرتے اور صلیب پرستوں کا ٹکٹ اور انکا سکہ استعمال کرتے۔

Marfat.com

فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ۔

یعنی وہ مسیح نازل ہو کر صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ یعنی آپ کے دور حکومت میں عیسائیت اور یہودیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور کوئی صلیب پرست اور خنزیر خور باقی نہ رہے گا۔ خنزیر کے قتل کو خاص طور پر اس لئے ذکر فرمایا کہ تمام جانوروں میں خنزیر بے حیائی اور بے غیرتی میں مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ جو قومیں خنزیر کھاتی ہیں وہ ہی بے حیائی اور بے غیرتی میں مشہور ہیں۔ حضرت مسیح کی آمد کی برکت سے زمین سے بے غیرتی اور بے حیائی نیست اور نابود ہو جائے گی۔ بے غیرتی اور بے حیائی اور اس قسم کے عیش وعشرت کے سامان سب ختم فرمادیں گے۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ بے غیرت آدمی کبھی بہادر نہیں ہوتا جب بے غیرتی آتی ہے دل سے شجاعت نکل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ عظیم میں گوروں کی فوج اس شجاعت کے ساتھ نہ لڑسکی جو مسلمانوں کی فوجوں نے جاپان اور جرمن کے مقابلہ میں بہادری دکھلائی۔ بہادر تو مسلمان ہی ہے۔ صاحب بہادر بہادر نہیں اس کے پاس سامان بہت ہے۔ ایک کمزور لڑکی جس کے پاس رائفل ہو ایک نہتے فوجی جرنیل پر گولی چلاسکتی ہے مگر بہادر نہیں کہلاسکتی۔

مرزا صاحب کی آمد سے صلیب اور صلیب پرستوں کو ذرہ برابر کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے آیا ہوں مگر وہ ستون مرزا صاحب کی آمد سے ٹوٹنا تو کیا اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا اور مرزا صاحب مع اپنی تمام امت کے اس کی مضبوطی کے لئے دعا کرتے رہے۔

ویضع الحرب

اور وہ مسیح آکر لڑائی کو اٹھا دے گا۔ اور ایک روایت میں ہے ویضع الجزیۃ یعنی جزیہ کو اٹھا دے گا۔ یعنی سب مسلمان ہو جائیں اور کوئی کافر اور ذمی باقی نہ رہے گا جس پر جزیہ اور خراج لگایا جائے۔

Marfat.com

فائدہ۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاد اور جزیہ کو منسوخ نہیں فرمائیں گے بلکہ اس وقت جہاد اور جزیہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ کیونکہ اس وقت کوئی کافر ہی نہ رہے گا جس سے جہاد کیا جائے اور جزیہ لیا جائے۔ منسوخ تو جب ہوتا کہ کافر باقی رہتے اور پھر ان سے جہاد اور جزیہ اٹھالیا جاتا۔

نیز اس وقت جہاد اور جزیہ کا ختم ہو جانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حکم ہے۔ حضرت عیسیٰ کا حکم نہیں۔ حضرت مسیح نازل ہونے کے بعد شریعت محمدیہ کے اس حکم کو جاری اور نافذ فرمادیں گے۔

مرزا صاحب دوسروں کا جزیہ تو کیا اٹھاتے تھے وہ اپنا ہی جزیہ نہ اٹھا سکے۔ ساری عمر نصاریٰ کے باج گذار رہے اور اپنا افلاس ظاہر کر کے انکم ٹیکس کی معافی کی التجا کرتے رہے۔

ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد

اور مال کو پانی کی طرح بہادیں گے۔ یعنی حضرت مسیح کے زمانہ میں مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ سب غنی ہو جائیں گے اور کوئی صدقہ اور خیرات کا قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

مرزا صاحب کے زمانے میں اس کے برعکس ہوا۔ مرزا صاحب قادیان میں پیدا ہوئے ہندوستان سے اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا اور مسلمان غریب اور فقیر ہوئے حتیٰ کہ مرزا صاحب بھی لوگوں سے اپنے مکان اور لنگر خانہ اور پریس اور کتب خانہ کیلئے چندہ مانگنے پر مجبور ہوئے۔

حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھا

یعنی حضرت مسیح کے زمانہ میں عبادت ایسی لذیذ ہو جائے گی کہ ایک سجدہ کی لذت کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کی دولت حقیر معلوم ہوگی۔ یا یہ معنی ہیں اس زمانہ میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ صرف سجدہ اور عبادت رہ جائے گا۔ صدقہ اور زکوٰۃ کا ذریعہ ختم ہو جائے گا اس لئے کہ سب غنی ہو جائیں گے صدقہ لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔

مرزا صاحب کے زمانہ میں خدا پرستی کے بجائے دنیا پرستی اور زر پرستی کا غلبہ ہوا حتیٰ

Marfat.com

کہ مرزا صاحب کا گھرانہ عشرت کدہ بنا اور ابھی مرزا صاحب کے خلیفۂ راشد مرزا محمود زندہ ہیں ان کے گھرانہ کو جا کر دیکھ لو۔ فرنگی کی معاشرت اور ان کی معاشرت اور سامانِ عیش وعشرت میں کوئی فرق نہ پاؤ گے اور خداوند ذوالجلال سے غفلت کے جملہ سامان تم کو نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس شر اور فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ثم یقول ابوھریرۃ واقرأوا ان شئتم وان من اھل الکتٰب الاّ لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً۔

ابو ہریرۃؓ حضرت مسیح بن مریم کے نزول کی حدیث بیان کرنے کے بعد حاضرین مجلس سے فرماتے کہ تم نزول مسیح کے بارے میں قرآن کریم سے شہادت چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اھل الکتٰب ...الخ یعنی حضرت مسیح کے نزول کے بعد یہود اور نصاریٰ میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا کہ جو حضرت مسیح پر حضرت مسیح کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی تھی ختم ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے زمانے میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

اگرچہ درویشی بود سخت اے پسر ☆ ہم زور درویشی نباشد خوب تر

اس آیت شریفہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تمام لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں اس کے برعکس ہوا۔ یہود اور نصاریٰ تو کیا اسلام میں داخل ہوتے جو پچاس کروڑ مسلمان دنیا میں موجود تھے مرزا صاحب کے آنے کے بعد وہ بھی اسلام سے خارج ہو گیا اور سوائے چند ہزار قادیانیوں کے روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔ مرزا صاحب کے ہاتھ پر اتنے لوگ بھی مسلمان نہ ہوئے جتنا کہ شیخ عبدالقدر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ ہندوستان تو سارا کفرستان تھا اولیاء اللہ اور علماء اور صلحاء کے مواعظ سے کروڑوں ہندو مسلمان ہوئے مگر

Marfat.com

مرزا صاحب کی ذات سے اسلام کو کوئی فائدہ نہ پہنچا مرزا صاحب کی وجہ سے ہندو اور عیسائی تو مسلمان نہ ہوئے البتہ بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اِنّاللّٰہ وِانا اِلیہ راجعون۔

مرزا صاحب کا اپنے اقرار کے بموجب کاذب ہونا

اس متفق علیہ حدیث کی بناء پر تو آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب یہ دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ مرزا صاحب کا مقولہ ہے کہ ''میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے کیلئے آیا ہوں اور اس لئے کہ بجائے تثلیث پرستی کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت شان کو ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' یہ مضمون اخبار البدر مورخہ ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء میں ہے اور اس کی مزید تائید اسی اعلان کے حاشیہ ص ۱۶ و ص ۱۷ سے ہوتی ہے جو حقیقۃ الوحی کے آخر اور تتمہ سے پہلے سے اس کی عبارت یہ ہے ''میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدائے تعالیٰ کے وعدے اٹل ہوتے ہیں اور اس کا ارادہ نہیں رک سکتا۔'' پھر اس حاشیہ کے شروع میں یہ بھی ہے کہ ''میرا یہ اعلان میری طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

بے شک

یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر آپ کی حقیقت واضح کرنے کیلئے واضح اور صریح اعلان آپ کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور مرزائی خصوصاً مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی جانچ

Marfat.com

لیں۔

الحمدللہ. مرزا صاحب دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹنا تو کیا اپنی جگہ سے بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج ہوا اور اسلامی حکومتیں ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختۂ جور و جفا بنے اور مرزائی امت تو نصاریٰ کی زرخرید غلام ہی بن گئی جس کا فریضۂ دینی اور دنیوی نصاریٰ کی شکر گذاری اور دعا گوئی ہو گیا۔ غور تو کیجئے کہ تیرہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوشخبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے معاذ اللہ کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا مداح اور ثنا خواں ہو اور ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو اور اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کیلئے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایۂ رحمت سمجھنا۔

مرزائیو! خدارا غور کرو اور اپنے اوپر رحم کرو

اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور ایک جھوٹے کے پیچھے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور ان احادیث کو پڑھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آنے والے مسیح کے نشانات اور علامات بتلائی ہیں ان میں غور کرو کہ ان کا کوئی شمہ اور شائبہ بھی مرزا صاحب میں پایا جاتا ہے حاشا وکلاّ. بلکہ معاملہ برعکس ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی مسیح موعود کی علامت اور نشانی بتلائی ہے مرزا صاحب میں وہ نشانی صرف مفقود ہی نہیں بلکہ اس کی ضد اور صریح نقیض ان میں موجود ہے۔

Marfat.com

حضرت مسیح بن مریم کی صفات

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے یعنی مسیح کی آمد کے بعد مسلمانوں کے دل کینہ اور عداوت اور حسد سے پاک ہوجائیں گے۔ یہ حضرت مسیح کی آمد کی دسویں نشانی ہے۔ اور یہ حدیث مسند احمد اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں بھی ہے۔ ۱۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گیارھویں نشانی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق الشام کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر آسمان سے نازل ہوں گے جیسا کہ پہلے حدیث سوم میں گذر چکا۔ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہونے کے بعد دجال کو باب لُد پر قتل کریں گے۔

لُد ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ آئیں گے اور پھر مدینہ آئیں گے اور میری قبر پر حاضر ہو کر مجھ پر سلام کریں گے حدیث میں ہے کہ نزول کے بعد چالیس سال زندہ رہیں گے۔

مدینہ منورہ میں وفات پائیں گے اور روضۂ اقدس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہوں گے۔

مرزائے آں جہانی کی جانچ پڑتال

مرزا صاحب کی آمد کے بعد مسلمانوں میں جس قدر اخلاق رذیلہ کی زیادتی ہوئی ہے وہ لوگوں کے سامنے ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نزول مسیح بن مریم سے مجازاً مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کی قادیان میں ولادت مراد ہے۔ مگر منارہ سے حقیقی معنی مراد ہیں اس لئے مرزا صاحب نے نازل ہونے کے بعد چندہ کر کے قادیان میں ایک منارہ تعمیر کرایا جس کا نام منارۃ المسیح رکھا۔ سبحان اللہ نزول تو پہلے ہوگیا اور منارہ بعد میں چندہ اکٹھا کر کے تعمیر کرایا گیا۔ جیسا کہ کسی کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص قضاء حاجت کرنے کے لئے پانی کا برتن لیکر چلا۔ برتن کی

Marfat.com

تلی میں سوراخ تھا اس لئے طہارت تو پہلے کر لی اور قضاء حاجت بعد میں کی اسی طرح مسیح قادیان تو پہلے نازل ہو گئے اور منارہ بعد میں بنوایا کہ آخر کہاں تک حدیثوں میں تاویل کروں اور ساری باتوں کو مجاز پر محمول کروں۔ سوائے منارہ بنانے کے اور کوئی شے قدرت میں نظر نہ آئی۔ اس لئے حدیث میں صرف منارہ کا لفظ حقیقی معنی میں رہ گیا اور باقی سب مجاز اور استعارہ۔

مرزا صاحب کے نزدیک باب لد پر قتل کرنے سے لدھیانہ میں کسی کافر کو مناظرہ میں شکست دینا مراد ہے۔ مرزا صاحب نے نہ حج کیا نہ عمرہ اور نہ مدینہ منورہ میں حاضری نصیب ہوئی۔ مرزا صاحب دعوائے نبوت کے بعد چند سال زندہ رہے۔ مرزا صاحب قادیان میں مرے اور وہیں دفن ہوئے۔

اے مسلمانو! مسیح موعود کی یہ علامتیں جو احادیث میں تم نے پڑھ لی ہیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ان میں سے مرزا صاحب میں کوئی علامت بھی نہیں پائی جاتی اور ان صریح احادیث میں مرزائی جو تاویلیں اور تحریفیں کر کے ان احادیث کو مرزا صاحب پر منطبق کرنا چاہتے ہیں تو ایسی تاویلوں سے جس کا جی چاہے مسیحیت کا دعویٰ کرے اور اس سے بھی بڑھ کر آیات اور احادیث کو اپنے اوپر منطبق کرے اور جس کا جی چاہے ایسے ہوا پرستوں پر ایمان لائے نواب بے ملک اور فرعون بے سامان ایسے ہی لوگوں کی مثال ہے۔

Marfat.com

ضَمِیمَہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے

تمام امت محمدیہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے۔ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا اتباع ان کے رفع الی السماء تک محدود تھا۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام جن وانس پر شریعت محمدیہ کا اتباع واجب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اور رسول ہوں گے مگر ان کا نزول نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگا بلکہ شریعت اسلامیہ اور امت محمدیہ کے ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔ نزول کے بعد انجیل کا اتباع نہیں فرمائیں گے بلکہ کتاب اور سنت کا اتباع فرمائیں گے۔

حافظ عسقلانی ینزل عیسیٰ بن مریم حکماً وعدلاً کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

ای حاکماوالمعنی انه ینزل حاکمابهذه الشریعةفان هذه الشریعة باقیة لا تنسخ بل یکون عیسی حاکما من حکام هذه الامة. فتح الباری ص۳۵٦ ج٦

وقال النووی فی شرح مسلم لیس المراد بنزول عیسیٰ انه ینزل بشرع ینسخ شرعناولا فی الاحادیث شیء من هذابل صحت الاحادیث بانه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعناما هجره الناس ومن الاحادیث الواردةفی ذالك ما اخرجه احمد والبزار والطبرانی من حدیث سمرة عن رسول اللهصلی الله علیه وسلم قال ینزل عیسیٰ بن مریم مصد قا بمحمد

Marfat.com

صلى اللہ علیہ وسلم وعلی ملته فیقتل الدجال ثم وانما هو قیام الساعة. و اخرج الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی البعث بسند جید عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یلبث الدجال فیکم ما شاء اللہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد وعلی ملته اماما مهدیا وحکما عدلا فیقتل الدجال. واخرج ابن حبان فی صحیحه عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ینزل عیسی بن مریم فیؤمهم فاذا رفع راسهم من الرکعة قال سمع اللہ لمن حمده قتل اللہ الدجال واظهر المومنون.

ووجه الاستدلال من هذا الحدیث ان عیسی یقول فی صلوٰته یومئذ سمع اللہ لمن حمده وهذا الذکر فی الاعتدال من خواص صلوٰة هذه الامة کما ورد فی حدیث ذکرته فی کتاب المعجزات والخصائص واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال یهبط المسیح ابن مریم فیصلی الصلوٰت ویجمع الجمع فهذا صریح فی انه ینزل بشرعنالان مجموع الصلوٰت الخمس وصلوٰت الجمعة لم یکونا فی غیر هذه الملة واخرج ابن عساکر من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کیف تهلک امة انا اولها وعیسی ابن مریم آخرها کذا فی الاعلام بحکم عیسی علیه السلام للحافظ السیوطی ص ۲۷۹ ج ۲ من الحاوی۔

یہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی عبارت ہے جن میں ان روایات کو ذکر فرمایا ہے جن میں اس امر کی تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدیہ کے متبع ہوں گے اور آپؑ ہی کی شریعت کے مطابق نماز اور جمعہ اور دیگر عبادات ادا فرمائیں گے۔

شیخ محی الدین بن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ نبوت کا دروازہ

Marfat.com

بعد رسول اللہ کے بند کر دیا گیا اب کسی کو یہ بات میسر نہیں کہ کسی شریعت منسوخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسیٰ علیہ السلام جس وقت اتریں گے تو اسی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔اھ۔

اور امام ربانی شیخ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل کی شریعت کی متابعت کریں گے۔ مکتوبات ص ۳۶ دفتر سوم مکتوب ۱۷۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احکام شریعت کا علم کس طرح ہوگا۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی سوال کے جواب میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام'' ہے جو مصر میں طبع ہوا ہے حضرات اہل علم اصل رسالہ کی مراجعت فرمائیں۔ہم بطور خلاصہ کچھ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:۔

شیخ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ بروز پنج شنبہ ۶ ر جمادی الاولیٰ ۸۸۸ھ میں مجھ سے سوال کیا گیا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد کس شریعت کے مطابق حکم کریں گے آیا اپنی شریعت کے مطابق حکم کریں گے یا شریعت محمدیہ کے مطابق۔ اور اگر شریعت محمدیہ کے مطابق حکم دیں گے تو آپ کو شریعت محمدیہ کے احکام کا علم کیسے ہوگا، اور کیا ان پر وحی نازل ہوگی یا نہیں اور اگر وحی نازل ہوگی تو وحی الہام ہوگی یا وحی ملکی ہوگی یعنی بذریعہ فرشتہ کے وحی نازل ہوگی۔ یہ تین سوال ہوئے۔اب ہم بالترتیب جواب ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

سوال اوّل اور اس کا جواب

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے تفصیل اس جواب کی گذر گئی۔

Marfat.com

سوال دوم اور اس کا جواب

دوسرا سوال یہ تھا کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدیہ کے احکام کا علم کس طرح ہوگا؟ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کے چار طریقے ذکر فرمائے ہیں جن کو ہم اختصار اور وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

طریقہ اوّل (۱): جس طرح ہر نبی اور رسول کو بذریعہ وحی اپنی شریعت کا علم ہوتا ہے اسی طرح ہر نبی کو بذریعہ وحی کے انبیاء سابقین اور لاحقین یعنی گذشتہ اور آئندہ انبیاء کی شریعتوں کا علم بھی ہوتا ہے جبریل علیہ السلام کی زبانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں پیغمبر پر فلاں کتاب نازل ہوئی اور فلاں نبی پر فلاں کتاب نازل ہوئی اور توریت اور انجیل اور زبور میں تو خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ صلی اللہ علی وسلم کے اوصاف مذکور ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے اہم مقاصد میں یہ تھا۔ مُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِی مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُه اَحْمَد یعنی اپنی امت کو اس کی بشارت سنادیں کہ جس نبی آخر الزماںؐ کی تمام انبیاء خبر دیتے آئے اب اس کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بار بار اپنی امت کو اس کی تاکید کی کہ اگر اس

---

(۱) قال السیوطی الطریق الاول ان جمیع الانبیاء قد کانوا یعلمون فی زمانھم بجمیع شرائع من قبلھم ومن بعدھم بالوحی من اللہ علی لسان جبریل وبالتنبیه علی بعض ذالك فی الکتاب الذی انزل علیھم والدلیل علی ذلك انه ورد فی الاحادیث والاثار ان عیسی علیه السلام بشر امته بمجیء النبی صلی اللہ علیه وسلم بعده اکبرھم بجملة من شریعته یاتی بھا تخالف شریعة عیسی وکذلك وقع لموسی وداؤد علیھما السلام الی اخر ما قال ۔ کذا فی الاعلام ص ۲۸۷ ج ۲ من الحاوی۔ بعد ازاں شیخ سیوطیؒ نے توریت اور انجیل اور زبور میں جو بشارتیں حضور پر نور ﷺ کی آمد اور آپ کی شریعت اور صحابۂ کرام کے متعلق ہیں ان کو نقل کیا ہے۔ اہل علم اصل کی مراجعت کریں ۱۲۔

Marfat.com

نبی آخر الزماں کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کے اوصاف بتلائے۔ صحابہؓ کے اوصاف میں یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

اناجیلهم فی صدورهم رهبان باللیل لیوث بالنهار۔
ان کی انجیل ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی یعنی وہ اپنی کتاب یعنی قرآن کے حافظ ہوں گے رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے۔

طریقۂ دوئم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کریم کو دیکھ کر شریعت کے تمام احکام سمجھ جائیں گے نبی اور رسول کا فہم اور ادراک تمام امت کے فہم اور ادراک سے بالا اور برتر ہوتا ہے امت کے تمام فقہاء اور مجتہدین نے مل کر جو شریعت کے احکام کو سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تنہا فہم وادراک ہزاراں ہزار درجہ اس سے بلند و برتر ہوگا۔ نبی کی قوت قدسیہ بمنزلہ آفتاب کے ہے اور فقہاء اور ائمہ اجتہاد کی قوت ادراکیہ بمنزلہ ستاروں کے ہے۔

طریقۂ سوئم: حافظ ذہبی اور حافظ سبکی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے صحابی بھی ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے اپنی وفات سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ علاوہ شب معراج کے بار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنا روایات سے ثابت ہے۔ پس جس طرح صحابۂ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ آپ کی شریعت کا علم حاصل ہوا اسی طرح اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا علم حضور سے بلا واسطہ ہوا ہو تو کوئی مستبعد نہیں۔ خصوصاً جبکہ احادیث میں ہے کہ حضور[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ابن مریم کے درمیان کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں وہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے جب عیسی علیہ السلام حضور پرنور کے

---

[1] روی ابن عساکر عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا ان ابن مریم لیس بینی وبینه نبی ولا رسول الا انه خلیفتی فی امتی بعدی۔ کذا فی الاعلام ص ۱۶۱ ج ۲ من الحاوی ۱۲

Marfat.com

خلیفہ ہوں گے تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے واقف ہوں گے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور صحابی بھی۔ اور حضورؐ کے آخری صحابی ہیں یعنی سب سے اخیر میں حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگی۔ باقی تمام صحابہ حضرت عیسیٰ سے پہلے گذر گئے۔ کذافی الاعلام ص ۱۶۱ ج ۲ من الحاوی۔

طریقہ چہارم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت بیداری بار بار ملاقات فرمائیں گے اور جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ براہِ راست بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمالیں گے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں حضرات انبیاء سابقین کی ارواح طیبہ سے ملاقات فرماتے تھے۔ مکہ مکرمہ سے جب معراج کے لئے براق پر روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان حضرات نے حضورؐ کو سلام کیا اور حضورؐ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

پس جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف فرما تھے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام عالم برزخ میں تھے اور ملاقات ہوتی رہی اور سلام وکلام ہوتا رہا۔ حضور نے شب اسراء میں بیت المقدس میں امامت فرمائی اور تمام ابنیاء نے حضورؐ کی اقتداء کی اسی طرح اس کا برعکس بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس عالم میں تشریف فرما ہوں اور حضورؐ پرنور عالم برزخ میں ہوں اور طرفین میں ملاقات ہو سکے اور افاضہ اور استفاضہ کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

وان جماعة من ائمة الشريعة نصوا على ان من كرامة الولی انه يری النبی صلی الله عليه وسلم ويجتمع به فی اليقظة ويا خذ عنه ماقسم له من المعارف والمواهب وممن نص علی ذلك من ائمة الشا فعية الغزالی

Marfat.com

والبارزی و التاج بن السبکی والعفیف الیافعی و من ائمة المالکیة القرطبی وابن ابی جمرة وابن الحاج فی المدخل وقد حکی عن بعض الاولیاء انه حضر مجلس فقیه فروی ذلك الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه و من این لك هذا فقال ۔هذا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واقف علی راسك یقول انی لم اقل هذا الحدیث و کشف للفقیه فراه۔ وقال الشیخ ابوالحسن الشاذلی لو حجبت عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم طرفة عین ما عددت نفسی مع المسلمین۔

اور ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ ولی کی کرامات میں سے یہ ہے کہ وہ حالت بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا اور آپ کی ہم نشینی کا شرف حاصل کرتا ہے اور آپ سے علوم و معارف میں سے جو اس کیلئے مقدر ہے حاصل کرتا ہے اور ائمہ شافعیہ میں سے امام غزالیؒ اور بارزیؒ اور تاج الدین سبکی اور عفیف یافعیؒ نے، اور ائمہ مالکیہ میں سے قرطبی ابن ابی جمرہؒ اور ابن حاجؒ نے مدخل میں تصریح کی ہے۔ اور بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے ان سے ان فقیہ نے کوئی حدیث روایت کی تو ان ولی نے یہ فرمایا کہ یہ حدیث تو باطل ہے۔ تو فقیہ نے فرمایا کہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ دیکھئے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سرہانے تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو نہیں کہا اور ان فقیہ کو بھی مکشوف ہوا اور انہوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بحالت بیداری اپنی آنکھوں سے زیارت کی۔ اور شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضورؐ کی زیارت سے حجاب میں رہوں تو میں اپنے کو مسلمان نہ سمجھوں۔

فاذا کان هذا حال الاولیاء مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فعیسی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اولیٰ بذلك ان یجتمع به ویاخذ عنه ما اراد من احکام الشریعة من غیر احتیاج الی اجتهاد ولا تقلید الحفاظ کذا فی

Marfat.com

الاعلام ص ۱۶۳ ج ۲ من الحاوی۔

پس جب اولیاء کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ حال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بدرجۂ اولیٰ آپ کے ساتھ مجتمع ہوں گے اور آپؐ سے جو چاہیں گے احکام شرعیہ کا استفادہ فرمائیں گے۔ اور آپ کو کسی اجتہاد یا حفاظ حدیث کی تقلید کی حاجت نہ ہوگی۔ الاعلام ص ۱۶۳ ج ۲ من الحاوی۔

سوال سوم اور اس کا جواب

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوگی اور وحی کس قسم کی ہوگی وحی نبوت ہوگی یا وحی الہام؟ جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نبوت کا نزول ہوگا۔ مسند احمد اور صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی میں نواس بن سمعانؓ کی حدیث میں ہے

كذلك اوحى الله الى عيسى ابن مريم الىٰ قد اخرجت عبادًا من عبادى لا بد ان لهم بقتا لهم فحرز عبادى الى الطور فيبعث الله يأجوج ومأجوج۔ الحديث۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی آئے گی کہ تم مسلمان کو لیکر کوہ طور پر چلے جاؤ۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے بعد وحی کا نزول ہوگا۔ اور لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبریل امین زمین پر نہیں آئیں گے یہ بالکل بے اصل ہے۔ شب قدر میں ملائکہ اور جبریل امین کا زمین پر اترنا قرآن اور حدیثؐ سے ثابت ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ حدیث میں ہے کہ جنب کو حالت جنابت میں بغیر وضو کے نہ سونا چاہئے مجھے اندیشہ ہے کہ جبریل امین اسکی موت کے وقت حاضر نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ مرتے وقت مومن کے پاس فرشتے اور جبریل امین حاضر ہوتے ہیں اگر مرتے وقت وہ باوضو ہو۔

Marfat.com

وقد زعم زاعم ان عیسی بن مریم اذا نزل لا یوحی الیه وحیا حقیقیا بل وحی الهام وهذا القول ساقط مهمل لامرین احدهما منا بذاته الحدیث المذکور و الثانی ان ما توهمه هذا الزاعم من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لان عیسیٰ علیه السلام نبی فای مانعؐ الخ کذا فی الا علام ص ۱۶۵ ج ۲ من الحاوی۔

پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر حقیقی وحی کا نزول نہ ہوگا بلکہ وحی الہام ہوگی۔ یہ زعم فاسد اور مہمل ہے۔ اول تو اس حدیث کے خلاف ہے جو بیان کر چکے۔ دوم یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور نبی سے وصف نبوت کبھی زائل نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم

ظہور مہدی

''مہدی'' لغت میں ہدایت یافتہ شخص کو کہتے ہیں۔ معنی لغوی کے لحاظ سے ہر ہدایت یافتہ شخص کو مہدی کہہ سکتے ہیں لیکن احادیث میں جس مہدی کا ذکر آیا ہے۔ اس سے ایک شخص مراد ہیں جو اخیر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہوں گے۔

ظہور مہدی کے بارہ میں احادیث اور روایات اس درجہ کثرت کے ساتھ آئی ہیں کہ درجہ تواتر کو پہنچی ہیں اور اس درجہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ آئی ہیں کہ اُن میں ذرہ برابر اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ مثلاً امام مہدی کا کیا نام ہوگا۔ ان کا حلیہ کیا ہوگا، ان کی جائے ولادت کہاں ہوگی اور جائے ہجرت اور جائے وفات کہاں ہوگی، کیا عمر ہوگی، اپنی زندگی میں کیا کیا کریں گے، اول بیعت ان کے ہاتھ پر کہاں ہوگی، اور کتنی مدت تک ان کی سلطنت اور فرماں روائی رہے گی وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ تفصیل کے ساتھ ان کی علامتیں احادیث میں مذکور ہیں۔

تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں امام مہدی کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں وہ

Marfat.com

ایک مستقل باب میں درج ہیں۔ شیخ جلال الدین نے امام مہدی کے بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں ان تمام احادیث کو جمع کیا ہے جو امام مہدی کے بارے میں آئی ہیں۔ العرف الوردی فی اخباری المهدی۔ (جو چھپ چکا ہے) علامہ سفارینی شرح عقیدۂ سفارینیہ میں ان تمام احادیث کی تلخیص کی ہے اور ان کو خاص ترتیب سے بیان کیا ہے۔ حضرات اہل علم شرح عقیدۂ سفارینیہ ص ۶۷ ج ۲ کی مراجعت کریں۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ مہدی موعود اولاد فاطمہؓ سے ہوں گے۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی من عترتی من اولاد فاطمة (رواہ ابوداؤد) اور امام مہدی کے آل رسول اور اولاد فاطمہؓ سے ہونے کے بارے میں روایات اس درجہ کثیر ہیں کہ درجۂ تواتر تک پہنچ جاتی ہیں۔ شرح عقیدۂ سفارینیہ ص ۶۹ ج ۲۔

۲۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ ہو جائے۔ اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔

۳۔ حدیث میں ہے ان کی پیشانی کشادہ اور ان کی ناک اوپر سے کچھ اٹھی ہوئی اور بیچ میں سے کسی قدر چپٹی ہوگی۔ رواہ ابوداؤد۔

۴۔ حدیث میں ہے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ہوگی۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔

۵۔ حدیث میں ہے کہ امام مہدی خلیفہ ہونے کے بعد تمام روئے زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔

۶۔ حدیث میں ہے کہ جب امام مہدی مدینہ سے مکہ آئیں گے تو لوگ ان کو پہچان کر ان سے بیعت کریں گے اور اپنا بادشاہ بنا دیں گے اور اس وقت غیب سے یہ آواز آئے گی۔ هذا خليفة الله المهدی فاسمعوا له واطيعوا۔

خدا تعالیٰ کا خلیفہ مہدی یہ ہے اس کے حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

Marfat.com

اور بے شمار روایات سے امام مہدی کا کافروں پر جہاد کرنا اور روئے زمین کا بادشاہ ہونا ثابت ہے۔

ناظرین غور کریں

کہ مرزا صاحب میں امام مہدی کی صفات کا کوئی شمہ بھی تو ہونا چاہیئے جب ہی تو دعوائے مہدیت چسپاں ہو سکے گا۔ ورنہ صفات تو ہوں کافروں اور گمراہوں کی اور دعویٰ ہو مہدی ہونے کا۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

ایک ضروری تنبیہ

کتب حدیث میں سے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم، امام مہدی کے ذکر سے خالی ہیں۔ لیکن دیگر کتب معتبرہ میں ظہور مہدی کی روایتیں اس قدر کثیر ہیں کہ محدثین نے ان کا تواتر تسلیم کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ بخاری اور مسلم نے احادیث صحیحہ کا استیعاب نہیں کیا۔ بخاری اور مسلم میں کسی حدیث کا نہ ہونا اسکے غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ مسند احمد اور سنن ابی داؤد اور ترمذی وغیرہ میں صدہا اور ہزارہا ایسی روایتیں ہیں جو بخاری اور مسلم میں نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو شخص ہیں

ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور امام مہدی دو شخص علیحدہ علیحدہ ہیں۔ عہد صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی شخص ہوگا۔

صرف مرزائے قادیان کہتا ہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں اور میں ہی مہدی ہوں اور پھر

Marfat.com

اسکے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ میں کرشن مہاراج بھی ہوں اور آریوں کا بادشاہ بھی ہوں اور حجراسود بھی ہوں اور بیت اللہ بھی ہوں اور حاملہ بھی ہوں اور پھر خود ہی مولود ہوں ۔ سب کچھ ہوں گے مگر مسلمان نہیں ۔

یہ مرزائے قادیان کا ہذیان ہے ۔ جس کا جی چاہے اس پر ایمان لائے اور جس کا جی چاہے اس کا کفر کرے ۔ امنت باللہ و کفرت بالطاغوت ۔ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ۔ احادیث نبویہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں ۔

(۱) حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے نبی اور رسول ہیں ۔ اور امام مہدی امت محمدیہ کے آخری خلیفۂ راشد ہیں ۔ جن کا رتبہ جمہور علماء کے نزدیک ابوبکرؓ اور عمرؓ خلفائے راشدین کے بعد ہے امت میں ۔ امت محمدیہ میں سے صرف ابن سیرینؒ کو تردد ہے کہ امام مہدی کا رتبہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے برابر ہے یا ان سے بڑھ کر ہے ۔ شرح عقیدۂ سفارینیہ ص ۸۱ ج ۲ میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں ۔ احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہی ثابت ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد مرتبہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا ہے العرف الوردی ص ۷۷ ج ۲ من الحاوی ۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مریم بتول کے بطن سے بغیر باپ کے نفخۂ جبرئیل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی آل رسول سے ہیں قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے ۔ والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا ۔ اب صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ بن مریم اور مہدی ایک شخص نہیں بلکہ دو شخص ہیں ۔

(۳) احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی کا ظہور پہلے ہوگا ۔ اور امام مہدی روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے ۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ کا نزول ہوگا ۔ حضرت عیسیٰ نازل ہونے کے بعد امام مہدی کے طرز عمل اور طرز حکومت کو برقرار

Marfat.com

رکھیں گے۔ (کذافی الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۶۲ ج من الحاوی) اسے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اور امام مہدی دو علیحدہ شخص ہیں۔

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ امام مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ منورہ ان کا مولد (جائے ولادت اور مہاجر (جائے ہجرت) بیت المقدس ہوگا۔ (العرف الوردی ص ۷۳ ج من الحاوی) اور بیت المقدس ہی میں امام مہدی وفات پائیں گے اور وہیں مدفون ہوں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کے ایک عرصہ بعد وفات پائیں گے اور مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ ص ۸۱ ج ۲)

(۵) احادیث میں ہے کہ امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں صبح کی نماز کے لئے مصلے پر کھڑے ہوں گے یکا یک منارہ شرقی پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ امام مہدی حضرت عیسیٰ کو دیکھ کر مصلے سے ہٹ جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے نبی اللہ! آپ امامت فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ یہ اقامت تمہارے لیے کہی گئی۔ امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ اقتداء فرمائیں گے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ رسول ہونے کی حیثیت سے نازل نہیں ہوئے۔ بلکہ امت محمدیہ کے تابع اور مجدد ہونے کی حیثیت سے آئے ہیں۔ العرف الوردی ص ۸۴ ج ۲ و ص ۶۵ ج ۲ و شرح العقیدہ السفارینیہ ص ۸۳ ج ۲۔

(۶) حضرت عیسیٰ بمنزلہ امیر کے ہوں گے اور امام مہدی بمنزلہ وزیر کے ہوں گے اور دونوں کے مشورے سے تمام کام انجام پاویں گے۔ شرح عقیدۂ سفارینیہ ص ۹۱ ج ۲ و ص ۹۲۔

Marfat.com

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:۔

لامهدی الاعیسی بن مریم

نہیں ہے کوئی مہدی مگر عیسی بن مریم

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسی دونوں ایک ہی شخص ہیں:۔

جواب

یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث صحیح نہیں محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف اور غیر مستند ہے۔ قال الحافظ العسقلانی. قال ابوالحسن الخسعی الالدی فی مناقب الامام الشافعی تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسی لیصلی خلفه وذکر ذلك رداً للحدیث الذی اخرجه ابن ما جة عن انس وفیه لا مهدی الا عیسی فتح الباری ص ۳۵۸ ج٦

دوم یہ کہ یہ حدیث ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسی بن مریم اور امام مہدی کا دو شخص ہونا آفتاب کی طرح واضح ہے۔

اور اگر اس حدیث کو تھوڑی دیر کیلئے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہ کہا جائے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم سے بڑھ کر کوئی شخص ہدایت یافتہ نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت عیسی نبی مرسل ہوں گے اور امام مہدی خلیفہ راشد ہوں گے نبی نہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ غیر نبی کی ہدایت نبی اور رسول کی ہدایت سے افضل اور اکمل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ نبی کی ہدایت معصوم عن الخطا ہوتی ہے اور عصمت خاصہ انبیاء کا ہے اولیاء محفوظ ہوتے ہیں۔

جیسے حدیث میں ہے کہ لافتی الاعلی کوئی جوان شجاعت میں علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

کے برابر نہیں اور یہ معنی نہیں کہ دنیا میں سوائے علی کے کوئی جوان نہیں ۔اسی طرح اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کوئی کوئی مہدی اور کوئی ہدایت یافتہ عصمت اور فضیلت اور علو منزلت میں عیسی بن مریم کے برابر نہیں (کذافی العرف الوردی ص ۸۵ ج ۲)

قال المناوی اخبار المهدی لا یعارضها خبر لا مهدی الا عیسی بن مریم لان المرادبه کما قال القرطبی لا مهدی کا ملامعصو ماالاعیسی کذافی فیض القدیر ص ۲۷۹ ج۶

وقال الشیخ السیوطیؒ فی العرف الوردی ص ۸۶ ج ۲ من الحاوی ۔ قال القرطبی ویحتمل ان یکون قو له علیه السلام ولا مهدی الاعیسی ای لا مهدی کاملا معصوما الا عیسی قال و علی هذا تجمع الاحادیث ویرفع التعارض و قال ابن کثیر هذا الحدیث فیما یظهر لی ببادئ الرائ مخالف لاحادیث الواردة فی اثبات مهدی غیر عیسی بن مریم وعند التامل لاینا فیها بل یکون المراد من ذلك ان المهدی حق المهدی هو عیسی لا ینفی ذلك ان یکون غیره مهدیا ایضاً انتهیٰ۔

مرزا کا مہدی ہونا محال ہے

اس لئے مہدی کی جو علامتیں احادیث میں مذکور ہیں وہ مرزا میں قطعاً مفقود ہیں۔

۱۔امام مہدی امام حسن بن علی کی اولاد سے ہوں گے اور مرزا مغل اور پٹھان تھا، سید نہ تھا۔

۲۔امام مہدی کا نام محمد۔ اور والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ اور مرزا کا نام غلام احمد اور باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

۳۔امام مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور پھر مکہ آئیں گے۔ مرزا صاحب نے کبھی مکہ اور مدینہ کی شکل بھی نہیں دیکھی ان کو یقین تھا کہ مدینہ میں اسلامی حکومت ہے۔

Marfat.com

وہاں مسیلمۂ پنجاب کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو یمامہ کے مسیلمۂ کذاب کے ساتھ ہوا تھا۔ جیسا کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مرزا صاحب حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ بھی نہ کر سکے۔

۴۔ امام مہدی روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے اور دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے، اور مرزا صاحب تو اپنے پورے گاؤں (قادیان) کے بھی چودھری نہ تھے۔ جب کبھی زمین کا کوئی جھگڑا پیش آتا تو گرداس پور کی کچہری میں جا کر استغاثہ کرتے۔ خود فیصلہ نہیں کر سکتے تھے ورنہ گرفتار ہو جاتے۔

۵:۔ امام مہدی ملک شام میں جا کر دجال کے لشکر سے جہاد وقتال کریں گے اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودیوں کا لشکر ہوگا۔ امام مہدی اس وقت مسلمانوں کی فوج بنائیں گے اور دمشق کو فوجی مرکز بنائیں گے۔ مرزا صاحب نے دجال کے کس لشکر سے جہاد وقتال کیا؟ اور دمشق اور بیت المقدس کا دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔

اسکے علاوہ احادیث نبویہ میں امام مہدی کے متعلق اور بھی بہت سے امور مذکور ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی مرزا صاحب پر منطبق نہیں۔

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک طویل مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں جس کا بلفظہ ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے:۔

''قیامت کی علامتیں جن کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے سب حق ہیں۔ ان میں کسی کا خلاف نہیں۔ یعنی آفتاب عادت کے برخلاف مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے۔ دجال نکل آئے گا اور یاجوج وماجوج ظاہر ہوں گے۔ دابۃ الارض نکلے گا۔ اور دھواں جو آسمان سے پیدا ہوگا وہ تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب دے گا۔ اور لوگ بے قرار ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس عذاب سے ہم کو دور کر۔ ہم ایمان لائے۔ اور اخیر کی علامت وہ آگ ہے جو عدن سے نکلے گی۔ بعض نادان

Marfat.com

گمان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اہل ہند میں سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہی مہدی موعود ہوا ہے پس ان کے گمان میں مہدی گذر چکا ہے اور فوت ہو گیا ہے اور اسکی قبر کا پتہ دیتے ہیں کہ فراء میں ہے۔ احادیث صیحہ جو حد شہرت بلکہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں ان لوگوں کی تکذیب کرتی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو علامتیں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی بیان فرمائی ہیں ان لوگوں کے معتقد شخص کے حق میں مفقود ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے کہ مہدی موعود آئیں گے ان کے سر پر ابر ہوگا۔ اس ابر میں ایک فرشتہ ہوگا جو پکار کر کہے گا کہ یہ شخص مہدی ہے۔ اسکی متابعت کرو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام زمین کے مالک چار شخص ہوئے ہیں جن میں سے دو مومن ہیں دو کافر۔ ذوالقرنین اور سلیمان مومنوں میں سے ہیں۔ اور نمرود و بخت نصر کافروں میں سے اس زمین کا پانچواں مالک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہوگا۔ یعنی مہدی علیہ الرضوان۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا فانی نہ ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث نہ فرمائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے موافق اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ زمین کو جور وظلم کی بجائے عدل وانصاف سے پر کر دے گا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہوں گے۔ اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اور دجال کے قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔ اور ان کی سلطنت کے زمانہ میں زمانہ کی عادت اور نجومیوں کے حساب کے برخلاف ماہ رمضان کی چودھویں تاریخ کو سورج گہن اول ماہ میں چاند گہن لگے گا۔ نظر انصاف سے دیکھنا چاہئے یہ علامتیں اس مردہ شخص میں موجود تھیں یا نہیں۔ اور بھی بہت سے علامتیں ہیں جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں دو سو تک علامتیں لکھی ہیں۔ بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ مہدی موعود کا حال واضح ہونے کے باوجود لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ ھداھم اللہ سبحانہ

Marfat.com

الی سواء الصراط۔ (اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے)"

(منقول از ترجمہ مکتوبات ص۲۲۰ دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۳۷۳ھ یوم چہارم شنبہ

جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

Marfat.com

لَطَائِفُ الْحِکَم

فِی اِسْرَارِ نُزُوْلِ عِیْسیٰ بْنِ مَرْیَمؑ

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَعَلَیۡنَا مَعَھُمۡ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ط۔

اَمَّا بَعۡدُ

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ والف الف تحیہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے۔ اس وقت اس مختصر رسالہ میں حضرت مسیح بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام کے رفع الی السماء اور نزول کے کچھ اسرار وحکم بیان کرنا مقصود ہے۔ تا کہ اہل ایمان کے ایمان میں زیادتی ہو۔ اور اہل علم کے لئے موجب بصیرت ہو اور اہل تذبذب کے لئے باعث طمانیت ہو اور اہل ضلالت کے لئے سبب ہدایت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کو قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

اور اس رسالہ کا نام لطائف الحکم فی اسرار نزول سیدنا عیسیٰ بن مریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی نبینا وبارک وسلم تجویز کرتا ہوں اور اللہ کے نام سے مقصود کو شروع کرتا ہوں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سنت الٰہی اس طرح جاری ہے۔ کہ ہر شخص کے ساتھ اس کی استعداد اور اصل فطرت کے مناسب معاملہ کیا جائے۔ اور مقتضائے حکمت بھی یہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت عام بنی آدم کی طرح ہے۔ یا اس سے جدا اور ممتاز ہے قرآن کریم نے کسی نبی کی فطرت کو بیان نہیں کیا۔ قرآن کریم نے صرف دو پیغمبروں کی فطرت بیان کی ہے۔ ایک حضرت آدم علیہ السلام کی اور دوسرے حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کی جیسا کہ آلِ عمران اور سورۂ مریم میں بالتفصیل مذکور ہے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے دائرہ نبوت کو آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔ اور اس دائرہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم فرمایا۔ اور نبی اکرم سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دائرہ نبوت کے تمام خطوط کا منتہیٰ اور مرکزی نقطہ بنایا۔ نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ صاحب نبوت مرد ہو عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ لقولہ تعالیٰ۔

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا

یعنی اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد۔

اس لئے دائرہ نبوت کو مرد سے شروع کیا۔ اور فقط مرد سے فقط عورت کو پیدا کیا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ اور جب دائرہ نبوت کو ختم کیا۔ تو فقط عورت سے فقط مرد کو پیدا کیا۔ یعنی حضرت مریم سے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ تا کہ دائرہ نبوت کی ہدایت اور نہایت دونوں متناسب رہیں۔ کما قال تعالیٰ

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی شان آدم علیہ السلام جیسی ہے۔

Marfat.com

نیز حضرت آدمؑ کے خمیر میں مٹی شامل تھی۔ اس لیے ان کو آسمان سے زمین پر اتارا۔ اور حضرت عیسیٰ نفخہ جبرائیلؑ سے پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کو زمین سے آسمان پر اٹھایا اس طرح

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰؑ کی شان آدم جیسی ہے۔ خوب صادق آیا۔

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفخہ جبرائیلؑ سے پیدا ہوئے۔ جسمانی حیثیت سے حضرت مسیح کا تعلق حضرت مریم سے ہے اور روحانی حیثیت سے افضل الملائکۃ المقربین یعنی جبرائیل امینؑ سے ہے۔ صورت اگرچہ آپ کی بشری اور انسانی ہے۔ مگر آپ کی فطرت اور اصلی حقیقت ملکی اور جبرائیلی ہے۔

نقش آدم لیک معنی جبرائیلؑ رستہ از جملہ ہوا و قال و قیل،

اور اسی بناء پر آپ کو کَلِمَۃٌ اَلۡقَاھَا اِلٰی مَرۡیَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡہُ۔

عیسیٰ ایک کلمہ اور روح ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جن کو مریمؑ کی طرف ڈالا گیا۔

فرمایا کہ جس طرح کلمہ میں ایک لطیف معنی مستور ہوتے ہیں۔ اسی طرح جناب مسیح کے جسم مبارک میں ایک نہایت لطیف شے یعنی حقیقت ملکیہ مستور اور مخفی ہے۔

نقابیست ہر سطر من زین کتیب فروہشتہ بر عارض دلفریب

معانیست در زیر حرف سیاہ جو در پردہ معشوق و در میغ ماہ

اور چونکہ آپ کو حق تعالیٰ نے فرمایا روح منہ اور روح کا خاصہ یہ ہے کہ جس شے سے وہ ملتی ہے۔ اس کو زندہ کر دیتی ہے۔ اس لئے آپ کو احیاء[1] موتی کا اعجاز عطا کیا گیا۔ اور چونکہ آپ کی ولادت میں نفخہ جبرائیلؑ کو دخل تھا۔ کما قال تعالیٰ

فَنَفَخۡنَا فِیۡھَا مِنۡ رُّوۡحِنَا۔

---

(۱) یعنی مردوں کو زندہ کرنے کا۔۱۲۔

Marfat.com

(ترجمہ) ہم نے اس میں اپنی ایک خاص روح بذریعہ نفخۂ جبرائیلؑ پھونکی۔"

اس لیے فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

میں اس میں پھونک مارتا ہوں۔ پس وہ باذن اللہ پرندہ ہو جاتا ہے۔" کا معجزہ آپ کو دیا گیا۔

آمدم بر سر مطلب

پس جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کی اصلی فطرت ملکی ہے اور آپ کا اصل تعلق جبرائیلؑ اور ملائکہ مقربین سے ہے۔ اور دوسرا تعلق آپ کا حضرت مریم سے ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ دونوں قسم کا تعلق معرض ظہور میں آئے اور کچھ حصہ حیات کا ملائکہ مقربین کے ساتھ گزرے اور کچھ حصہ زندگی کا بنی نوع انسان کے ساتھ۔

دستور یہ ہے کہ اگر ولادت اتفاقاً بجائے وطن اصلی کے وطن اقامت میں ہو جاتی ہے۔ تو چند روز کے بعد وطن اصلی میں بچہ کو ضرور لے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ بچہ اپنے وطن اصلی کی زیارت سے محروم نہ رہے اور چونکہ جناب مسیح کی ولادت نفخۂ جبرائیل سے ہوئی ہے۔ اس لئے اگر مقرب ملائکہ یعنی سموات کو جناب مسیح کا وطن اصلی کہا جائے تو کچھ غیر مناسب نہ ہوگا۔

مگر جسمانی حیثیت سے موت طبعی کا آنا بھی لازمی تھا، اس لئے آپ کے لئے نزول من السماء مقدر ہوا اور چونکہ رفع الی السماء فطرت ملکی اور تشبہ بالملائکہ کی بناء پر تھا، اس لئے قبل الرفع آپ نے نکاح بھی نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ ملائکہ میں طریق ازدواج نہیں۔

اور نزول چونکہ جسمانی اور بشری تعلق کی بناء پر ہوگا اس لئے بعد نزول نکاح بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ اور وفات پاکر روضۂ اقدس کے قریب دفن ہوں گے۔

اور چونکہ آپ کی ولادت نفخۂ جبرائیلؑ سے ہوئی اور حضرت جبرائیل کا عروج اور نزول

Marfat.com

قرآن میں سے ذکر کیا گیا۔کمال قال تعالیٰ

تَعْرُجُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ　　فرشتہ اور روح (جبرائیل) آسمان پر جاتے ہیں

تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ　　فرشتہ اور روح (جبرائیل) آسمان پر سے اترتے ہیں

اس لئے مناسب ہوا کہ کم ازکم ایک مرتبہ آپ کے لئے بھی عروج الی السماء اور نزول الی الارض ہوتا کہ آپ کی فطرت کا ملکی ہونا اور نفخۂ روح القدس سے پیدا ہونا اور ظل جبرائیل ہونا خوب عیاں ہوجائے بلکہ جس طرح حضرت جبرائیل کو روح کہا گیا اسی طرح جناب مسیح کو بھی روح کہا گیا ہے۔قال اللہ تعالیٰ

کَلِمَۃٌ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ

وہ ایک کلمہ ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جن کو مریمؑ کی طرف ڈالا۔

پس جس طرح روح بمعنی جبرائیل کے لئے عروج ونزول ثابت کیا گیا۔اسی طرح جناب مسیح کے لئے بھی جو کہ خدا کی ایک خاص روح ہیں اور یہ نہیں کیا گیافیہ روح یعنی اس میں روح ہے اس لئے یہود قتل پر قادر نہیں ہوئے۔اس لئے کہ روح کا قتل کسی طرح ممکن نہیں۔نیز آپ کی شان کَلِمَۃٌ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ۔ذکر کی گئی ہے۔اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ

اسی کی طرف کلمات طیبات چڑھتے ہیں۔اور وہی عمل صالح کو بلند کرتا ہے۔

اس لئے آپ کا رفع الی السماء اور بھی مناسب ہوا۔نیز خدا کا کلمہ کسی کے پست کرنے سے کبھی پست نہیں ہوسکتا۔خدا کا کلمہ ہمیشہ بلند ہی رہا کرتا ہے۔

وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا

اور خدا تعالیٰ نے کافروں کے کلمہ کو پست کردیا اور خدا کا کلمہ بلند ہی رہتا ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے کلمۃ اللہ یعنی عیسیٰ روح اللہ کو آسمان پر اٹھالیا۔اور کافروں کا

Marfat.com

کلمہ یعنی دجال پست ہوگا یعنی قتل کیا جائے گا۔ اور چونکہ آپ کی ولادت کے وقت حضرت جبرائیل بشکل بشر متمثل ہوئے تھے۔ کمال قال تعالیٰ۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔

اس لئے رفع الی السماء کے وقت ایک شخص آپ کے ہم شکل بنا کر صلیب دے دیا گیا۔

كَمَا قَالَ تَعَالٰى: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

یعنی اور (یہود نے) نہیں قتل کیا ان (عیسیٰ) کو لیکن ان کا شبیہ بنا دیا گیا تھا۔

اور جس طرح ولادت کے وقت اختلاف ہوا تھا۔ کما قال تعالیٰ

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ۔ پس جماعتوں نے آپس میں اختلاف کیا۔

اسی طرح رفع الی السماء کے وقت بھی اختلاف ہوا۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا عَظِيْمًا ۔

جن لوگوں نے حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف کیا وہ شک میں ہیں ان کو علم نہیں محض اتباع ظن ہے۔ حضرت مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

جناب مسیح بن مریم کو نزول من السماء اور قتل دجال کے لئے خاص کیوں کیا گیا

سنت الٰہی اس طرح جاری ہے۔ کہ جب کسی شئی کو پیدا فرماتے ہیں۔ تو ساتھ ساتھ اس کے مقابل اور اس کی ضد کو بھی پیدا فرماتے ہیں۔

زمین کے مقابل آسمان اور لیل کے مقابل نہار اور ظلمت کے مقابل میں نور اور

Marfat.com

صیف کے مقابل میں شتاء اور ظل کے مقابل میں حرودھوپ کو پیدا کیا۔

وبضدها تتبین الاشیاء

تانباشد راست کے باشد دروغ　　　آں دروغ از راست می یابد فروغ

ٹھیک اسی طرح کفر کے مقابل ایمان کو پیدا فرمایا۔ اس لئے کہ ایمان کا حاصل تسلیم اور انقیاد ہے۔ اور کفر کا حاصل اباء اور استکبار ہے۔ اور اسی طرح ایمان اور کفر، ہر ایک کا الگ الگ منبع اور معدن پیدا کیا ایمان اور اطاعت کا منبع اور معدن ملائکہ کرام ہیں اور کفر اور عصیان کا منبع شیاطین ہیں۔ جس طرح زمین پستی کا منبع ہے اور اس کے مقابل آسمان بلندی کا منبع ہے اسی طرح ملائکہ اور شیاطین ایک دوسرے کے مقابل ہیں منبع ایمان واطاعت یعنی ملائکہ کرام کی شان یہ ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ اور کفر اور استکبار کے معدن یعنی شیاطین کا یہ حال ہے کما قال تعالیٰ

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْراً

اور شیطان اپنے رب کا بڑا نافرمان ہے۔(۱)

خلاصہ یہ کہ ملائکہ کرام کو شیاطین کے مقابل پیدا فرمایا۔ اور جس قدر شیطان کو طویل حیات دی گئی۔ اس کے مناسب ملائکہ کرام کو ایک طویل حیات عطا کی گئی۔

اور مناسب بھی یوں ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب تک یہ زمین ہے۔ اس کے مقابل یہ آسمان بھی ہے۔ جب تک یہ لیل ہے۔ اس کے مقابل یہ نہار بھی ہے جب تک یہ ظلمت ہے۔ اس کے مقابل نور بھی ہے اسی طرح جب تک شیطان زندہ ہے۔ اس وقت تک اس کے مقابل کے لئے ملائکہ کرام بھی زندہ ہیں۔ جس طرح شیاطین کو ہر طرح کے تشکل اور تمثل کی اور عروج اور نزول کی اور شرق سے غرب تک ایک آن میں منتقل ہونے کی طاقت عطا کی گئی۔ اسی طرح بالمقابل ملائکہ کرام کو بھی یہ تمام طاقتیں علی وجہ الاتم عطا کی گئیں۔ تاکہ تقابل مکمل رہے۔ قلب انسانی کے ایک جانب شیطان ہے۔ تو دوسری جانب

---

(۱) یعنی وہ خدا تعالیٰ کی ذرہ برابر نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔۱۲۔

Marfat.com

اس کے مقابل ایک فرشتہ موجود ہے۔

شیطان اگر اس کو بہکاتا ہے۔ تو فرشتہ اس کو ہدایت کی جانب بلاتا ہے۔ اور اس کے لئے دعا اور استغفار کرتا ہے۔ لیکن شیاطین اور ملائکہ کرام کا یہ مقابلہ ایک عرصہ تک پوشیدہ اور مخفی طور سے چلتا رہا۔ اس کے بعد حکمت الٰہی اور مشیت خداوندی اس جانب متوجہ ہوئی کہ یہ مقابلہ کسی قدر معرض ظہور میں آئے۔

چنانچہ اولاً ایسی ذات کو پیدا فرمایا کہ جس کی حقیقت اور اصل فطرت شیطانی اور صورت اس کی جسمانی اور انسانی ہے۔ یعنی ''مسیح دجال'' جیسا کہ فتح الباری میں منقول ہے۔ کہ دجال دراصل شیطان ہے۔ یعنی حقیقت اور فطرت اس کی شیطانی ہے۔ اور صورت اس کی انسانی ہے۔ اور وہ ایک جزیرہ میں محبوس ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں مصرح ہے۔

کہا جاتا ہے۔ اس دجال اکبر کو ایک جزیرہ میں محبوس کرنے والے حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ جیسا کہ فتح الباری میں منقول ہے۔ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ نے اولاً دجال کو پیدا کیا کہ جس کی حقیقت شیطانی اور صورت انسانی ہے۔

اس کے بعد اس کے مقابلہ کے لئے ایک ایسے نبی کو پیدا فرمایا کہ جس کی فطرت اور اصل حقیقت ملکی اور جبرائیل ہے۔ اور صورت اس کی بشری اور انسانی ہے۔

اور ایسے نبی سوائے جناب مسیح بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کے کوئی نظر نہیں آتے پھر جس طرح دجال یہود یعنی بنی اسرائیل سے ہے۔ اسی طرح جناب مسیح بن مریم بنی اسرائیل سے ہیں۔ جس طرح دجال کو ایک جزیرہ میں محبوس کر کے ایک طویل حیات عطا کی گئی۔ اسی طرح اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم کو آسمان پر زندہ اٹھا دیا گیا۔ اور قیامت تک آپ کو قتل دجال کے لئے زندہ رکھا گیا۔ اور اسی وجہ سے احادیث میں دجال کے لئے یَخرُجُ اور یَظھَرُ[1] کا لفظ آیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دجال موجود ہے۔ مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ جیسا کہ جناب مسیح کے متعلق یَنزِلُ مِنَ السَّمَآءِ[2] کا لفظ آیا ہے، جناب مسیح بن

(۱) یعنی نکلے گا اور ظاہر ہوگا۔۱۲ (۲) یعنی آسمان سے نازل ہوں گے۔۱۲

Marfat.com

مریم اور مسیح دجال کے لئے یُوْلَدُ [1] کا لفظ کسی جگہ نہیں آیا۔ دجال چونکہ دعوے الوہیت کا کرے گا اس لئے جناب مسیح بن مریم کی زبان مبارک سے پہلا کلمہ جو کہلا گیا وہ یہ تھا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ [2] اور چونکہ دجال سے بطور استدارج چند روز کے لئے احیاء موتی ظہور میں آئے گا۔ اس لئے اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم کو بھی احیاء موتی کا اعجاز عطا کیا گیا۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ کہ دجال جس وقت ظاہر ہوگا۔ تو کُہل [3] ہوگا۔

اسی طرح جناب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوں گے تو کہل ہوں گے۔ کما قال تعالیٰ

وَکَہْلًا وَّمِنَ الصَّالِحِیْنَ

اور وہ (عیسیٰؑ) کہل ہونگے اور صلحاء میں سے ہونگے۔

اور جس طرح حضرت مسیح کو آیت کہا گیا۔ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ اسی طرح دجال کو بھی آیت کہا گیا ہے۔ کما قال تعالیٰ

أَوْ یَأْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَأْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ

یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں جس روز آپ کے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

اور حدیث میں مصرح ہے۔ کہ بعض آیات ربک سے دجال وغیرہ کا ظاہر ہونا مراد ہے۔ مگر جناب مسیح من جانب اللہ آیت رحمت ہیں۔ اور دجال آیت ابتلاء ہے۔

غرض یہ کہ جناب مسیح بن مریم اور دجال کے اوصاف اور احوال میں اس درجہ مقابلہ کی رعایت کی گئی۔ کہ لقب تک میں تقابل کو نظر انداز نہ کیا گیا۔ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مسیح ہدایت رکھا گیا۔ دجال کا لقب مسیح ضلالت رکھا گیا۔ اور چونکہ دجال ملک شام میں

---

(۱) یعنی پیدا کیا جائے گا۔۱۲ (۲) یعنی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاشبہ میں خدا کا بندہ ہوں۔۱۲

(۳) ادھیڑ عمر۔۱۲

Marfat.com

ظاہر ہوگا۔ اس لئے جناب مسیح بن مریم بھی اس کے قتل کے لئے شام میں جامع دمشق کے مشرقی مینار پر نازل ہوں گے۔ اور باب لُد کے قریب اس کو قتل کریں گے۔ اور دجال چونکہ ظاہر ہوکر شدید فساد برپا کرے گا۔ جیسا کہ حدیث نواس بن سمعان میں ہے۔

فَعَاثَ یَمِیْنًا وَّ شِمَالاً

وہ ہر جگہ فساد پھیلائے گا۔

اس لیے جناب مسیح بن مریم حَکم وعدل ہوکر نازل ہوں گے۔ اور چونکہ دجال کے ساتھ زمین کے خزائن ہوں گے اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم اتنا مال تقسیم فرمائیں گے۔ کہ کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اور چونکہ بغض وعداوت یہود کا خاص شعار ہے۔ اس لیے اس کو یک لخت مٹادیں گے۔

وَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

اور ہم نے ان میں قیامت تک بغض وعداوت ڈال دیا۔

اور چونکہ دجال یہود سے ہوگا۔ اور اسی وقت سے زندہ ہے۔ اس لئے حضرت مسیح بن مریم فقط دجال کو قتل فرمائیں گے۔ اور باقی دجال کے معاون اور مددگار کافر ہوں گے۔ اس لیے ان کا مقابلہ اس وقت کے مسلمان امام مہدی کے ماتحت ہوکر کریں گے۔

اور چونکہ یہود اپنی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے جناب مسیح بن مریم پر ایمان نہ لائے تھے اس لیے اس وقت یعنی نزول کے بعد ایمان لے آئیں گے۔

اور نصاریٰ ظاہراً ایمان تو لائے۔ مگر عقیدہ ابنیت کی وجہ سے وہ ایمان کفر سے بھی بڑھ کر تھا۔ اس لیے ان کی بھی اصلاح فرمائیں گے۔ اور آپ کی اصلاح سے وہ صحیح ایمان لے آئیں گے۔ غرض یہ کہ کل اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔ کما قال تعالیٰ

وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْداً

اور نہیں ہے۔ کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ پر حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے اور قیامت کے دن
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہید ہوں گے۔

اور چونکہ امام مہدی کے خاندان سے یزید نے خلافت غصب کی تھی۔ اس لیے اس کے صلہ میں امام مہدی کو تمام روئے زمین کی خلافت اور سلطنت عطا ہو گی۔

اور جناب مسیح بن مریم نہ کوئی سلطنت رکھتے تھے۔ اور نہ خلافت آپ کا امت سے تعلق نبوت اور رسالت کا تھا۔ تاکہ آپ پر ایمان لائیں۔ مگر یہود تو ایمان ہی نہ لائے۔ اور نصاریٰ لائے تو غلط۔ لہذا آپ کا حق اہل کتاب کے ذمہ صرف ایمان ہے۔ اس لئے نزول کے بعد کوئی شخص اہل کتاب میں ایسا باقی نہ رکھا جائے گا۔ کہ جو آپ پر ایمان نہ لائے۔

دجال اس امت میں کیوں ظاہر ہوگا

نظام عالم پر ایک نظر ڈالنے سے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہر سلسلہ کا سرچشمہ اور کوئی نہ کوئی مخزن اور کوئی نہ کوئی معدن ضرور ہے۔ آفتاب ہے کہ تمام روشنیوں کا منبع ہے۔ کرۂ نار ہے کہ جو تمام حرارتوں کا مخزن ہے۔ کرۂ آب ہے کہ تمام برودتوں کا معدن ہے کرۂ ارضی اور کرۂ ہوائی ہے کہ جو تمام رطوبتوں اور یبوستوں کا سرچشمہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح ضرور ہے۔ کہ اس عالم اجسام میں ایک معدن اور منبع ایمان کا ہو کہ جس سے تمام روشنیاں آفتاب سے مستفاد ہیں اور ایک مخزن کفر کا ہو کہ اسی سے تمام کافروں کے کفر نکلتے ہوں اور ہر کافر کا کفر اسی مخزن کفر کا ایک پرتو ہو۔ سو وہ مخزن ایمان ذات بابرکات نبی اکرم سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور مخزن کفر وہ سراپا شیطانیت اور معدن کفر و معصیت دجال اکبر ہے۔

اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارواح مؤمنین کے لیے روحانی والد ہیں۔ دجال ارواح کافر کے لئے روحانی والد ہیں۔ دجال ابوالکافرین ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوالمؤمنین ہیں۔ کما قال تعالیٰ

Marfat.com

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ اور ایک قرأت میں ہے وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔

نبی کریم مومنین کے حق میں ان کے نفوس سے زیادہ اقرب ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات! مومنین کی روحانی مائیں ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے روحانی باپ ہیں۔

اور جس طرح آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ دجال اکبر خاتم الدجالین ہے۔

اور جس طرح خاتم الانبیاء کی ایک مہر نبوت ہے۔ اسی طرح خاتم الدجالین کی مہر کفر ہے جیسا کہ

مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ

یعنی دجال کی پیشانی پر صاف کافر لکھا ہوا ہوگا۔

جس طرح مہر نبوت حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کی حسی دلیل تھی۔ اسی طرح دجال کی پیشانی پر کافر کی کتابت اس کے دجل اور کفر کی حسی اور بدیہی دلیل ہوگی۔

اور جس طرح تمام انبیاء سابقین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بشارت دیتے چلے آئے اسی طرح انبیاء کرام دجال سے ڈراتے آئے۔ (حدیث میں ہے)

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ مِنَ الدَّجَّالِ

کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔

اور جس طرح خاتم الانبیاء کی نبوت بذریعہ مہر نبوت اور خاتم الدجالین کا کفر بذریعہ کتابت بین عینیہ کا فر ظاہر کیا گیا۔ اسی طرح قیامت کے قریب دابۃ الارض کے ذریعہ سے مومنین کا ایمان او کافرین کا کفر پیشانی پر ظاہر کیا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ جماعت مومنین کی اور کافرین کی آخری جماعت ہوگی۔ اور انہیں پر سلسلہء ایمان اور کفر کا ختم کر کے قیامت قائم کی جائے گی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب مکہ یا اجیاد کے زمین سے ایک جانور نکلے گا۔ جس کے ہاتھ میں ایک مہر ہوگی۔ مومن اور کافر کی پیشانی پر ایمان اور کفر

Marfat.com

کا نشان لگائے گا۔ مومن کی پیشانی پر سفید نکتہ۔ اور کافر کے ماتھے پر سیاہ نکتہ لگائے گا اور اے مومن اور اے کافر سے ایک دوسرے کو خطاب کریں گے۔ دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح سلسلہ نبوت اور سلسلہ دجل کے خاتم پر نبوت اور دجل کی مہر لگائی گئی۔ اسی طرح سلسلۂ ایمان اور کفر کے خاتمین پر بھی ایمان اور کفر کی مہر مناسب ہوئی، اس لئے کہ خاتم کے معنی جس طرح آخر کے ہیں۔ اسی طرح صاحب مہر کے بھی ہیں۔ پس خاتم کے لئے مہر کا ہونا نہایت مناسب ہے۔

آمدم برسر مطلب

پس جس طرح خاتم الانبیاء کا بعثت اخیر زمانہ میں اخیر امم کی طرف ہوئی اسی طرح خاتم الدجالین کا ظہور اخیر زمانہ میں مناسب ہوا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

قیاس اس کو مقتضی ہے کہ خاتم الدجالین کا مقابلہ خاتم النبیین کریں۔ اور آپ خود اپنے دست مبارک سے اس کو قتل کریں۔ اور اگر بالفرض نبی اکرم خود نہ قتل فرمائیں تو حضرت مسیح بن مریم کی کیا خصوصیت ہے۔ کہ وہی نازل ہو کر نبی کریم کی طرف سے قتل فرمائیں۔

جواب

یہ ہے کہ اول تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ کمالات نبوت ورسالت اس رتبہ کو پہنچ چکے ہیں۔ کہ نہ کوئی آپ کا مماثل ہے اور نہ مقابل۔ جس طرح آفتاب کے سامنے کسی ظلمت کا ظاہر ہونا ناممکن اور محال ہے۔ اسی طرح آفتاب رسالت کے سامنے دجل کی ظلمت کا ظاہر ہونا محال ہے اور غالباً دجال اسی وجہ سے آپ کی موجودگی میں ظاہر نہ ہو سکا

Marfat.com

دوم یہ کہ آیت شریفہ:۔

وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ۔ الایۃ

اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ نے سب انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر تم سب کے بعد ایک رسول آئیں جو تمہاری کتاب اور حکمت کی تصدیق کریں تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس عہد کو قبول کیا۔ سب نے اس کو قبول کیا۔

حضور پرُنور ﷺ پر ایمان اور نصرت کا عہد دوسرے انبیاء سے لیا گیا ہے لہذا آپ کی امداد کے لئے انبیاء سابقین سے کسی کا ظہور ضروری ہے۔ اور انبیاء سابقین سے کوئی نبی دجال کا ضد اور مقابل ہونا چاہئے تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی امت کی نصرت ظہور میں آئے۔

اب رہا یہ امر کہ اس بارہ میں کون آپ کی نیابت کرے تو غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ جناب مسیح بن مریم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب خاص ہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ جن میں عبداللہ کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا۔

جب اللہ کا بندہ اللہ کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت مسیح نے بھی اپنے لئے اس لقب کو ثابت فرمایا ہے۔ قال انی عبد اللہ اور دوسرے حضرات انبیاء سے یہ ادعاء ثابت نہیں ہوا۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ یہاں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصف عبدیت کے مخبر اور مظہر ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت کو خود جناب باری عزاسمہ نے بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

اور غالباً اسی نیابت خاصۃ کی وجہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آمد آمد کی بشارت کا منصب حضرت مسیح بن مریم کو سپرد کیا گیا۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں اور توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ کہ جو میرے بعد آئیں گے۔ نام ان کا احمد ہوگا۔

اور اسی طرح حضرت مسیح قیامت کے دن مستشفعین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیں گے۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کی شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام اس وقت یہ جواب دیں گے اِنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ۔ آج تو خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ان سے شفاعت کی درخواست کرو علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت سے ایک خاص قرب بھی ہے۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسی بن مریم لیس بینی وبینه نبی (رواہ البخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں عیسیٰ بن مریم سے بہت ہی اقرب ہوں میرے اور ان کے درمیان میں کوئی نبی نہیں۔

اور غالباً حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی اکرم کی طرح معراج جسمانی میں شریک کرنا اسی اولویت کی وجہ سے ہوا اور جس طرح خاتم الانبیاء سے پیشتر نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ اسی طرح خاتم الدجالین سے پہلے دجل کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی یبعث

Marfat.com

دجالون كذابون قريب من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله وانه لانبی بعدی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ آئیں ہر ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجل کا مدار اصل میں خاتم الانبیاء کے آجانے کے بعد دعوائے نبوت ورسالت پر ہے۔

اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجالین کی علامت ہی یہ قرار دی ہے كلهم يزعم انه رسول۔ یعنی فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں اللہ کا رسول بنایا گیا ہوں اس کے دجال ہونے کی قطعی اور یقینی دلیل ہے۔ نیز دجل کے معنی التباس کے ہیں۔ اور دعویٰ الوہیت میں چنداں التباس اور اشتباہ نہیں جتنا کہ دعویٰ نبوت میں ہے۔ اسی وجہ سے فرعون کو باوجود دعوائے الوہیت کے دجال نہیں کہا گیا۔ اس لئے کہ بشر کی عدم الوہیت میں کوئی اشتباہ نہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایک کھانے پینے والا اور ہگنے موتنے والا کبھی خدا نہیں ہوسکتا۔ انبیاء کرام چونکہ جنس بشر سے آئے ہیں اس لئے دعوائے نبوت میں عقلا اشتباہ ہوسکتا ہے۔ لیکن خاتم النبیین اور ختم نبوت کے بعد کسی قسم کا کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا۔ غرض یہ کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا سراسر دجل اور کھلا ہوا ارتداد ہے کہ جس کی سزا بجز قتل کے اور کچھ نہیں اس لئے جناب مسیح بن مریم نازل ہوکر دجال مدعی نبوت کو قتل فرمائیں گے کہ خاتم الانبیاء کے بعد کیوں نبوت کا دعوی کیا۔

اور ان لوگوں سے کہ جو اس مدعی نبوت کا ساتھ دیں گے امام مہدی آکر قتال کریں گے۔ جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمۂ کذاب سے قتال کیا۔ سبحان اللہ حق

Marfat.com

تعالیٰ نے کس طرح خاتم الانبیاء کے بعد مدعی نبوت کا واجب القتل ہونا ظاہر فرمایا کہ اس امت مرحومہ کے اول اور آخر خلیفہ دونوں سے مدعی نبوت کی جماعت کو خوب اچھی طرح قتل کرایا۔ نیز یہود کے قتل میں حکمت یہ ہے کہ یہود جناب مسیح بن مریم کے کچھ خاص مجرم ہیں۔

اول تو یہ کہ جناب مسیح علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان نہ لائے۔

دوم یہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ پر طرح طرح کے افتراء باندھے۔

سوم یہ کہ آپ کے قتل میں پوری کوشش اور تدبیر سے کام لیا مگر حق تعالیٰ نے آپ کو بالکل صحیح وسالم آسمان پر اٹھایا۔

چہارم یہ کہ آپ کے بعد جس نبی یعنی خاتم الانبیاء کی آپ نے بشارت دی تھی اس پر ایمان نہ لائے اور اس کے قتل میں بھی پوری کوشش کی مگر سب ناکام رہے۔

پنجم یہ کہ مسیح دجال کو خاتم الانبیاء کے بعد نبی مان بیٹھے۔ حالانکہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

اس لئے مناسب ہوا کہ اب یہود کا استیصال کیا جائے۔ اس لئے کہ اب کفر انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ خاتم الانبیاء کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اور جو اس مدعی کا اتباع کرے وہ شرعاً ہرگز ہرگز زندہ نہیں رکھے جاسکتے اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا۔

پھر یہ کہ دجال اپنے کو مسیح کہہ کر خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے لگا اور لوگ دھوکہ سے اس مسیح ضلالت کو مسیح ہدایت یعنی مسیح بن مریم (علیہما الصلاۃ والسلام) سمجھ کر ایمان لائیں گے اور غلطی میں مبتلا ہوں گے۔ اس لئے حضرت مسیح بن مریم کو اس ناقابل تحمل غلطی کے ازالہ کے لئے نازل کرنا ضروری ہوا۔ اس لئے آپ اس کے قتل پر مامور ہوئے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ کون مسیح ہدایت ہے اور کون مسیح ضلالت۔ ذٰلِکَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَوْلُ

Marfat.com

الْحَقِّ الَّذِی فِیْهِ یَمْتُرُوْنَ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد النبی والامی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین ویا اجود الاجودین۔
امین یارب العالمین۔

Marfat.com

اَلْاَعْلَامُ

بمعنی

الکشف والوحی والالہام

از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

کشف اور الہام اور وحی

کشف: عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے۔ کشف سے پہلے جو چیز مستور تھی، اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکارا ہوگئی۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون صفحہ ۱۲۵۴ میں لکھتے ہیں۔ ''الکشف عند اہل السلوک ہو المکاشفہ ومکاشفہ رفع حجاب را گویند کہ میان روح جسمانی است کہ ادراک آں بحواس ظاہری نتواں کرد الخ۔''

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے۔ جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے۔ جاننا چاہئے کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے مگر لازم نہیں۔

اِلہام: کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر و فکر [1] اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاء ہونا الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے اور جو علم بغیر طور حس اور طور عقل، من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام محض

---

(۱) کما فی احیاء العلوم ص ۱۶ ج ۳۔

Marfat.com

موہبت ربانی ہے اور فراست ایمانی جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے وہ من وجہ کسب ہے اور من وجہ وہب ہے۔

کشف اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام ہے لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔

وَحی: وحی لغت میں مخفی طور پر کسی چیز کے خبر دینے کا نام ہے خواہ وہ بطریق اشارہ وہ کنایہ ہو یا بطریق خواب ہو یا بطریق الہام ہو یا بطریق کلام ہو۔ لیکن اصطلاح شریعت میں وحی اس کلام الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے بذریعہ فرشتہ نبی کو بھیجا ہو اور اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القاء فی القلب ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں جو اولیاء پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں جو عام مومنین اور صالحین کو ہوتا ہے کشف اور الہام اور رویائے صالحہ پر لغۃً وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے مگر عرف شرع میں جب لفظ وحی کا بولا جاتا ہے تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسا قرآن کریم میں باعتبار لغت کے شیطانی وسوسوں پر بھی وحی کا اطلاق آیا ہے۔ کما قال تعالیٰ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِہِمْ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُہُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ لیکن عرف میں شیطانی وسوسوں پر وحی کا اطلاق نہیں ہوتا۔

وحی اور الہام میں فرق: وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاء ہوتی ہے، اور امت پر، اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہو اور الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرات انبیاء معصوم عن الخطا ہیں اور اولیاء معصوم نہیں۔ اسی وجہ سے الہام دوسروں پر حجت نہیں۔ اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے۔ حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔

نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وحی انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور غیر انبیاء پر جو الہام ہوتا ہے سو وہ از قسم بشارت یا از قسم تفہیم ہوتا ہے احکام پر مشتمل نہیں ہوتا جیسے حضرت

Marfat.com

مریم کو جو وحی الہام ہوئی وہ از قسم بشارت تھی نہ کہ از قسم احکام۔ اور بعض مرتبہ وحی الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے۔

جو نسبت رویائے صالحہ کو الہام سے ہے وہی نسبت الہام کو وحی نبوت سے ہے یعنی جس طرح رویائے صالحہ الہام سے درجہ میں کمتر ہے اسی طرح الہام درجہ میں وحی نبوت سے فروتر ہے اور جس طرح رویائے صالحہ میں ایک درجہ کا ابہام اور خفا ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے اسی طرح الہام بھی باعتبار وحی کے خفی اور مبہم ہوتا ہے اور وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔

اور جس طرح رویائے صالحہ میں مراتب اور درجات ہیں جو شخص جس درجہ صالح اور جس درجہ صادق ہے اسی درجہ اس کا رویا بھی صالحہ اور صادقہ ہوگا۔ اسی طرح الہام میں بھی مراتب ہیں۔ جس درجہ کا ایمان اور جس درجہ کی ولایت ہوگی اسی درجہ کا الہام ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ اگر میری امت میں کوئی محدث من اللہ ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ یہ تحدیث من اللہ الہام کا ایک خاص مرتبہ ہے جو خواص اولیاء کو حاصل ہوتا ہے جو ان کی زبان سے نکلتا ہے وہ حق ہوتا ہے اور صدق اور وحی خداوندی اس کی تصدیق کرتی ہے بلکہ حق جل شانہ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ حق کا ظہور اور صدور اسی محدث من اللہ کی زبان سے ہو۔ کما قال تعالیٰ فی قصہ موسیٰ علیہ السلام حَقِيقٌ عَلَىٰٓ اَلَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ یہ تحدیث مرتبۂ فاروقیہ ہے اس کے اوپر مرتبۂ صدیقیت ہے اور اس کے اوپر مرتبۂ نبوت ورسالت ہے۔

وحی رحمانی اور وحی شیطانی میں فرق: اگر واردات قلبیہ کسی امر خیر اور امر آخرت یعنی حق جل شانہ کی اطاعت کی طرف داعی ہوں تو وحی رحمانی ہے۔ اور اگر دنیاوی شہوتوں اور نفسانی لذتوں کی طرف داعی ہوں۔ تو وہ وحی شیطانی ہے۔ کذا فی خواتم الحکم ص ۵۶ و مدارج السالکین ص ۲۷ ج۔

Marfat.com

حضراتِ صوفیہؒ کرام کا مطلب

جس طرح حق جل شانہ نے وحی کو معنی لغوی کے اعتبار سے مقسم قرار دے کر اسکے تحت میں وحی نبوت اور الہام اور شیطانی وسوسوں کو داخل فرمایا اور الہام کو معنی لغوی کے اعتبار سے الہام فجور اور الہام تقویٰ کی طرف تقسیم فرمایا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا اور لفظ ارسال معنی لغوی کے اعتبار سے شیطان لعین کیلئے آیا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ اسی طرح حضرات صوفیہ نے نبوت کو بمعنی لغوی لے کر مقسم بنایا۔ یعنی خدا تعالیٰ سے اطلاع پانا اور دوسروں کو اطلاع دینا۔ اس معنی لغوی کو مقسم بنایا اور حضرات انبیاء کی نبوت اور وحی شریعت اور اولیاء کی ولایت اور الہام معرفت کو نبوت بمعنی لغوی کے تحت میں داخل فرمایا۔ اور نبوت کے لئے چونکہ تشریع احکام ضروری ہے اور ولایت میں کوئی حکم شرعی نہیں ہوتا۔ اس لئے حضرات صوفیہ نے نبوت ورسالت کا نام نبوت تشریعیہ رکھا اور ولایت کا نام نبوت غیر تشریعی رکھا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شریعت میں نبوت کی دو قسمیں ہیں ایک نبوت تشریعیہ اور ایک نبوت غیر تشریعی بلکہ نبوت بمعنی لغوی کی دو قسمیں ہیں ایک اصطلاحی نبوت جس کے لئے تشریع احکام لازم ہے اور نبوت بمعنی لغوی کی دوسری قسم ولایت اور الہام ہے جس سے صرف حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے مگر اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا حتیٰ کہ کشف اور الہام سے مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور حضرات صوفیہ نے نہایت واضح طور پر اس کی تصریح کر دی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہے اور جس قسم کی وحی حضرات انبیاء پر اترتی تھی وہ بالکل مسدود ہوگئی۔ اب نہ یہ منصب باقی ہے اور نہ کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے اوپر نبی اور رسول کا لفظ اطلاق کرے۔ نبوت بالکل ختم ہوگئی۔ اولیاء کے لئے نبوت میں سے صرف وحی الہام باقی ہے اور حفاظ قرآن کے لئے یہ قرآن باقی ہے۔ حدیث میں ہے:۔ من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة بين جنبيه۔ جس نے قرآن کو حفظ کر لیا تو اس

Marfat.com

کے دونوں پہلوؤں کے درمیان نبوت داخل کردی گئی۔ اور علماء اور خواص امت کو منصب رسالت میں یہ حصہ ملا کہ وہ احکام شریعت کی تبلیغ کریں۔ اور فقہاء اور مجتہدین کو منصب رسالت سے یہ حصہ ملا کہ کتاب وسنت اور شریعت کی روشنی میں اجتہاد واستنباط کریں اور غیر منصوص امور کا حکم اصول شریعت کے ماتحت رہ کر خداداد نور فہم اور نور تقویٰ سے قرآن اور حدیث سے نکال کرامت کو فتویٰ دیں۔ اس طرح مجتہدین کو تشریع احکام کا ایک حصہ عطا ہوا۔ اور یہ بھی تصریح فرمائی کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر اللہ کے یہ احکام اور یہ اوامر اور نواہی نازل ہوئے ہیں، وہ مدعی شریعت ہے، ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ تو کیا مرزا صاحب کے نزدیک تمام اولیاء اور علماء اور حفاظ قرآن نبی ہوسکتے ہیں اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے؟ حضرات صوفیہ کی اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اگر اولیاء کو نبوت غیر تشریعیہ سے حصہ ملا ہے تو فقہاء اور مجتہدین کو تو نبوت تشریعیہ سے حصہ ملا ہے لہذا مرزائیوں کے نزدیک ائمہ اجتہاد تو تشریعی نبی ہونے چاہئیں۔

بلکہ حضرت شیخ محی الدین بن عربیؒ نے نبوت بمعنی لغوی (یعنی خدا سے خبر پانا اور دینا) کو اس قدر عام فرمایا کہ کسی موجود کو اس سے خالی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ فتوحات کے ایک سو چھبیسویں باب میں فرماتے ہیں:۔

> اعلم ان النبوۃ التی ھی الاخبار من شئی ساریۃ فی کل موجود عند اھل الکشف والوجود لکنہ لا یطلق علیٰ احد منھم اسم نبی ولا رسول الا علی الملائکۃ الذی لھم رسل۔ (کبریت احمر ص ۱۱۸ ج ۱)
>
> جاننا چاہئے کہ نبوت جس کے معنی لغت میں خبر دینے کے ہیں وہ اہل کشف کے نزدیک تمام موجودات میں سرایت کئے ہوئے ہے لیکن معنی شرعی کے اعتبار سے نبی اور رسول کا اطلاق بجز فرشتوں کے اور

Marfat.com

موجودات پر نہیں کیا جائے گا۔

اب دیکھئے کہ اس عبارت میں تمام مخلوقات اور تمام موجودات کے لئے ثابت فرمادیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ نبوت بمعنی لغوی یعنی اخبار عن الشئی تمام موجودات میں جاری وساری ہے مگر معنی شرعی کے اعتبار سے کسی پر نبی اور رسول کا اطلاق درست نہیں۔ شہد کی مکھیوں کے لئے وحی اور ہر نفس کے لئے الہام کا ذکر قرآن میں آیا ہے وَاَوْحیٰ رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا معلوم ہوا کہ وحی اور الہام کے فیض سے حیوانات بھی محروم نہیں۔ خداوند ذوالجلال کی وحی اور الہام کی تار برقی ہر ایک مخلوق کے دل میں لگی ہوئی ہے

سب سے ربط آشنائی ہے تجھے   دل میں ہر ایک کے رسائی ہے تجھے

اس مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل درکار ہو تو بوادر النوادر صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۳ مصنفہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ اور مسک الختام مصنفہ ناچیز اور الشہاب مصنفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کی مراجعت کریں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

صوفیہ کے شطحیات: صوفیاء کرام کے یہاں ایک بات ہے جس کو شطحیات کہتے ہیں شطحیات شطحی یا شطح کی جمع ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں شطح کی تعریف یہ ہے کہ جو بات غلبۂ حال اور غلبۂ وارد کی وجہ سے بے اختیار زبان سے نکل جائے اور بظاہر قواعد شریعت کے خلاف معلوم ہوتی ہو۔ اس کو شطح کہتے ہیں. ایسے شخص پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ دوسروں کو اس کی تقلید جائز ہے۔ خود حضرات صوفیہ نے اس کی تصریح فرمادی ہے کہ ان شطحیات پر کسی کو عمل پیرا ہونا جائز نہیں بلکہ جس شخص پر یہ احوال نہ گذرے ہوں وہ ہماری کتابوں کا مطالعہ بھی نہ کرے تاکہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔

الہام کا حکم شرعی: حضرات انبیاء کرام کی وحی کی حجیت میں تو کیا کلام ہوسکتا ہے

Marfat.com

حضرت انبیاء کرام کا تو خواب بھی حجت قطعیہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خواب کی بناء پر بیٹے کے ذبح کا ارادہ فرمایا جس کی حق جل شانہ نے قرآن کریم میں مدح اور توصیف فرمائی۔

البتہ اولیاء اللہ کے الہام میں کلام ہے کہ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر الہام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور قواعد شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے واجب نہیں اور جو الہام کتاب و سنت اور شریعت کے خلاف ہو اس پر عمل کرنا بالا جماع جائز نہیں جو الہام قرآن و سنت کے خلاف ہو وہ الہام روحانی نہیں بلکہ وہ الہام شیطانی ہے بلکہ الہام کے صادق اور کاذب ہونے کا معیار ہی کتاب و سنت کی موافقت اور مخالفت ہے۔

صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کبھی اپنے الہام پر عمل نہ فرماتے تھے جب تک کہ کتاب و سنت سے اس کی تصدیق و تائید نہ ہو جائے۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ ابو سلیمان دارانی یہ فرمایا کرتے تھے کہ الہام پر اس وقت تک عمل نہ کرو جب تک آثار سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔

قاضی ثناء اللہ صاحب ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا الہام علم ظنی کا موجب ہے اگر کسی ولی کا کشف اور الہام کسی حدیث کے خلاف ہو اگر چہ وہ حدیث خبر آحاد میں سے ہو بلکہ اگر ایسے قیاس صحیح کے بھی خلاف ہو کہ جو شرائط قیاس کو جامع ہو تو اس جگہ بمقابلۂ کشف والہام قیاس کو ترجیح دینی چاہئے اور یہ مسئلہ تمام سلف اور خلف میں متفق علیہ ہے۔ اب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی ایک عبارت مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بداں ارشدك الله تعالیٰ والهمك سواء الصراط

Marfat.com

کہ از جملہ ضروریات طریق سلوک اعتقاد صحیح است کہ علمائے اہل سنت آں راز کتاب وسنت وآثار سلف استنباط فرمودہ اند۔ وکتاب وسنت را محمول داشتن بر معانی کہ جمہور علمائے اہل حق یعنی علمائے اہل سنت وجماعت آں معنی را از کتاب وسنت فہمیدہ اند نیز ضروری است واگر بالفرض خلاف آں معانی مفہومہ بکشف والہام امرے ظاہر شود آن اعتبار نباید کرد وازاں استعاذہ باید نمود۔ مثلاً آیات واحادیث کہ از ظواہر آنہا توحید وجود مفہوم می شود وہم چنیں احاطہ وسریان وقرب ومعیت ذاتیہ معلوم می گردد چوں علمائے اہل حق ازاں آیات واحادیث ایں معنی نہ فہمیدہ اند اگر در اثنائے راہ بر سالک ایں معانی منکشف شود وموجود جز یکے نیابد یا اورا بالذات محیط داند وقریب ذاتا بیابد ہر چند او دریں وقت بواسطہ غلبہ حال سکر معذور است اما باید کہ ہمیشہ بحق سبحانہ تعالیٰ ملتجی ومتضرع باشد کہ اورا ازیں ورطہ بر آوردہ اموری کہ مطابق آرائے صائبہ علمائے اہل حق ست بروئے منکشف گرداند و سر موئے خلاف معتقدات حقہ ایشاں ظاہر نسازد بالجملہ معانی مفہوم علمائے اہل حق را مصداق کشف خوید باید ساخت ومحک الہام خودرا جزاں نباید داشت چہ معانی کہ خلاف مفہومہ ایشان است از حیز اعتبار ساقط است زیرا کہ ہر مبتدع وضال معتقدات مقتدائے خودرا کتاب وسنت می داند وباندازفہام رکیکہ خود ازاں معانی غیر مطابقہ می فہمد يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيرًا۔

وآنکہ گفتم کہ معانی مفہومہ اہل حق معتبر ست وخلاف آں معتبر نیست بنا بر آن ست کہ آن معانی را از تتبع آثار صحابہ وسلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اخذ کردہ اند واز انوار نجوم ہدایت ایشاں اقتباس فرمودہ اند۔ لہذا نجات ابدی مخصوص بایشاں گشت فلاح سرمدی نصیب شاں آمد اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ واگر بعضے از علماء باوجود حقیت اعتقاد در فرعیات مداہنت نمایند ومرتکب تقصیرات باشد در عملیات انکار مطلق علما نمودن وہمہ را مطعون ساختن انصافی محض است ومکابرہ صرف بلکہ انکار است از اکثر ضروریات دین چہ ناقلاں آں ضروریات ایشانند وناقدان جیدہ آں را از ردیہ

Marfat.com

ایشانند لولا نورھدا یتھم لما اھتدینا لولا تمیز ھم الصواب من الخطاء لغوینا ھم الذین بذلو جھد ھم فی اعلاء کلمۃ الدین القویم واسلکوا طوائف کثیرۃ من الناس علی صراط مستقیم فمن تا بعھم نجی ومن خالفھم ضل واضل۔ مکتوب دوصد و ہشاد و ششم (۲۸۶) جلد اول مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔

(ترجمہ) اے عزیز! جان لے (خدا تجھے سمجھ عطا کرے اور سیدھے راستہ کی ہدایت کرے) کہ طریق سلوک کے ضروری امور میں سے صحیح عقیدہ رکھنا ہے۔ جو علمائے اہل سنت نے قرآن وحدیث اور آثار سلف سے اخذ کیا ہے اور قرآن وحدیث کو انہی معانی پر محمول کرنا بھی ضروری ہے جو علمائے حق یعنی علمائے اہل سنت و جماعت نے قرآن و حدیث سے سمجھے ہیں۔ اور اگر بالفرض ان اہل سنت کے سمجھے ہوئے معانی کے خلاف کشف والہام کے ذریعہ کوئی بات ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہئے مثلاً وہ آیتیں اور حدیثیں جن کے ظاہری پہلوؤں سے وحدۃ الوجود سمجھ میں آتی ہے یا اسی طرح باری تعالیٰ کا ذاتی لحاظ سے ہر جگہ حاوی و ساری ہونا اور ذاتی قرب و معیت معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ علمائے حق نے ان آیات واحادیث سے یہ معنی نہیں سمجھے ہیں تو اگر راہ سلوک کے دوران میں یہ باتیں منکشف ہوں اور ایک (خدا) کے سوا کسی کو موجود نہ پائے یا خدا کو بالذات محیط سمجھے اور بالذات قریب پائے تو اگرچہ وہ سالک بوجہ سکر کی حالت کے غلبہ کے اس وقت معذور ہے لیکن اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس چکر سے نکال کر اہل حق علماء کی درست رائے کے موافق اس پر ظاہر فرمادے اور ان سچے عقیدوں کے خلاف بال برابر بھی ظاہر نہ ہونے دے۔

غرض اہل حق کے سمجھے ہوئے معانی کو اپنے کشف کا معیار بنانا چاہئے اور اس کے علاوہ اور کسی چیز کو اپنے الہام کی کسوٹی نہیں بنانا چاہئے کیونکہ جو معانی اہل حق کے سمجھے ہوئے معانی کے خلاف ہیں وہ درجہ کے اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ (یوں تو) ہر مبتدع اور گمراہ اپنے پیشوا کے معتقدات کو قرآن وحدیث سمجھتا ہے اور اپنی ناقص اور سوچ

Marfat.com

سمجھ کے مطابق قرآن وحدیث سے حقیقت کے خلاف معانی سمجھتا ہے۔ (اور قرآن سے بہت سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت راہ پاتے ہیں) اور یہ جو میں نے کہا کہ اہل حق کے سمجھے ہوئے معانی معتبر ہیں اور اس کے خلاف معتبر نہیں یہ اس بنا پر ہے کہ انہوں نے ان معانی کو صحابہؓ اور سلف صالحینؒ سے اخذ کیا ہے اور ان کے ستارۂ ہدایت سے نور حاصل کیا ہے اسی لئے ابدی نجات اور دائمی فلاح ان کے لئے مخصوص ہوگئی (یہ لوگ ہیں اللہ کی جماعت اور سن لو کہ اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے) اگر بعض علماء باوجود صحیح عقائد جاننے کے جزئیات وفرعیات میں حق کو چھپائیں اور اعمال میں تقصیر کریں تو اس سے مطلقاً تمام علماء کا انکار کرنا اور سب کو ملامت کرنا کھلی بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے بلکہ یہ چیز دوسرے الفاظ میں) اکثر ضروریات دین سے انکار کر دینا ہے۔ کیونکہ ضروریات دین کے روایت کرنے والے اور ان میں کھوٹے کھرے کی تمیز کرنے والے یہی علماء ہیں کہ اگر ان کا نور ہدایت نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے اور اگر ان کی طرف سے حق وباطل میں تمیز نہ کی جاتی تو ہم بھٹک جاتے یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی آخری کوشش تک دین کا بول بالا کرنے کے لئے صرف کر دی ہے اور انسانوں کے بہت سے گروہوں کو سیدھے راستہ پر چلایا ہے پس جس نے ان کا اتباع کیا اس نے نجات وفلاح پائی اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کے لئے گمراہی کا ذریعہ بنا۔

مرزا صاحب کو اپنے الہام پر خود بھی یقین نہ تھا

مرزا صاحب کے الہامات چونکہ القاء شیطانی تھے اس لئے خود مرزا صاحب کو بھی اپنے الہامات پر یقین نہ تھا. چنانچہ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''میں نے ایک عرصہ تک الہامات کی پیروی نہیں کی جب تک کہ ان الہامات کو قرآن وحدیث کے موافق جانچ نہ لیا۔''

جانچنے کی وجہ یہ تھی کہ مرزا صاحب کو شبہ تھا کہ یہ الہامات خدا کی طرف سے ہیں یا

Marfat.com

شیطان کی طرف سے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کو یقین تھا کہ یہ الہامات من جانب اللہ نہیں بلکہ ان کے نفس کے من گھڑت ہیں۔ اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہیں۔ مگر اندیشہ یہ تھا کہ لوگ الہام کو سن کر متوحش ہوں گے۔ اس لئے سوچتے تھے کہ قرآن اور حدیث میں کس طرح تاویل کر کے الہام کو اس کے مطابق بنا دوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

محمد ادریس کان اللہ لہ وکان ہو للہ۔ آمین۔

(۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۳۷۳ھ یوم چہارم شنبہ)

Marfat.com

Marfat.com

اسلام اور مرزائیت کا
اصولی اختلاف

Marfat.com

Marfat.com

اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اما بعد! بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مرزائی اور قادیانی مذہب اسلام سے کوئی علیحدہ مذہب نہیں۔ بلکہ مذہب اسلام ہی کی ایک شاخ ہے اور دیگر اسلامی فرقوں کی طرح یہ بھی ایک اسلامی فرقہ ہے اس لئے یہ لوگ قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے میں تامل کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے ان لوگوں کی یہ غلط فہمی سراسر اصول اسلام سے لاعلمی اور بے خبری پر مبنی ہے، یہ مسلمان کی جہالت کی انتہا ہے کہ اسے اسلام اور کفر میں فرق نہ معلوم ہوا۔ جاننا چاہئے کہ ہر ملت اور مذہب کے کچھ اصول اور عقائد ہوتے ہیں کہ جن کی بناء پر ایک مذہب دوسرے مذہب سے جدا اور ممتاز سمجھا جاتا ہے اسی طرح اسلام کے بھی کچھ بنیادی اصول اور عقائد ہیں کہ ان اصول اور عقائد کے اندر رہ کر جو اختلاف ہو وہ فروعی اختلاف ہے اور جو اختلاف ان مسلمہ اصول اور عقائد کی حدود سے نکل کر ہو وہ اصولی اختلاف کہلاتا ہے اور اس اختلاف سے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد سمجھا جاتا ہے۔

اس مختصر تحریر میں ہم نہایت اختصار کے ساتھ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قادیانی مذہب، مذہب اسلام کے اصول اور عقائد سے کس درجہ متصادم اور مزاحم ہے تاکہ یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ اسلام اور مرزائیت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے مرزائی مذہب

Marfat.com

کے اصول اور عقائد مذہب اسلام کے اصول اور عقائد کے بالکل مباین اور مخالف ہیں بالکل ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں مذہب اسلام اور مرزائیت ایک جا جمع نہیں ہوسکتے۔ فاقول باللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مرزائیوں کے نزدیک بھی اسلام اور مرزائیت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے فروعی نہیں

یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان میں کوئی فروعی اختلاف ہے کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہوجاتا ہے، ہمارے مخالف حضرات مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ نہج المصلی۔ مجموعہ فتویٰ احمدیہ صفحہ ۲۷۴۔

پہلا اختلاف

مسلمانوں کے نبی اور رسول محمد عربی فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مرزائیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی ہی کے بدلنے سے قوم اور مذہب جدا سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی قوم یہود اور نصاریٰ سے اسی لئے جدا ہے کہ ان کا نبی ان کے نبی کے علاوہ ہے۔ حالانکہ مسلمان بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام یا فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو شخص فقط حضرت موسیٰ یا فقط حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے وہ یہودی اور عیسائی ہے مسلمان اور محمدی نہیں کہلا سکتا اور جو یہودی اور عیسائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے وہ یہودی اور عیسائی نہیں رہتا بلکہ مسلمان محمدی کہلاتا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح جو شخص مرزا غلام احمد پر ایمان لائے وہ مسلمان اور محمدی نہیں کہلا سکتا اس لئے کہ نئے پیغمبر پر ایمان لانے کی وجہ سے پہلے پیغمبر کی امت سے خارج ہو جاتا ہے اور نئے نبی کی امت میں داخل ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ تمام مرزائی غلام احمد کو نبی ماننے کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور دین اسلام سے خارج ہو چکے ہیں ان کو مسلمان اور محمدی کہنا جائز نہیں ان کو مرزائی اور غلامی اور قادیانی کہا جائے گا اور ان کا دین اسلام نہیں ہوگا بلکہ ان کا دین مرزائی دین ہوگا۔

دوسرا اختلاف

تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین یعنی آخری نبی ہیں جیسا کہ نص قرآنی مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اور احادیث متواترہ اور اجماع صحابہ وتابعین اور امت محمدیہ کے تیرہ سو برس کے تمام علماء متقدمین اور متاخرین کے اتفاق سے یہ مسلم ہے کہ نبوت ورسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے یہ اسلام کا اساسی اصول اور بنیادی عقیدہ ہے جس میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ نبوت حضورؐ پر ختم نہیں ہوئی۔ آپ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے گویا کہ مرزا صاحب کے زعم میں حضورؐ خاتم الانبیاء نہیں بلکہ فاتح النّبیین ہیں یعنی نبوت کا دروازہ کھولنے والے ہیں۔

امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع:

حضور ﷺ کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرے اس کو قتل کیا جائے۔

اسود عنسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں دعویٰ نبوت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا صحابیؓ نے جا کر اسود عنسی کا سر

Marfat.com

قلم کیا۔ مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ مسیلمہ کذاب کے قتل اور اس کی جماعت کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کی سرکردگی میں صحابہ کرام کا ایک لشکر روانہ کیا کسی صحابیؓ نے مسیلمہ سے یہ سوال نہیں کیا کہ تو کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے مستقل نبوت کا مدعی ہے یا ظلی اور بروزی نبوت کا مدعی ہے اور نہ کسی نے مسیلمہ کذاب سے اس کی نبوت کے دلائل اور براہین پوچھے۔ اور نہ کوئی معجزہ دکھلانے کا سوال کیا۔ صحابہ کرامؓ کا لشکر میدان کارزار میں پہنچا مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار جوان تھے خالد بن ولید سیف اللہ نے جب تلوار پکڑی تو مسیلمہ کے اٹھائیس ہزار جوان مارے گئے اور خود مسیلمہ بھی مارا گیا خالد بن ولید مظفر و منصور مدینہ منورہ واپس آئے اور مال غنیمت مجاہدین پر تقسیم کیا گیا۔ مسیلمہ کے بعد طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ صدیق اکبرؓ نے اس کے قتل کے لئے بھی حضرت خالدؓ کو روانہ کیا۔ فتوح البلدان صفحہ ۱۰۲۔

اس کے بعد خلیفہ عبدالملک کے عہد میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خلیفہ وقت نے علماء صحابہ و تابعین کے متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کر کے سولی پر چڑھایا اور کسی نے اس سے دریافت نہ کیا کہ تیری نبوت کی کیا دلیل ہے اور نہ کوئی بحث اور مناظرہ کی نوبت اور نہ معجزات اور دلائل طلب کئے۔

قاضی عیاضؒ شفاء میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

وفعل ذلك غير واحد من الخلفاء والملوك باشباههم۔

بہت سے خلفاء اور سلاطین نے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا خلیفہ ہارون رشید نے علماء کے متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا۔ خلاصہ یہ کہ قرون اولیٰ سے لے کر اس وقت تک تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں کا یہی فیصلہ رہا ہے کہ مدعی نبوت اور اس کے ماننے والے

Marfat.com

کافر اور مرتد اور واجب القتل ہیں اب بھی مسلمانانِ پاکستان کے وزرا، حکومت سے استدعا ہے کہ خلفائے راشدین اور سلاطین کی اس سنت پر عمل کر کے دین اور دنیا کی عزت حاصل کریں۔

عزیز یکہ از در گہش سر بتافت　　　　بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت

قتل مرتد کے متعلق مرزائی خلیفہ اوّل حکیم نورالدین کا فتویٰ

مجھے (حکیم نورالدین صاحب کو) خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کر دے اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔
رسالہ تشحیذ الاذان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۱ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب کے نزدیک بھی مرتد کی سزا قتل ہے اس لئے مخالفین کو خالد بن ولید کے اتباع میں اس سنت کے جاری کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔

قادیانیوں کو حج بیت اللہ کی ممانعت کی وجہ

مرزائیوں کے نزدیک قادیان کی حاضری ہی بمنزلہ حج کے ہے اور مکہ مکرمہ جانا اس لئے ناجائز ہے کہ وہاں قادیانیوں کو قتل کر دینا جائز ہے۔

چنانچہ مرزا محمود صاحب خلیفہ ثانی ایک خطبہ جمعہ میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:
آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا جائز سمجھتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ علماء حرمین کے نزدیک قادیانی مرتد اور

Marfat.com

واجب القتل ہیں۔

تیسرا اختلاف

تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اُخروی نجات کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی ہے مرزائی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نجات کا دارومدار مرزا غلام احمد پر ایمان لانے پر ہے اور جو شخص مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور ابدی جہنم کا مستحق ہے نہ اس کے ساتھ نکاح جائز اور نہ اس کی نماز جنازہ درست ہے۔

مرزا صاحب کے متبعین کے سوا دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان کافر اور اولاد الزنا ہیں۔
چنانچہ اسی بناء پر چودھری ظفر اللہ نے قائد اعظمؒ کے نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی کہ ظفر اللہ کے نزدیک قائد اعظمؒ کافر اور جہنمی تھے۔

قائد اعظم کی وصیت یہ تھی کہ میری نماز جنازہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ پڑھائیں چنانچہ وصیت کے مطابق شیخ الاسلام نے تمام ارکان دولت اور مسلمانان ملت کی موجودگی میں قائد اعظمؒ کا جنازہ پڑھا اور اپنے دست مبارک سے ان کو دفن کیا۔

قائد اعظم کا مذہب

اس وصیت اور طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ قائد اعظمؒ کا مذہب وہی تھا جو حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا تھا اور پاکستان اسی قسم کی اسلامی حکومت ہے کہ جس قسم کا اسلام حضرت شیخ الاسلام کا تھا۔ مولانا شبیر احمدؒ اسی پاکستان کے شیخ الاسلام تھے۔ اور ساری دنیا کو معلوم ہے کہ شیخ الاسلام عثمانیؒ مرزائی جماعت کو مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے تھے۔
اور ان کی نظر میں مسیلمۂ پنجاب کا وہی حکم تھا جو شریعت میں یمامہ کے مسیلمۂ کذاب کا ہے۔
شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تحریرات اس بارہ میں صاف اور واضح ہیں۔

Marfat.com

تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان مرزائیوں کے نزدیک کافر اور جہنمی اور اولاد الزناء ہیں

مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن و حدیث کے ایک ایک حرف پر بھی عمل کرے مگر مرزا صاحب کو نبی نہ مانے تو وہ ویسا ہی کافر ہے جیسے یہود اور نصاریٰ اور دیگر کفار اور مرزا صاحب کے تمام منکر اولاد الزناء ہیں۔ قادیانی مذہب صفحہ ۱۳۲۔

چوتھا اختلاف

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر وہی معتبر ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اس کے بعد صحابہ و تابعین کی تفسیر کا درجہ ہے مرزا صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی وہی تفسیر معتبر ہے جو میں بیان کروں اگرچہ وہ تمام احادیثِ متواترہ اور صحابہ اور تابعین اور امت محمدیہ کے تمام علماء کے خلاف ہو۔

پانچواں اختلاف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم معجز ہے یعنی حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے۔ کوئی اس کا مثل نہیں لا سکتا ہے۔

مرزا صاحب اور مرزائی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کا کلام بھی معجز ہے۔ مرزا صاحب اپنے قصیدہ اعجازیہ کو قرآن کی طرح معجز قرار دیتے تھے۔ مرزائیوں کے نزدیک مرزا صاحب کی وحی پر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہے جیسے قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اور جس طرح قرآن کریم کی تلاوت عبادت ہے اسی طرح مرزا صاحب کی وحی اور الہامات کی تلاوت بھی عبادت ہے۔ معلوم نہیں کہ کیا مرزا صاحب کے انگریزی الہامات کی بھی قرآن کی طرح تلاوت عبادت ہے یا نہیں، واللہ اعلم۔

Marfat.com

اب ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے بعد اگر کسی اور کتاب پر بھی ایمان لانا فرض ہو تو قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب نہ ہوگی مرزا صاحب فرماتے ہیں:

انچہ من بشنوم زوحی خدا ☆ بخدا پاک دانمش از خطاہا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم ☆ از خطاہا ہمیں است ایمانم

درثمین صفحہ ۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

چھٹا اختلاف

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حجت ہے اور اس کا اتباع ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے من یطع الرسول فقد اطاع الله. وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن الله۔ مرزا صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ جو حدیث نبوی میری وحی کے موافق نہ ہو اس کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔ مرزا صاحب حدیث نبوی کے متعلق لکھتے ہیں:

(۱) جو شخص حکم ہو کر آیا اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔ حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۔

(۲) اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۹۔

ساتواں اختلاف

قرآن اور حدیث جہاد کی ترغیب اور اس کے احکام سے بھرا پڑا ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جہاد شرعی میرے آنے سے منسوخ ہو گیا اور انگریزوں کی اطاعت اولی الامر کی اطاعت ہے اور انگریزوں سے جہاد کرنا حرام قطعی ہے۔ مگر

پاکستان کی تخریب کے لئے فوجی تیاریاں، اور ریشہ دوانیاں، قادیانیوں کے نزدیک فرض عین ہیں اور لیل ونہار اسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

آٹھواں اختلاف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور پرنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد آنے والا خواہ کتنا ہی صالح اور متقی ہو وہ انبیاء ومرسلین سے افضل و بہتر نہیں ہوسکتا مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ میں تمام انبیاء کرام سے افضل ہوں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ☆ من بفرمان نہ کمترم از کسے
انچہ دادست ہرنبی راجام ☆ دادن آن جام رامر اہتمام
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین ☆ ہرکہ گوید دروغ است ولعین

درثمن صفحہ ۲۸۷ وصفحہ ۲۸۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

نواں اختلاف

از روئے قرآن وحدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول اور برگزیدہ بندے بغیر باپ کے مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے صاحب معجزات تھے۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح بن مریم سے افضل ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں جو مغلظات اور بازاری گالیاں لکھی ہیں ان کے تصور سے ہی کلیجہ شق ہوتا ہے بطور نمونہ ایک عبارت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ دافع البلاء صفحہ ۲۔

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۳) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا

Marfat.com

وجود پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتہم صفحہ ۷) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا ضمیمہ انجام اتہم صفحہ ۴۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ اتہم صفحہ ۵، ازالہ کلاں صفحہ ۳، اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ وصفحہ ۱۴، ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۲ وصفحہ ۱۳۳ و کشتی نوح صفحہ ۱۶۔

دسواں اختلاف

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے محمد عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والاخرین اور افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور قادیان کا ایک دہقان اور دشمنان اسلام یعنی نصاریٰ بے لگام کا ایک زرخرید غلام یعنی مرزا غلام قادیانی کبھی تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور کبھی یہ کہتا ہے کہ میں عین محمد ہوں اور کبھی یہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل اور بہتر ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف تین ہزار تھے۔ تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۴۰، اور مرزا صاحب کے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصۂ پنجم صفحہ ۵۶ میں دس لاکھ بتائی ہے گویا کہ معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مرزائے قادیان سے شان اور مرتبہ میں تین سو تینتیس درجہ کم ہیں۔ اور قرآن کریم میں جو آیتیں حضور پر نور کے بارے میں اتری ہیں ان کے متعلق یہ کہتا ہے کہ یہ آیتیں میرے بارے میں اتری ہیں۔ مثلاً

(۱) آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ الخ جس میں حضور پر نور کے معجزۂ معراج کا ذکر ہے۔

(۲) ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خداوندی یا قرب جبرئیلی کا ذکر ہے۔

(۳) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (۴) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

(۵) اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْکَوْثَرَ۔ وغیر ذلک من الآیات۔

Marfat.com

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں میرے بارے میں مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ اور مثلاً قرآن کریم میں جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مبشرا برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد آیا اس سے بھی مرزا صاحب ہی مراد ہیں۔ اور محمد اور احمد میرا نام ہے۔ مرزا کیا ہے ایک دجال بھی ہے اور نقال بھی ہے۔

قادیان بمنزلہ مکہ اور مدینہ کے ہے

مرزائیوں کا قادیان بمنزلہ مکہ اور مدینہ کے ہے اس مسجد کے بارے میں کہ جو مرزا صاحب کے چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ)

قادیان کی زمین ارض حرم ہے

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

درثمین صفحہ ۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد۔

قادیان کی حاضری بمنزلہ حج کے ہے

مرزا بشیر الدین محمود اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔ ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے اور جیسا حج میں رفث اور فسوق اور جدال منع ہے ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔ خطبہ مندرجہ مجموعہ تقاریر گویا کہ آیت فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ قادیان کے جلسہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قادیان میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ!

پس اس مسجد سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِی أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی الَّذِی بَارَکْنَا مَا حَوْلَہٗ ایک

Marfat.com

اور جگہ لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ وہی ہے کہ جس کو مسیح موعود نے بنایا صفحہ ۲۵ منقول از قادیانی مذہب۔

قادیان میں بہشتی مقبرہ

قادیان میں بہشتی مقبرہ کے نام سے ایک مقبرہ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔ ملفوظات احمدیہ صفحہ ۴۱۶ اور پھر الہام ہوا کہ روئے زمین کے تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مکاشفات مرزا صفحہ ۵۹۔

مرزا صاحب کی امت

مرزا صاحب نے جابجا اپنے ماننے والوں کو اپنی امت بتایا ہے۔

مرزا صاحب کے مریدین بمنزلہ صحابہ کے ہیں

امت محمدیہ کی طرح مرزا صاحب کی امت میں طبقات ہیں مرزا صاحب کے دیکھنے والے صحابہ کہلاتے ہیں۔ اور ان کے دیکھنے والے تابعین اور تبع تابعین۔

مرزا صاحب کے اہل وعیال بمنزلہ اہل بیت کے ہیں

اور مرزا صاحب کے خاندان کو اہل بیت اور خاندان نبوت اور مرزا صاحب کی بیبیوں کو ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔

مرزا صاحب کا خاندان خاندان نبوت ہے

اور مرزا صاحب کے خاندان کو خاندان نبوت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور قرآن اور حدیث میں اہل بیت اور ذوی القربیٰ کے جو حقوق اور احکام آئے وہ سب مرزا صاحب کے خاندان اور اہل بیت کے لئے ثابت کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مرزا صاحب کی امت میں ابوبکر وعمر

حکیم نورالدین خلیفۂ اوّل کو مرزائی امت کا ابوبکر صدیق مانا گیا ہے اور مرزا بشیر احمد خلیفۂ ثانی کو اس امت کا عمر فاروق اعظم کہا جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے:

گربہ میر وسگ وزیر وموش را دیوان کنند این چنین ارکان دولت ملک را ویران کنند

مرزا صاحب پر مستقلاً صلوٰۃ وسلام کی فرضیت

اور مرزا صاحب کے مریدین اور کنبہ کی اس میں شرکت اور شمولیت

پس آیت "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔ کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجنا ازبس ضروری ہے۔ رسالۂ درود شریف مصنفہ محمد اسماعیل قادیانی صفحہ ۱۳۶، ازروئے سنت اسلام واحادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریح سے آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمالی درود پر اکتفا نہ کیا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچ جائے۔ از رسالہ مذکورہ

چودھری ظفر اللہ کا سلام ٹریکٹ

دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب

خدا کے راست باز نبی رامچندر پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو۔

Marfat.com

خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی کیفنوس پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی موسیٰؑ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی مسیح پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز بندہ بابا نانک پر سلامتی ہو۔

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی بیرسٹر کا ٹریکٹ مارچ ۱۹۳۳ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا۔

اس ٹریکٹ سے چودھری ظفر اللہ کے ایمان کی حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ ان کے نزدیک حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی طرح راچند ر اور کرشن بھی نبی اور رسول تھے اہل اسلام کے نزدیک تو سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کو راچند ر اور کرشن کے ساتھ ذکر کرنا سراسر گستاخی اور گمراہی ہے۔

البتہ مرزا غلام احمد کو کرشن اور رام چندر کے ساتھ ذکر کرنا نہایت مناسب ہے۔ سب کے سب ائمۃ الکفر اور کافروں کے پیشوا تھے۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ اسلام اور مرزائیت کا اختلاف اصولی ہے فروعی نہیں

مرزائی مذہب نے اسلام کے اصول اور قطعیات ہی کو تبدیل کردیا ہے اب کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک باقی نہیں رہی یہ جماعت بہ نسبت یہود اور

Marfat.com

نصاریٰ اور ہنود کے اہل اسلام سے زیادہ عداوت رکھتی ہے جو مسلمان مرزائے قادیان کو نبی نہ مانے وہی ان کے نزدیک کافر ہے اور اولاد زنا ہے اور اس کے ساتھ کوئی تعلق جائز نہیں مثلاً مسلمانوں کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں اور اس کی نماز جنازہ نہیں۔

دین کی بنیاد دو چیزوں پر ہے قرآن اور حدیث۔قرآن کے متعلق تو مرزا یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر وہی صحیح ہے کہ جو میں بیان کروں اگرچہ وہ تفسیر کل علماء امت کی تفسیر کے خلاف ہو اور حدیث نبوی کے متعلق یہ کہتا ہے کہ جو حدیث میری وحی کے مطابق ہو وہ قبول کی جائے گی اور جو میری وحی کے خلاف ہوگی وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائے گی اس طرح اسلام کے ان دو بنیادی اصولوں کو ختم کیا اور اپنی من مانی تاویلات اور تحریفات کو اسلام کے سر لگایا الفاظ تو شریعت کے لے مگر معنی بالکل بدل دیئے اور آیات اور احادیث میں وہ تحریف کی کہ یہود اور نصاریٰ بھی پیچھے رہ گئے اور تعلیم یافتہ طبقہ اکثر چونکہ دین اور اصول دین سے بے خبر اور عربی زبان سے ناواقف ہے اس لئے یہ طبقہ زیادہ تر اسی گمراہی کا شکار ہوا، اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔آمین۔

ایک ضروری گذارش

قادیانی کتابوں کے دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہوجاتی ہے کہ قادیانی مذہب اس مثل کا مصداق ہے کہ

میرے تھیلے میں سب کچھ ہے

ایمان بھی ہے اور کفر بھی ہے ختم نبوت کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی ہے دعوائے نبوت ورسالت بھی ہے اور جو دعوائے نبوت کرے اس کی تکفیر بھی ہے حضرت مسیح بن مریم کے رفع الی السماء اور نزول کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی وغیرہ وغیرہ۔غرض یہ کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں جس قدر مختلف اور متعارض مضامین ملتے ہیں وہ دنیا کے کسی متنبی اور ملحد اور

Marfat.com

زندیق کی کتابوں میں نہیں ملتے اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جن کا مرزا صاحب کبھی اقرار کرتے ہیں اور کبھی انکار اور یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ ہے اور غرض یہ ہے کہ بات گول مول رہے حقیقت متعین نہ ہو حسب موقعہ اور حسب ضرورت جس قسم کی عبارت چاہیں لوگوں کو دکھلا سکیں اور زنادقہ کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ بات صاف نہیں کہتے یہی طریقہ مرزا اور مرزائیوں کا ہے کہ جب مرزا صاحب کا اسلام ثابت کرنا چاہتے ہیں تو قدیم عبارتیں پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہمارے عقیدے تو وہی ہیں جو سب مسلمانوں کے ہیں اور جب موقعہ ملتا ہے تو مرزا صاحب کے فضائل اور کمالات اور وحی الہامات کے دعویٰ پیش کر دیتے ہیں اور دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب مستقل نبی اور رسول نہ تھے وہ تو ظلی اور بروزی نبی تھے ظلی اور بروزی اور مجازی نبی کی اصطلاح مرزا نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے گھڑی ہے۔ اگر کوئی شخص حکومت کی وفاداری کا اقرار کرے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنا نام صدر مملکت رکھ لے اور جو خادم 'ندرون خانہ خدمت انجام دیتا ہو اس کا نام وزیر داخلہ رکھ لے اور جو خادم بازار سے سودا لاتا ہو اس کا نام وزیر خارجہ رکھ لے اور باورچی کا نام وزیر خوراک رکھ لے وغیرہ ذلک اور تاویل یہ کرے کہ معنی لغوی کے اعتبار سے میں اپنے آپ کو صدر مملکت اور اپنے خادم کو وزیر داخلہ اور وزیر خارجہ کہتا ہوں اور اصطلاحی اور عرفی معنی میری مراد نہیں یا یوں کہے کہ میں تو صدر مملکت کا ظل اور بروز ہوں اور اس کے کمالات کا آئینہ ہوں اور میرے اس نام رکھنے سے حکومت کی مہر نہیں ٹوٹتی تو ظاہر ہے کہ یہ تاویل حکومت کی نظر میں اس کو مجرم اور چالاک اور مکار ہونے سے نہیں بچا سکتی اسی طرح مرزا صاحب کی یہ تاویل کہ میں ظلی اور بروزی نبی ہوں کفر اور ارتداد سے نہیں بچا سکتی مرزا صاحب بلاشبہ تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کے مدعی تھے اور اپنے وحی اور الہام کو قطعی اور یقینی اور کلام خداوندی سمجھتے تھے اور اپنے زعم میں اپنے

Marfat.com

خوارق کا نام معجزات رکھتے تھے اور اپنے منکر اور متردد اور ساکت کو کافر اور منافق ٹھہراتے تھے اور اپنی جماعت سے خارج ہونے والے کو مرتد کا خطاب دیتے تھے جو حقیقی نبوت و رسالت کے لوازم ہیں مرزا صاحب کا اپنے سے نبوت کے لوازم کو ثابت کرنا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ مرزا صاحب مستقل نبوت و رسالت کے مدعی تھے اور بروزی کی تاویل محض پردہ پوشی کے لئے تھی مخالفین کے خاموش کرنے کے لئے اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی ظاہر کرتے تھے مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ فضائل و کمالات اور معجزات میں، میں تمام انبیاء و مرسلین سے بڑھ کر ہوں حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا صاحب نے ظلی اور بروزی کی اصطلاح گھڑی ہے جس کا کتاب و سنت میں کہیں نام و نشان نہیں۔

خاتمۂ کلام

اب میں اپنی اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں اور تمام مسلمانوں سے عموماً اور جدید تعلیم یافتہ حضرات سے خصوصاً اس کا امیدوار ہوں کہ اس تحریر کو غور سے پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی مرتبہ پڑھنے میں مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اکثر دین سے بے خبر بھی ہے اور بے فکر بھی ہے اس لئے وہ غلط فہمی میں زیادہ مبتلا ہے اور قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتا ہے۔

اے میرے عزیزو! جس طرح کسی مسلمان کو بے وجہ کافر سمجھنا کفر ہے اسی طرح کسی کافر کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے دونوں جانبوں میں احتیاط ضروری ہے۔

اور جس طرح مسیلمۂ کذاب کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اسی طرح مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ مسیلمۂ قادیان۔ یمامہ کے مسیلمہ سے دجل اور فریب میں کہیں آگے نکلا ہوا ہے۔ ان اريد الا الا صلاح وما استطعت وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب وآخر دعوانا ان الحمد

Marfat.com

للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی اصحابه وازواجه وذریاته اجمعین وعلینا معهم یا ارحم الراحمین۔

بندہ گنہگار محمد ادریس کان اللہ لہٗ

مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور۔ ۱۲؍ شوال المکرّم ۱۳۷۱ھ

Marfat.com

بشائر النّبيين

بظهور خاتم الانبياء والمرسلين

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

از حضرت قدوۃ العلماء الراسخین بقیۃ السلف و حجۃ الخلف

حضرت الشاہ سید محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلِد آدم وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

امابعد! احقر محمد انور کشمیری عفا اللہ عنہ اہل اسلام کی عالی خدمت میں عرض گذار ہے کہ عاجز نے یہ رسالہ بشائر النبیین بظہور خاتم الانبیاء والمرسلین مؤلفہ جناب فضائل مآب مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی دام اللہ ظلہ مطالعہ کیا۔ مؤلف ممدوح نے اخلاص اور نیت سے اس رسالہ کو جمع کیا ہے اور دعائے خلیل اللہ علیہ السلام اور بشارت روح اللہ علیہ السلام کو یاد دلایا ہے حق تعالیٰ تالیف ہذا مؤلف کے لئے موجب رضاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کرے آمین۔ امید ہے کہ ایسا رسالہ باقتباس آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور صاف وروشن مفید خاص وعام اور موجب انشراح صدور ہوگا۔ واللہ الموفق

Marfat.com

تقریظ

تقریظ از امام المتکلمین وعمدۃ المفسرین مولانا الحاج شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی قدس اللہ سرہ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

بشارات کے باب میں علمائے اسلام نے بہت کچھ لکھا ہے۔ عربی اور اردو میں مستقل رسائل بھی تصنیف کیے گئے لیکن حال میں بشارت کے متعلق اپنے جس رسالہ کا مسودہ برادر مکرم مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی فاضل دیوبند نے احقر کو دکھلایا اس میں کئی خصوصیات ایسی ہیں جن کا اس قدر التزام واہتمام شاید دوسری تصانیف میں مرعی نہ تھا مولوی صاحب ممدوح نے اوّل موجودہ بائیبل سے کوئی بشارت (پیشین گوئی) مفصل حوالہ کے ساتھ نقل کی پھر نہایت صاف وسلیس مگر موثر عبارت میں اس کی توضیح کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا بلا تکلف منطبق ہونا ثابت کیا اسی کے ساتھ پیشین گوئی کے مناسب قرآن کریم یا احادیث صحیحہ میں جو مضمون وارد ہوا تھا اس کو نقل فرما کر مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کی شان نمایاں کرتے گئے۔ اس طرح پوری کتاب اکیس بشارات پر مشتمل ہے۔ حق تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مومنوں کا ایمان بڑھائے اور منکروں کی آنکھیں کھول دے اور مؤلف ممدوح کے ذخیرۂ حسنات میں اضافہ کرے آمین۔

العبد شبیر احمد عثمانی دیوبندی عفا اللہ عنہ

وارد حال حیدر آباد دکن ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

بشائر النّبیین بظہور خاتم الانبیاء والمرسلینؐ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدِ الَّذِیۡ نَزَّلَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡفُرۡقَانَ وَاَرۡسَلَہٗ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا لِلۡعَالَمِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَحۡبَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَشۡیَاعِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ۔ اہل اسلام اور عیسائیوں کے درمیان پہلا اختلافی مسئلہ توحید فی التثلیث کا ہے اہل اسلام کہتے ہیں کہ عالم کا بنانے والا جس کا نام اللہ ہے وہ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ قدیم ہے ازلی اور ابدی ہے اور قادرِ مطلق ہے اور حیٌّ اور قیُّوم ہے۔ یعنی زندہ ہے اور عالم کی حیات اور زندگی کو قائم رکھنے والا اور کائنات کے وجود کو تھامنے والا وہی ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے نصاریٰ کہتے ہیں (معاذ اللہ) خدا تین ہیں ایک باپ یعنی حق تعالیٰ اور دوسرا بیٹا یعنی عیسیٰ بن مریم اور تیسرا روح القدس اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تینوں مل کر ایک ہیں۔ تین ایک میں ہیں اور ایک تین میں ہے اور دوسرے خدا یعنی عیسیٰ بن مریم کو یہود نے پھانسی دے دی اور اس کو نہایت ذلت سے مارا۔

پس نصاریٰ کے نزدیک خدا نہ تو ایک ہے اور نہ قادر مطلق ہے اور نہ زندہ ہے بلکہ اس درجہ عاجز ہے کہ وہ اپنے حیات کو اپنے دشمنوں بلکہ بندوں یعنی یہود سے نہ بچا سکا اور ان کے ہاتھوں مارا گیا پس جو ذات خود حیّ (یعنی زندہ) نہ ہو وہ دوسروں کی قیوم وجود اور زندگی کی تھامنے والی کیسے ہو سکے گی۔

اس مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل اور نصاریٰ کے دلائل اور شبہات کا کافی اور شافی جواب

Marfat.com

ہم نے اپنے رسالہ ''احسن الحدیث فی ابطال التثلیث'' میں دے دیا ہے طالبان حق اس رسالہ کو دیکھیں اور اس ناچیز کی دعا خیر سے دستگیری فرمائیں۔ واجر کم علی اللہ عز وجل۔

دوسرا مسئلہ

اہل اسلام اور نصاریٰ کے درمیان دوسرا اختلافی مسئلہ سرور عالم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا مسئلہ ہے۔

اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی مکی ومدنی اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول برحق ہیں جن کو حق تعالیٰ نے تمام جن اور انس کی ہدایت کے لئے بھیجا اور آپ کی دعوت قیامت تک جاری رہے گی اور آپ خاتم الانبیاء ہیں نبوت کا دروازہ آپ کے بعد مسدود ہو گیا ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اکثر یہود اور نصاریٰ تو حضور پرنور کو نبی ہی نہیں مانتے اور بعض شاذ و نادر اگر آپ کو نبی مانتے بھی ہیں تو فقط عرب کے لئے نبی مانتے ہیں سارے عالم کے لئے نبی نہیں مانتے۔

مگر اس فرقہ کا یہ دعویٰ کہ حضور پرنور کی نبوت فقط عرب کے ساتھ مخصوص تھی صراحۃً باطل اور لغو ہے اس لئے کہ جب اس فرقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ خاص عربوں ہی کے لئے رسول برحق مان لیا تو ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا تو پیغمبر کی شان کے بالکل خلاف ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعویٰ کیا کہ میں عامۂ خلائق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيٰتِ اس پر شاہد ہیں۔

اور آپ نے کسریٰ اور عجم کے مختلف فرمانرواؤں کی طرف اپنے سفیر بھیجے اور ان کو اسلام کی دعوت دی پس اگر آپ کی نبوت عرب پر محدود ہوتی تو آپ کسریٰ اور عجم کے سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ نہ کرتے اور نہ ان سے جہاد کرتے اور نہ ان پر جزیہ لگاتے اور نہ ان کو اسیر کر کے غلام بناتے نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک

Marfat.com

شخص کو رسول بھی مانا جائے اور پھر اس کے بعض دعاوی (یعنی عموم بعثت و رسالت) میں تکذیب بھی کی جائے تصدیق وتکذیب کو جمع کرنا نقیضین کو جمع کرنا ہے۔

نصاریٰ کے اکثر فرقے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً نبی نہیں مانتے ان کے مقابلہ میں آپ کی نبوت و رسالت کے ثابت کرنے کا طریقہ یہ ہے جو ہم عرض کرتے ہیں وھو ہذا۔

اہل اسلام اہل کتاب سے کہتے ہیں کہ آخر تم حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول برحق مانتے ہو بتلاؤ کہ تمہارے پاس آخر ان کی نبوت ورسالت کی کیا دلیل ہے جو دلیل بھی تم کسی نبی کی نبوت کی بیان کرو گے اسی قسم کی کم از کم دس دلیلیں ہم تمہارے سامنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیش کردیں گے۔

مثلاً اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی دلیل ان پر توریت جیسی عظیم الشان کتاب کا نازل ہونا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی دلیل ان پر زبور اور انجیل کا نازل ہونا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ قرآن کریم جیسی جامع اور کامل کتاب جو ہر شان میں توریت وانجیل سے بڑھ کر ہے اس کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا رسالت محمدیہ کی کیوں دلیل نہیں جو علوم اور معارف میں توریت اور انجیل سے کہیں بالا و برتر ہے۔

اور اگر انبیاء سابقین کی نبوت و رسالت کے دلائل ان حضرات کے معجزات تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہا معجزات کل انبیاء سابقین کے کل معجزات سے کمیت اور کیفیت میں بڑھے ہوئے ہیں اور اسانید صحیحہ اور روایات متصلہ کے ساتھ ثابت ہیں اور یہود اور نصاریٰ کے پاس کسی ایک معجزہ کی ایک سند بھی نہیں جس کا جی چاہے حدیث شریف کی کتابیں دیکھ لے کس طرح آپ کے دلائل نبوت کو اسانید صحیحہ اور متعددہ کے ساتھ بیان کیا

Marfat.com

ہے یہود اور نصاریٰ میں اگر طاقت ہے تو اپنے نبی کا ایک ہی کلمہ سند متصل کے ساتھ پیش کریں۔

کتب احادیث کو دیکھے کہ جن میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت اور سکون کو بیسیوں اور سینکڑوں سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور مذاہب یہود و نصاریٰ میں سند کا کہیں نام ونشان ہی نہیں۔ یہ علم الاسناد امت محمدیہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اگر شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شریعت موسویہ اور شریعت عیسویہ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو وہ کرلیں۔ شریعت محمدیہ تمام شریعتوں سے اکمل اور افضل اور اعلیٰ اور برتر ہی ملے گی۔ جو تہذیب اخلاق اور طریق عبودیت اور حقوق معاشرہ اور سیاست ملکیہ اور مدنیہ سب کو حاوی ہوگی۔ پھر اس پر بھی غور کرو کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمّی تھے یعنی ان پڑھ تھے۔

آپ نے نہ کسی سے علم پڑھا اور نہ کتابوں کا مطالعہ کیا اور نہ کبھی علم کے لئے سفر کیا پھر دنیا کے سامنے ایک جامع اور کامل شریعت پیش کی جس کی باریکیوں اور گہرائیوں میں ائمہ مجتہدین اور بڑے بڑے علماء محققین ساری عمر حیران اور سرگرداں رہے معلوم ہوا کہ وہ وحی الٰہی اور تعلیم ربانی تھی۔ انسانی فہم وفراست ایسے حقائق اور دقائق کے معلوم کرنے سے یکسر عاجز اور قاصر رہے اور اگر امت کا امت سے موازنہ کرنا چاہتے ہیں سو وہ بھی کرلیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل سے جہاد میں جانے کو کہا تو یہ جواب دیا اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ اے موسیٰ تم اور تمہارا پروردگار جا کر لڑ لو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

اور بقول نصاریٰ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کو پکڑا تو سارے حواری بھاگ گئے ایک بھی حضرت مسیح کے ساتھ نہ رہا۔ اور یہودا حواری نے تیس درم رشوت لے کر حضرت مسیح کو اور بقول نصاریٰ اپنے خداوند کو گرفتار کرادیا۔

اور صحابہ کرام کی جان نثاری اور جانبازی چاردانگ عالم میں مشہور ہے ساری دنیا کو

Marfat.com

معلوم ہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا جان و مال قربان کیا کہ اوّلین اور آخرین میں کہیں اس کی نظیر نہیں اور پھر خلفاء راشدین پر نظر ڈالو کہ چند روز میں دنیا پر اسلام کی حکومت قائم کر دی۔

ان سب کے علاوہ

آپ کی نبوت و رسالت کی ایک دلیل یہ ہے کہ انبیاء سابقین نے پہلے ہی سے خبر دی کہ اخیر زمانہ میں ایک عظیم الشان رسول ظاہر ہوں گے اور ان میں یہ اوصاف ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۔ الی آخر الایہ وقال تعالیٰ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جن میں یہ خبر دی گئی ہے کہ انبیاء سابقین نے آپ کے ظہور کی بشارتیں دی ہیں۔ اور اہل کتاب کو اس بات کا علم تھا مگر باوجود اس علم کے وہ آپ کے زمانہ میں آپ کے دشمن ہو گئے حالانکہ آپ کے ظہور سے پہلے وہ ان بشارتوں کو نقل کرتے تھے اور علماء اہل کتاب یہ کہا کرتے تھے کہ اہل مکہ میں سے نبی آخر الزماں کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔

بود در انجیل نام مصطفیٰ ☆ وآن سر پیغمبر ان بحر صفا
بود ذکر حلیہا و شکل او ☆ بود ذکر غزو وصوم واکل او
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب ☆ چون رسید ندے بدان نام وخطاب
بوسہ دادندے بدان نام شریف ☆ رونہا دندے بدان وصف لطیف

اور علماء یہود و نصاریٰ اس نبی مبشر کی آمد کے منتظر تھے اس لئے بہت سے ذی علم اور سمجھدار اہل کتاب جو خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ موصوف تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کو سنتے ہی آپ پر ایمان لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور بہت سے باوجود اس بات کے کہ ان کو آپ کے نبی موعود ہونے کا یقین تھا مگر ضد اور حسد کی وجہ

Marfat.com

سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے جیسا کہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ (سورۂ بقرہ۔رکوع:۱۷)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت وغیرہ) دی وہ آنحضرت ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں جس طرح انسان کو اپنے بیٹے کے بارہ میں شبہ نہیں ہوتا اسی طرح اہل کتاب کو نبی کریم کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں البتہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپاتے ہیں۔

پھر دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَوَلَمْ تَاْتِھِمْ بَیِّنَۃُ مَافِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی۔ (سورۂ طٰہٰ)

کیا اگلی کتابوں کی پیشین گوئیوں کی گواہی ان کے پاس نہیں پہنچی کہ وہ آپ کی نبوت و رسالت کی روشن دلیل ہے۔

توریت اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح بشارتیں تھیں مگر یہود اور نصاریٰ نے تقریباً سب میں تحریف کر ڈالی اور جو بشارتیں ان کی تحریف سے بچ رہیں ان میں تاویل کر ڈالی جس طرح یہود بے بہبود حضرت عیسیٰ کی نبوت کی خبروں اور بشارتوں میں تاویل کرتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ حیاریٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں اور بشارتوں میں تاویل کرتے ہیں۔

پس نصاریٰ کا یہ کہنا کہ توریت اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خبر اور بشارت نہیں بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ یہود اپنی سینہ زوری سے حضرت مسیح کی خبروں اور بشارتوں کی تکذیب اور تاویل کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ انبیاء سابقین نے حضرت مسیح کے ظہور کی کوئی بشارت نہیں دی حالانکہ علماء نصاریٰ کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ انبیاء سابقین نے حضرت مسیح کی بہت سی بشارتیں دی ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم توریت وانجیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور

Marfat.com

خبروں کا ذکر کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طالبان حق کے تنبیہ کے لئے نصاریٰ کے ایک غلط دعویٰ کا بطلان واضح کردیں تاکہ طالبان حق اہل کتاب کے دھوکہ میں نہ آئیں وہ یہ کہ نصاریٰ کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النّبیین تھے ان کے بعد کوئی نبی نہیں لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہوسکتے۔ اہل اسلام کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے جس کے متعدد وجوہ ہیں۔

(۱) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں خاتم النّبیین ہوں کسی انجیل میں کسی جگہ بھی حضرت عیسیٰ کے خاتم النّبیین ہونے کا ذکر نہیں اور اس عقیدہ پر نصاریٰ کے پاس نہ کوئی دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل عقلی۔

(۲) نیز حضرت مسیح نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے آسمان پر چلے جانے کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا بلکہ اپنے بعد ایک آنے والے عظیم الشان رسول یعنی فارقلیط کی بشارت دی اور اس پر ایمان لانے کی تاکید اکید کی اور اسی بناء پر علماء اہل کتاب حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے بعد فارقلیط کی آمد کے منتظر رہے جس کا انجیل میں وعدہ کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے مونٹانس نے اپنے حق میں فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہوگئے۔

(۳) نیز نصاریٰ حوارین اور پولوس کی نبوت کے قائل ہیں حالانکہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہیں۔

(۴) کتاب الاعمال کے گیارھویں باب میں لکھا ہے۔

۲۷۔ انہی دنوں میں چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے۔

۲۸: ان میں سے ایک نے جس کا نام اگیس تھا کھڑے ہوکر روح کے ہدایت سے ظاہر کیا کہ دنیا میں بڑا کال پڑے گا اور کلودیس (قیصر روم) کے عہد میں واقع ہوا۔ انتہیٰ۔

یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ یروشلم سے انطاکیہ میں چند نبی آئے جن میں ایک کا نام اگیس اور عربی نسخہ میں آغابوس تھا اور یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ واقعہ حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے پس جب ان کے بعد نبی ثابت ہوئے تو حضرت عیسیٰ کا خاتم النّبیین ہونا قطعاً غلط ہوا۔

(۵) نیز انجیل متی کے ساتویں باب درس ۱۵ میں حضرت مسیح کی تعلیم اس طرح مذکور ہے۔

جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ الی آخرہ۔

دور تک سلسلۂ کلام چلا گیا جس میں حضرت مسیح نے خبردار کیا کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوں گے اور میرے نام سے نبوت کا دعویٰ کریں گے یعنی یہ کہیں گے کہ میں مسیح موعود ہوں تم ان سے خبردار رہنا وہ باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ حضرت مسیح نے اس تعلیم میں یہ قید لگائی کہ میرے بعد جھوٹے مدعیان نبوت کے دھوکہ میں نہ آنا۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ یہ فرمایا کہ مدعیان نبوت کا امتحان کرو سچے کی تصدیق کرو اور جھوٹے کی تکذیب کرو چنانچہ یوحنا کے پہلے خط کے باب چہارم میں ہے۔ اے عزیزو ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ الخ

خلاصہ یہ کہ انجیل کی ان تمام نصوص سے واضح ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام خاتم النّبیین نہ تھے۔

اب ہم اس تمہید کے بعد اس مختصر رسالہ میں کتب سابقہ توریت و زبور و انجیل وغیرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں اور علماء نصاریٰ نے جو ان بشارات میں تاویلات کی ہیں یا جو ان پر اعتراضات کیے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان تاویلات اور اعتراضات کا بھی کافی اور شافی جواب ذکر کریں گے تاکہ ان بشارتوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر انطباق روز روشن کی طرح واضح ہو جائے اور حق جل شانہ سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو قبول فرمائے اور اس ناچیز کے لئے توشۂ آخرت اور یہود و نصاریٰ کے لئے ذریعہ ہدایت اور اہل ہدایت کے لئے موجب بصیرت اور باعث استقامت بنائے آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ

Marfat.com

الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

بشارت اوّل۔

از تورات سفر استثناء باب (۱۸) آیت (۱۸)

۱۸۔اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں تجھ سا نبی برپا کروں گا۔اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔۱۹۔اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔۲۰۔لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے گا کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔۲۱۔اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کر جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی۔انتہیٰ۔

اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ یہ بشارت خاص سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور یہود کا یہ خیال ہے کہ یہ بشارت یوشع علیہ السلام کے لئے ہے۔اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔لیکن حق یہ ہے کہ اس بشارت کا مصداق بجز خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ بشارت اس نبی کے ظہور کی ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کے مماثل یعنی مانند ہو اور بنی اسرائیل سے نہ ہو بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہو اور پھر اس بشارت میں اس آنے والے نبی کی صفات کا ذکر ہے اس لئے اہل اسلام کہتے ہیں کہ یہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے بچند وجوہ۔

اوّل: یہ کہ اس بشارت میں یہ مذکور ہے کہ میں ان کے یعنی بنی اسرائیل کے بھائیوں

Marfat.com

میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نبی۔ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوگا اس لئے کہ یہ خطابات ایک دو شخص کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل کے تمام اسباط اور گروہوں کو تھے لہٰذا اس خطاب کی مخاطب مجموع قوم بنی اسرائیل ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ اس پوری قوم (بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ جو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں نہ ہوگا اس لئے کہ اگر یہ نبی بنی اسرائیل میں سے ہوتا تو یہ فرماتے کہ خود تم میں سے ایک نبی پیدا ہوگا کما قال تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ اور یہ نہ فرماتے کہ تمہارے بھائیوں میں سے وہ نبی ظاہر ہوگا کما قال تعالیٰ۔ خِطَابًا لِبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ۔

غرض یہ کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام بنی اسرائیل کو بلا کسی تخصیص کے یہ خطاب فرمانا کہ وہ نبی موعود تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اس امر کی صاف دلیل ہے کہ وہ نبی موعود بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ کیونکہ بنی اسمٰعیل۔ بنی اسرائیل کے بھائی ہیں نصاریٰ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے خود بنی اسرائیل ہی مراد ہیں مگر یہ بالکل غلط ہے اور سراسر خلاف عقل ہے اور ساری دنیا کی لغت کے خلاف ہے جب یہ کہا جائے کہ زید کے بھائی تو زید ان بھائیوں میں داخل نہ ہوگا بلکہ بھائیوں کے علاوہ ہوگا کیونکہ مضاف الیہ باتفاق عقلاء مضاف سے خارج ہوتا ہے نیز کسی شخص اور اس کی اولاد کو دنیا کے کسی محاورہ میں بطریق حقیقت یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ اس کے بھائی ہیں پس اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسرائیل کی اولاد مراد لینا سراسر نادانی اور جہالت ہے محاورہ میں یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ زید بنی تمیم کا بھائی ہے اور ہود قوم عاد کے بھائی ہیں اور صالح قوم ثمود کے بھائی ہیں یعنی اس قوم کے ایک فرد ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قوم عاد قوم عاد کے بھائی ہیں اور ثمود ثمود کے بھائی ہیں۔ اور بنو تمیم بنو تمیم کے بھائی ہیں اور بنو ہاشم بنو ہاشم کے بھائی ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح یہ کہنا کہ بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں صریح نادانی اور جہالت ہے اور یہ کہنا کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے ان کی نسل اور اولاد مراد ہیں۔ کھلی ہوئی حماقت ہے۔

نیز کتاب پیدائش کے سولہویں باب۔ درس تیرہ میں بنی اسرائیل کے مقابلہ میں حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد کا اس طرح ذکر ہے۔

۱۳۔ وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بودو باش اختیار کرے گا۔ اھ

اور توریت سفر پیدائش کے پچیسویں باب درس ۱۸ میں ہے۔

کہ اسمٰعیل اپنے سب بھائیوں کے سامنے مر گیا۔ الخ۔

پس ان دونوں جگہ بنی اسمٰعیل کے بھائیوں سے بالاتفاق بنی عیص اور بنی اسرائیل مراد ہیں اور یہ امر باتفاق یہود و نصاریٰ ثابت ہے کہ خالص بنی عیص میں سے کوئی صاحب نبوت نہیں ہوا اور یہ امر بھی فریقین میں مسلم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جو اولاد قطورہ سے ہوئی ان سے بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت اور برکت کا کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔ البتہ حضرت اسمٰعیل کے حق میں برکت کا وعدہ فرمایا۔

اہل کتاب کی ایک تحریف کا ذکر

علماء اہل کتاب نے اس بشارت میں ایک لفظ یہ اضافہ کر دیا ہے خدا تیرے ہی درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک پیغمبر قائم کرے گا (دیکھو اسی باب کا درس ۱۵) تا کہ یہ بشارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر صادق نہ آئے سو جاننا چاہئے کہ یہ لفظ تیرے ہی درمیان سے بعد میں بڑھایا گیا ہے دلیل اس تحریف کی یہ ہے کہ توریت سفر استثناء باب ۱۸ اور درس اٹھارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب میں الفاظ یہ ہیں میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اھ۔

اس میں تیرے ہی درمیان سے۔ کا لفظ مذکور نہیں اور عجیب بات ہے کہ کتاب

Marfat.com

الاعمال باب ۳۔آیت ۲۲ میں اس خبر کا ذکر آیا ہے مگر تیرے درمیان کا لفظ مذکور نہیں۔

نیز حضرت مسیح کے حواریین نے جہاں کہیں بھی اس کلام کو نقل کیا ہے اس میں یہ جملہ یعنی کہ تیرے ہی درمیان سے کبھی ذکر نہیں کیا معلوم ہوا کہ یہ جملہ الحاقی ہے۔

اور اگر بالفرض والتقدیر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ جملہ الحاقی نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ تیرے درمیان سے یعنی خدا پرستوں کی نسل سے مطلب یہ کہ وہ حضرت ابراہیم حنیف کی نسل سے ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کو مخاطب بنا کر یہ فرمایا کہ ان کے بھائیوں میں سے حق تعالیٰ ایک نبی برپا کرے گا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ وہ بنی اسرائیل نہ ہوگا ورنہ اگر کسی اسرائیلی نبی کی خبر دینا منظور ہوتا تو یہ فرماتے کہ ان میں سے یا ان کی اولاد میں سے وہ نبی برپا ہوگا ایسی صورت میں بھائیوں کا لفظ بڑھانا محض لغو اور فضول ہوگا بھائیوں کا لفظ باآواز بلند پکار رہا ہے کہ اس نبی موعود کو ان لوگوں کے ساتھ علاقۂ صلبی یا بطنی نہ ہوگا۔ یعنی وہ نبی بنی اسرائیل کی نسل سے نہ ہوگا۔

اور ظاہر ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بنی اسرائیل میں سے ہیں بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے نہیں لہٰذا یہ دونوں نبی۔ اس بشارت کے مصداق نہیں بن سکتے اس بشارت کا مصداق صرف وہی نبی ہوسکتا ہے کہ جو بنی اسمٰعیل میں سے ہو انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی پیغمبر اس بشارت کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

دوئم: یہ کہ اس بشارت میں یہ مذکور ہے کہ تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا اور ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مانند نہ یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام اس لئے کہ یہ دونوں حضرات بنی اسرائیل میں سے ہیں اور توریت سفر استثناء باب چونتیسواں درس دہم میں ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ کے مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے

Marfat.com

آشنائی کرتا۔ انتہیٰ۔

علاوہ ازیں حضرت یوشع علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تلمیذ (شاگرد) تھے اور تابع اور متبوع مماثل نہیں ہوتے نیز حضرت یوشع اس وقت موجود تھے اور اس بشارت میں یہ مذکور ہے کہ ایک، نبی برپا کروں گا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نبی کا وجود زمانہ مستقبل میں ہوگا۔

اور یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے زمانہ میں نبی ہو چکے تھے پس وہ اس بشارت کا جس میں آئندہ نبی کی خبر دی گئی ہے کیسے مصداق ہو سکتے ہیں۔

علیٰ ہذا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مماثل نہیں اس لئے کہ نصارائے حیاریٰ کے نزدیک تو وہ ابن اللہ یا خود خدا ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ اللہ نہ ابن اللہ بلکہ خدا کے ایک بندے ہیں۔ پس بندے اور خدا میں کیا مماثلت۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ اعتقاد نصاریٰ مقتول و مصلوب ہو کر اپنی امت کے لئے کفارہ ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ مقتول و مصلوب ہوئے اور نہ کفارہ ہوئے۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت حدود و قصاص زواجر و تعزیرات غسل و طہارت کے احکام سے ساکت ہے۔ بخلاف شریعت موسویہ کے وہ ان تمام امور پر مشتمل ہے ہاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مماثلت ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب شریعت مستقلہ تھے اسی طرح ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غراء بھی مستقل اور کامل اور علیٰ وجہ الاتم حدود و تعزیرات جہاد و قصاص۔ حلال و حرام کے احکام کو جامع ہے اور ظاہری احکام کی طرح باطنی احکام یعنی اخلاق بھی جامع ہے۔

Marfat.com

جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے نکال کر عزت دی اس سے بدرجہا زائد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو روم اور فارس کی قید سے چھڑا کر اللہ کا کلمہ پڑھایا اور قیصر و کسریٰ کے خزائن کی کنجیاں ان کے سپرد کیں۔ نیز جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کیا اسی طرح ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی انبیاء سابقین کی سنت نکاح پر عمل فرمایا۔ اور اسی مماثلت کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ ہے:

اِنَّـا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔

ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا۔ تم پر گواہی دینے والا۔ جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اس مماثلت کا دعویٰ بھی نہیں فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مماثلت سے یہ مراد ہے کہ وہ نبی موعود موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ اور حضرت یوشع علیہما الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے ہر نبی انبیاء بنی اسرائیل میں سے اس بشارت کا مصداق بن سکتا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ اور حضرت یوشع علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے کسی درجہ میں مماثلت تسلیم کر لی جائے تو اس مماثلت کو اس مماثلت سے کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہے کوئی نسبت نہیں۔

(۳) سوم: یہ کہ اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اھ یعنی اس نبی پر الواح تورات و زبور کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی بلکہ فرشتہ اللہ کی وحی لے کر نازل ہوگا۔ اور وہ نبی امی ہوگا۔ فرشتہ سے سن کر اللہ کا کلام یاد کرے گا اور اپنے منہ سے پڑھ کر امت کو سنائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات بجز نبی امی فداہ

Marfat.com

نفسی وابی وامی کسی پر صادق نہیں آتی۔ کما قال تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى.

آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے مگر وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔

(۴) **چہارم**: یہ کہ اس بشارت میں اس امر کی بھی تصریح ہے کہ جو اس نبی موعود کے حکم کو نہ مانے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ اور ظاہر ہے کہ اس سزا سے اخروی عذاب مراد نہیں اس لئے کہ اس میں اس موعود کے نہ ماننے والے کی کیا خصوصیت ہے۔ اُخروی عذاب تو ہر نبی کے نہ ماننے والے کے لئے ہے بلکہ اس سے دنیوی سزا یعنی جہاد و قتال اور حدود و قصاص جاری کرنا مراد ہے اور یہ بات نہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوئی اور نہ یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ البتہ خاتم الانبیاء و سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی وجہ الاتم حاصل ہوئی لہٰذا وہی اس بشارت کا مصداق ہو سکتے ہیں۔

(۵) **پنجم**: یہ کہ اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ اگر وہ نبی عیاذاً باللہ افتراء کرے گا اور خدا کی طرف غلط بات منسوب کرے گا تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد دعوائے نبوت قتل نہیں کیے گئے۔ دشمنوں نے ہر طرح کی کوشش اور تدبیر کی مگر سب برباد گئی۔ کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اس نعمت کو یاد کیجئے کہ کافر جب آپ کے ساتھ مکر کرتے تھے کہ آپ کو قید کر لیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں وہ اپنی تدبیریں کرتے تھے اور اللہ اپنی تدبیر فرماتا تھا اور اللہ ہی بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

اور حسب وعدۂ الٰہی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ آپ بالکل محفوظ اور مامون رہے

Marfat.com

اور بجائے اس کے کہ کسی قسم کا حادثہ فاجعہ پیش آتا آپ کی شان وشوکت بلند ہوتی گئی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ نبی موعود نہ ہوتے تو ضرور قتل کئے جاتے۔ ہاں حسب زعم نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتول ومصلوب ہوئے۔ پس اگر حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بشارت کا مصداق قرار دیا جائے تو علیٰ زعم النصاریٰ عیاذاً باللہ ان کا کاذب ہونا لازم آتا ہے اور قرآن عزیز میں بھی اس طرف اشارہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ

وَلَوُ لَا اَنُ ثَبَّتُنٰكَ لَقَدُ كِدُتَّ تَرُكَنُ اِلَيُهِمُ شَيْئًا قَلِيُلًا اِذًا لَّاَذَقُنٰكَ ضِعُفَ الُحَيٰوةِ وَضِعُفَ الُمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُلَكَ عَلَيُنَا نَصِيُرًا ○ وَلَوُ تَقَوَّلَ عَلَيُنَا بَعُضَ الُاَقَاوِيُلِ لَاَخَذُنَا مِنُهُ بِالُيَمِيُنِ ثُمَّ لَقَطَعُنَا مِنُهُ الُوَتِيُنَ۔

اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ قریب تھے کہ ان کی جانب اقل قلیل مائل ہوجاتے۔ اس وقت ہم آپ کی زندگی اور موت کا دوچند عذاب چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار نہ پاتے۔ اگر محمدؐ ہم پر کچھ افتراء کرتے تو ہم ان کا داہنا پکڑ لیتے۔ اور ان کی شہ رگ کو کاٹ دیتے۔

(ایک ضروری تنبیہ) بیسویں درس میں جو یہ مذکور ہے کہ وہ نبی اگر مجھ پر جھوٹ باندھے تو مارڈالا جائے گا۔ سو جاننا چاہئے کہ نہ قتل ہونا علی الاطلاق صادق ہونے کی دلیل نہیں ورنہ ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کہ جو دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے زیر تامل ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ وَيَقُتُلُوُنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيُرِ الُحَقِّ خصوصاً نصاریٰ کو اپنے عقیدۂ فاسدہ کی بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنا بہت دشوار ہوجائے گا۔ بلکہ خاص اس نبی موعود کا نہ قتل ہونا اس کے صادق ہونے کی علامت ہے جیسا کہ تورات کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔ ''وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے گا الخ''۔ وہ قتل کیا جائے گا۔ اھ اور دونوں جملوں میں وہ کی ضمیر خاص اس نبی موعود کی طرف راجع ہے اگر یہ حکم مطلق نبی کے حق میں ہو تو معاذ اللہ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ جھوٹے نبی ٹھہرتے ہیں۔

Marfat.com

اور نصاریٰ کے عقیدہ کی بناپر چونکہ حضرت عیسیٰ مقتول اور مصلوب ہوئے تو وہ بھی معاذ اللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خبر خاص اس نبی موعود کے حق میں ہے کہ جس کی یہ بشارت دی گئی ہے اگر اس خبر کو مطلق نبی کے حق میں مانا جائے تو یہود بے بہبود جو حضرت عیسیٰ کو نبی نہیں مانتے ان کو اپنے کفر کے لئے ایک دلیل ہاتھ آجائے گی۔

ششم: یہ کہ اس بشارت میں یہ بھی مصرح ہے کہ اس نبیٔ موعود کے صادق ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کا کہا پورا ہوگا یعنی اس کی تمام پیشین گوئیاں صادق ہوں گی۔ سو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس صادق مصدوق کی کوئی پیشین گوئی آج تک ذرہ برابر بھی غلط ثابت نہیں ہوئی اور ہم پورے دعویٰ کے ساتھ یہ بانگ دُہل اعلان کرتے ہیں کہ قیامت تک بھی کوئی حاسد اس صادق مصدوق کی کسی پیشین گوئی کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

اور یہ وصف تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا نمایاں اور اجلیٰ تھا کہ آپ کے دشمنوں اور حاسدوں کو بھی بجز صادق امین کہنے کے کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا۔

کوئی مانے یا نہ مانے

یہ گنہگار امت تو اسی نبی امی فداہ نفسی وابی وامی کے صادق مصدوق ہونے پر طلوع شمس اور وجود نہار سے بدرجہا زائد یقین رکھتا ہے اور اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قسم کھا کر اور اس کو اور اس کے تمام ملائکہ کو گواہ بنا کر صمیم قلب اور خلوص اعتقاد سے یہ تصدیق اور اقرار کرتا ہے کہ بے شک وشبہ آپ صادق مصدوق اصدق الاوّلین وآخرین ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ اٰمین۔

ہفتم: یہ کہ کتاب الاعمال باب سوم آیت ہفتدہم کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے وہ نبی منتظر حضرت عیسیٰ اور ایلیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمام انبیاء کرام کے علاوہ ہے۔

وہ عبارت یہ ہے۔

اب اے بھائیو میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ نادانی سے کیا جیسے تمہارے سرداروں نے

Marfat.com

بھی۔ پر جن باتوں کی خدا نے اپنے سب نبیوں کی زبان سے آگے سے خبر دی تھی کہ مسیح دکھ اٹھائے گا سو پوری کیں۔ ۱۹۔ پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تا کہ خداوند حضور تازگی بخش ایام آویں۔ ۲۰۔ اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ۲۱۔ ضرور ہے کہ آسمان اسی لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آویں۔ ۲۲۔ کیوں کہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی تیری مانند اٹھاوے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنو۔ ۲۳۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس کہ جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم سے نیست کیا جائے گا۔ ۲۴۔ بلکہ سب نبیوں نے سموایل سے لے کے پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دونوں کی خبر دی ہے۔ ۲۵۔ تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے ہو جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاویں اھ۔

اس عبارت میں اوّل حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت اور ان کی اس تکلیف کا جو ان کو علی زعمہم یہود لعنہم اللہ سے پیش آئی ذکر ہے۔ اور ان کے نزول من السماء کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد اس نبی کی بشارت کا ذکر ہے کہ جس کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

خداوند عالم تمہارے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی بھیجنے والا ہے۔ اور علاوہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام نبیوں نے اس نبی موعود کے آنے کی خبر دی ہے۔ اور جب تک یہ وعدہ ظہور میں نہ آئے گا اس وقت تک یہ زمین و آسمان ضرور قائم رہیں گے اور اسی زمانہ میں خدا کا وہ عہد بھی پورا ہوگا کہ جو اس نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا کہ تجھ سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے۔

الحاصل حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت کو ذکر کر کے یہ کہنا (سو پوری کیں)

Marfat.com

اور جس نبی کی موسیٰ اور ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام انبیاء کرام علیہم الف الف صلوٰۃ والف الف سلام نے بشارت دی ہے اس کے انتظار کو ان الفاظ سے ظاہر کرنا کہ ''ضرور ہے کہ آسمان اسی کے لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں کہ جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آویں'' اھ۔

اس امر کی صاف دلیل ہے کہ یہ نبی مبشر اور رسول منتظر ان تمام انبیاء و رسل کے علاوہ ہے کہ جو حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک گزرے۔ لہٰذا اس بشارت کا مصداق حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔'' پس حضرت یوشع یا حضرت مسیح بن مریم علیہم السلام کو اس بشارت کا مصداق قرار دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

ہشتم: یہ کہ انجیل یوحنا باب اوّل آیت انیسویں میں ہے۔

جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس کو پوچھیں کہ تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں'' اھ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو حضرت مسیح اور ایلیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام کے سوا بھی ایک نبی کا انتظار تھا۔ اور وہ نبی ان کے نزدیک ایسا معروف و معہود تھا کہ اس کے نام کے ذکر کرنے کی بھی حضرت مسیح اور حضرت ایلیاء کے نام کی طرح حاجت نہ تھی۔ بلکہ فقط ''وہ نبی'' کا اشارہ ہی اس کے لئے کافی تھا۔

پس اگر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس بشارت کا مصداق تھے تو پھر ان کو انتظار کس کا تھا۔

وہ نبی جس کا کہ ان کو انتظار تھا وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب نبی اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''وہ نبی'' کا لفظ استعمال کرتے

Marfat.com

تھے۔ اس لئے ہمیشہ سے اہل اسلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آنحضرت (جو بعینہ وہ نبی کا ترجمہ ہے) بولتے ہیں۔

نہم: یہ کہ انجیل یوحنا ہفتم کی آیت چہلم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی موعود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہے چنانچہ انجیل میں ہے۔

۴۰۔ تب ان لوگوں میں سے بہتیروں نے یہ سن کر کہا فی الحقیقت یہی وہ نبی ہے۔ اوروں نے کہا یہ مسیح ہے اھ۔

نبی معہود کو حضرت مسیح کے مقابلہ میں ذکر کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ وہ نبی معہود حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ ہے۔ پس اگر ''وہ نبی'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ ہوں تو پھر وہ کون ہے کہ جس کا انتظار تھا۔

(۱۰) دہم: آپ کے عہد نبوت میں بہت سے علماء و یہود و نصاریٰ نے اس امر کا اعتراف کیا کہ آپ وہی نبی برحق ہیں جن کی موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور آپ ہی اس بشارت کے مصداق ہیں بعد ازاں ان میں سے بہت سے اسلام لائے جیسے مخیریق یہودی اور صنغاطر رومی عیسائی اور بہت سوں نے اقرار کیا مگر اسلام نہیں لائے جیسے ہرقل شاہ روم اور عبداللہ بن صوریا یہودی وغیرہما نے اقرار کیا کہ آپ وہی نبی برحق ہیں جن کی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے بشارت دی ہے مگر اسلام نہیں لائے۔

بشارت دوئم

از تورات کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰ بستم

اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اس سے بڑی قوم بناؤں گا۔

اور اسی باب کی آٹھویں آیت میں ہے۔

Marfat.com

اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں اھ۔

اور کتاب پیدائش کے باب ۱۶ آیت ۱۲ میں ہے۔

خداوند کے فرشتہ نے اسے (ہاجرہ) کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اس کا نام اسمٰعیل رکھنا خدا نے تیرا دکھ سن لیا وہ وحشی آدمی ہوگا اس کا ہاتھ سب سے (اوپر ہوگا) اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بودوباش کرے گا۔ انتہیٰ۔

اور باب ۲۵ آیت ۱۱ میں ہے۔

آپ کے فرزند اسحاق کو اللہ نے برکت دی آھ

الحاصل حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بابت وعدہ فرمایا کہ ان کو برکت دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اوّل حضرت اسحٰق کی اولاد نے برکت حاصل کی۔ اور تقریباً کئی ہزار سال تک سلسلۂ نبوت و رسالت آپ کی اولاد میں جاری رہا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک برابر حضرت اسحاق کی اولاد میں انبیاء و رسل ہوتے رہے۔

بعد ازاں جب دوسرے وعدہ کا وقت آ گیا تو شرف نبوت و رسالت یکسر بنی اسرائیل سے بنی اسمٰعیل کی جانب منتقل ہوگیا۔ اور دعائے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور فاران کی چوٹیوں سے اور سینا اور ساعیر کا نور فاران پر جگمگانے لگا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

تورات سفر پیدائش باب (۲۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیل کو حجاز میں لے کر آئے اور وادیٔ فاران میں مکہ مکرمہ کے قریب چھوڑ کر واپس ہوگئے۔

حضرت سارہ کے وصال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پھر اسی وادیٔ

Marfat.com

فاران میں واپس تشریف لائے۔ اس عرصہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہو چکے تھے۔ دونوں نے مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر شروع کی کما قال تعالیٰ تبارک وتعالیٰ۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ۔

اس وقت کو یاد کرو جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور یہ دعا مانگتے تھے کہ اے پروردگار یہ خدمت تو ہم سے قبول فرما۔ تو بے شک سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اے پروردگار ہم کو اور ہماری ذریت سے ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ اس مقام پر کس کی ذریت مراد ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت مراد ہے جو کہ وادئ فاران اور حرم الٰہی اور کعبۃ اللہ کے آس پاس مقیم ہے۔ اسی ذریت کے لئے حضرت ابراہیم نے اوّل یہ دعا فرمائی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا الخ اور دوسری دعا یہ فرمائی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَای فِیْ ھٰذِہِ الذریۃ ذریۃ ھاجرۃ وَاسمعیل علیھما الصلوۃ والسلام رسولا منھم یتلوا علیھما ایتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

اے پروردگار ہاجرہ اور اسمٰعیل کی ذریت میں ایک ایسا رسول بھیج جو تیری کتاب کی تلاوت کرے۔ اور لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کو کفر اور شرک سے پاک کرے بے شک تو ہی غالب اور حکیم ہے۔

حق تعالیٰ نے جس طرح قرآن کریم میں اس دعائے ابراہیمی کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح اس کی اجابت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ط وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط۔

Marfat.com

اللہ ہی نے بے پڑھوں میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان پر خدا کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

خلاصہ۔ یہ کہ قارئین کرام اس پر غور کریں کہ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زاید کون بابرکت اور برومند ہوا اور کنعان کی زمین کس کی وراثت میں آئی۔ اور حضور پُرنور کے سوا کون ہے کہ جس کا ہاتھ سب کے اوپر رہا ہو اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں دی گئی ہوں۔

اور بارہ سرداروں سے بارہ خلفاء مراد ہیں کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدور رحی الاسلام الی اثنی عشر خلیفة کلھم من قریش۔

اسلام کا رحیٰ (چکی) بارہ (۱۲) خلفاء پر گھومے گا جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

فائدہ جلیلہ۔ اس علیم وحکیم نے اپنی حکمت بالغہ سے اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پر برکت دینے میں اس وجہ سے مقدم رکھا کہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں خاتم النّبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے پس اگر حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعدہ کو مقدم کردیا جاتا تو پھر اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے سلسلۂ نبوت ورسالت منقطع ہوجاتا اس لئے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں بنایا جاسکتا۔

اور اسی وجہ سے اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں بکثرت نبی ہوں گے تو بنی اسرائیل کو اس انعام کی تذکیر ان الفاظ سے کی گئی۔

اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ۔

''تم میں حق تعالیٰ نے بہت نبی پیدا کئے۔''

اور حضرت ابراہیم نے جو حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعاء فرمائی تو یہ

Marfat.com

فرمایا: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً "یعنی اے پروردگاران میں ایک عظیم الشان رسول بھیج"

اور یہ نہیں فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رُسُلاً۔ "یعنی اے اللہ ان میں بہت سے رسول اور نبی بھیج۔"

جس سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسمٰعیل میں سے صرف ایک ایسے رسول کے مبعوث ہونے کی دعا فرماتے تھے کہ جس کے آنے کے بعد کسی نبی اور رسول کی حاجت نہ رہے۔ صیغۂ مفرد کے ساتھ ذکر فرمایا رُسُلاً صیغۂ جمع کے ساتھ نہیں ذکر فرمایا۔

وَعَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَعْنِیْ امة محمد صلى الله عليه وسلم فقيل له قد استجيب لك وهو كائن فی اخر الزمان و كذا قال السدی وقتادة۔ (تفسير ابن كثير ص ۳۳۱ ج ۱)

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ دعا فرمائی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً۔ تو اللہ کی جانب سے یہ کہا گیا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔ یہ پیغمبر اخیر زمانہ میں ہوگا۔ ایسا ہی سدی اور قتادہ سے مروی ہے۔

هُوَ كَائِنٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔ سے خاتم النّبیین ہونا مراد ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ یعنی "میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں" اسی طرف مشیر ہے۔

اور اسی وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعاء امت محمدیہ پر عظیم الشان احسان ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی ابراهيم وعلى ال ابراهيم کا پڑھنا اس احسان کے شکر میں امت پر لازم ہوگیا۔

یا یہ کہا جائے کہ تمام انبیاء ورسل میں سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص کرنا ان کی اس دعا کی اجابت ہے رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَ

Marfat.com

اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم وحکمت بھی عطا فرمائی۔ اور صالحین میں بھی داخل فرمایا۔ اور آخر میں یعنی اس آخری امت میں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ الخ کے ذریعہ سے ان کا ذکر خیر جاری فرمایا۔ اور انشاء اللہ العزیز الی یوم القیامۃ اسی طرح جاری رہے گا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اور چونکہ حضرت ابراہیم سے برکت دینے کا وعدہ تھا اس لئے کَمَا بَارَکْتَ کا اور اضافہ کردیا گیا۔

اور عجب نہیں کہ ان بارہ سرداروں سے کہ جن سے خلفاء مراد لئے گئے ختم نبوت کی طرف اشارہ ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری نہ رہے گا بلکہ خلافت ونیابت کا سلسلہ جاری ہوگا اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اس امت سے صرف خلافت کے جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ نبوت ورسالت کا کسی درجہ میں بھی وعدہ نہیں فرمایا۔ کَمَا قَالَ تَعَالٰی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلافۃ النبوۃ بعدی ثلاثون عاما وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرآئیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وسیکون خلفاء (رواہ البخاری)

جو لوگ ایمان لاچکے اور جنہوں نے عمل صالح کئے ان سے اللہ تعالیٰ نے خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت کی خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا انتظام ان کے نبی کیا کرتے تھے جب کوئی نبی گزر جاتا تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے (بخاری)۔

Marfat.com

بشارت سوم

از تورات سفر استثناء باب ۳۳ آیت ۲

جَآءَ الرَّبُّ مِنْ سِينَآءَ وَاَشْرَقَ لَهُمْ مِنْ سَاعِيْرَ وَتَلَاْلَاْءَ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَاَتٰى مِنْ رَبْوَاتِ الْقُدْسِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ نَارُشَرِيْعَةٍ۔اھ۔

اورالجواب الفسیح میں بعض نسخ تورات سے اس طرح نقل کیا ہے۔

جَآءَ الرَّبُّ مِنْ سِيْنَآءَ وَاَشْرَقَ لَنَا مِنْ سَاعِيْرِ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ۔ اھ۔

اور اردو نسخہ میں اس طرح ہے اور اس نے (یعنی موسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ اھ۔

اس آیت میں۔ تین بشارتیں مذکور ہیں (۱) طور سیناء پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تورات کا عطا ہونا مراد ہے۔

(۲) اور ساعیر ایک پہاڑی کا نام ہے کہ جو شہر ناصرہ مولدِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہے۔اس سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور نزول انجیل کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) اور فاران سے مکہ کے پہاڑ مراد ہیں۔ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نزول قرآن کی جانب اشارہ ہے۔

غار حراء اسی فاران پہاڑ میں واقع ہے جس میں سب سے پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کی ابتدائی پانچ آیتیں آپ پر نازل ہوئیں توریت کتاب پیدائش کے اکیسویں باب درس ۲۰

Marfat.com

میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے ذکر میں ہے۔

۲۰۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا اور تیرانداز ہو گیا۔

۲۱۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ انتہیٰ۔

اور حضرت اسمٰعیل کی سکونت کا مکہ مکرمہ میں ہونا سب کو مسلم ہے معلوم ہوا کہ توریت کی اس آیت میں اس نبوت کی بشارت ہے جو فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوگی اور کوہ و دشت کو اپنے نور سے بھر دے گی اب ناظرین خود دیکھ لیں کہ سوائے نبوت محمدیہ کے وہ کون سی نبوت ہے کہ جو فاران سے ظاہر ہوئی اور اس نے تمام عالم کو انوار ہدایت سے منور کر دیا۔ فاران کی نبوت بلاشبہ سینا اور ساعیر کی نبوت سے کہیں زیادہ روشن تھی۔ اور آتشی شریعت سے بھی قرآن کریم مراد ہے اس لئے کہ وہ احکام جہاد اور احکام حدود و قصاص پر مشتمل ہے ۔ اور دس ہزار قدوسیوں سے لشکر ملائک مراد ہے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ کے وقت دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ پر حملہ کرنا مراد ہے اور حضرت مسیح کے ساتھ بقول نصاریٰ صرف بارہ حواری تھے اور وہ بھی سب جان بچا کر بھاگ گئے اور ایک خاص حواری یہودا نے تیس درم رشوت لے کر اپنے خداوند کو گرفتار کرا دیا تھا۔

اور اس بشارت کی حسن ترتیب اور حسن بیان قابل غور ہے۔ اوّل یہ فرمایا جَاءَ الرَّبُّ مِنْ سیناء خداوند سیناء سے آیا۔ اور اس کے بعد یہ فرمایا وَاَشْرَقَ مِنْ ساعیر ۔ ساعیر سے طلوع ہوا اور اخیر میں یہ فرمایا وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ نزول تورات بمنزلہ طلوع فجر کے ہے۔ اور نزول انجیل بمنزلہ طلوع شمس کے ہے اور نزول قرآن بمنزلۂ استواء شمس فی نصف النہار ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفر کی تاریک شب کا خاتمہ اور پہلی پھٹ کر ایمان و ہدایت کی صبح صادق کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوا۔ اور فرعون اور قارون اور ہامان جیسے ائمۃ الکفر عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے۔

اور جب حضرت مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا تو آفتاب ہدایت بھی افق

Marfat.com

مشرق پر ظاہر ہوا۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو آفتاب ہدایت ٹھیک نصف النہار پر آ گیا اور کوئی چپہ زمین کا ایسا باقی نہ رہا کہ جہاں اس آفتاب کی روشنی نہ پہنچی ہو۔ اور قرآن عزیز میں بھی اس بشارت کی طرف اشارہ ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ۔

تین اور زیتون چونکہ ارض مقدس میں پیدا ہوتے ہیں جس جگہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اس لئے اس سے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی جانب اشارہ ہے اور بلد امین سے مکہ مکرمہ مراد ہے کہ جس سے آفتاب رسالت کا طلوع ہوا۔

حق تعالٰی شانہ نے مکہ کی صفت الاَمِیۡن ذکر فرمائی ہے جس سے اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ سردار عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خزانۂ الٰہی کے در یتیم ہیں کہ بطور امانت اس بلد امین کے سپرد کئے گئے ہیں۔ بلد امین نے ترپن سال تک اس در یتیم اور امانت الٰہی کی حفاظت کی مگر جب وقت بہت ہی نازک ہو گیا تو اس وقت بلد امین نے بادل ناخواستہ یہ امانت مدینہ طیبہ کے سپرد کر دی۔ کذا فی ہدایۃ الحیارٰی۔

الحاصل:۔ اس کلام میں تین پیغمبروں کی بشارتیں دی گئیں۔ اور بشارت کا اختتام خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر ہوا تاکہ ختم نبوت کی طرف اشارہ ہو جائے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ فاران سیناء کے ایک علاقہ کا نام ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس علاقہ میں ظاہر نہیں ہوئے اس لئے یہ بشارت ان کے حق میں نہیں ہو سکتی جواب یہ ہے کہ

تورات کتاب پیدائش باب اکیسواں از درس ۱۳ تا درس ۲۱ میں لکھا ہے کہ بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل بی بی سارہ کے ناراض ہو جانے سے ارض مقدس کو چھوڑ کر دشت فاران میں سکونت پذیر ہوئے جس کی بنا پر فاران وہی مقام ہوگا جو حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد کا سکونت گاہ ثابت ہوا۔

اور یہ امر روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل وادیٔ حجاز

Marfat.com

کے اس میدان میں مقیم ہوئے جہاں اس وقت مکہ آباد ہے۔ اور یہیں آپ کی اولاد بھی قیام پذیر ہوئی۔ معلوم ہوا کہ فاران علاقۂ سینا کے کسی پہاڑ کا نام نہیں بلکہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ کا نام ہے جہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کی سکونت تھی۔

سامری تورات کے عربی ترجمہ میں جس کو علمائے جرمن نے ۱۸۵۱ء میں بمقام گاٹنگن چھپوایا ہے حضرت اسمٰعیل کی سکونت گاہ کے متعلق تحریر ہے وسکن فی بریة فاران (ای الحجاز) واخذت امراة من ارض مصر (کون الدنیا ۲۱۔۲۲)۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سمویل نبی کی وفات کے بعد دشت فاران میں تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے ایک زبور تصنیف کیا جس میں نہایت افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میں قیدار کے قیامگاہ میں سکونت پذیر ہوں دیکھو سمویل نبی کی پہلی کتاب باب ۲۵ درس یکم اور دیکھو زبور ۱۲۰ درس پنجم۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قیدار فاران میں رہتا تھا۔ قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے فرزند ہیں۔ اشعیاء پیغمبر کے صحیفہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اور اس کی اولاد مغربی ملک میں رہتی تھی۔ بطلیموس نے حجاز کا وسطی علاقہ اس کی جائے سکونت بتلایا ہے اس بناء پر یہ امر ثابت ہے کہ وادی حجاز اور فاران دونوں ایک ہی مقام ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مکہ میں ہوا۔ جو حجاز کا مشہور شہر ہے۔ کذا فی بشارة الاحمدیہ [1] اور آتشی شریعت سے مراد یہ ہے کہ وہ شریعت احکام جہاد و قصاص وحدود و تعزیرات پر مشتمل ہوگی اور اس کی نبوت دنیاوی بادشاہت ساتھ لئے ہوگی اور حضرت عیسیٰ کی نبوت دنیاوی بادشاہت کو ساتھ لئے ہوئے نہ تھی اور نہ وہ مجرمین سے انتقام پر قادر تھے۔

---

(۱) یہ رسالہ جناب حکیم سید محمد شمس اللہ صاحب قادری حیدر آبادی کی تصنیف ہے رسالہ کل ۳۲ صفحہ کا ہے۔ اور مفید اور مختصر ہے حشو اور اطناب سے پاک ہے۔ ۱۲۔

Marfat.com

بشارت چہارم

از تورات سفر استثناء باب ۳۲ آیت ۲۱

انہوں نے اس کے سبب سے جو خدا نہیں مجھے غیرت دلائی اور اپنی واہیات باتوں سے مجھے غصہ دلایا۔ سو میں بھی انہیں اس سے جو گروہ نہیں غیرت میں ڈالوں گا اور ایک بے عقل قوم سے انہیں خفا کروں گا۔ اھ۔

اس بشارت میں بے عقل قوم سے جہلائے عرب مراد ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جہالت اور گمراہی میں مبتلا تھے۔

علوم عقلیہ و شرعیہ سے واقفیت تو درکنار ان کو تو سوائے بت پرستی کے اور کسی شئے کا علم نہ تھا۔ یہود و نصاریٰ ان کو بہت حقیر جانتے تھے۔ ان کو جاہل اور اپنے کو عالم کہتے تھے۔

لیکن جب یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل کی اصلی تعلیم کو بھلا دیا اور بجائے توحید کے شرک میں مبتلا ہوئے کَمَا قَالَ تَعَالیٰ شَانہ۔ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ یہود نے عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنالیا۔ اس وقت غیور مطلق حق جل جلالہٗ کی غیرت جوش میں آئی اور حسب وعدہ انہیں جہلاء اور امیین میں سے ایک نبی اُمّی۔ فداہ نفسی ابی وامی کو مبعوث فرمایا۔ جس کے ہاتھوں اپنے دین کو عزت دی اور یہود بے بہبود کو ان کے ہاتھوں قتل کرایا اور مصر و شام پر ان کا قبضہ کرایا۔ کما قال تعالیٰ۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ○ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

تمام آسمان اور زمین کی چیزیں خدائے بادشاہ پاک زبردست حکمت والے ہی کی تسبیح

Marfat.com

وتقدیس پڑھتی ہیں۔ اسی خداوند قدوس نے ناخواندوں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جوان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

امیین سے عربوں کی جاہل قوم مراد ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کی قوم جاہل اور حقیر نہ تھی اور نہ بنی اسرائیل کو ان سے غیرت دلائی گئی ہے پس یہ بشارت سوائے قوم عرب کے کسی قوم پر صادق نہیں آتی۔

باقی بے عقل قوم اور شعب[1] جاہل سے یونانیین مراد لینا جیسا کہ پولوس کے رسالہ رومیہ سے مترشح ہوتا ہے صحیح نہیں اس لئے کہ یونانیین تو اس زمانہ میں علوم وفنون کے اعتبار سے تمام عالم پر فائق تھے وہ شعب جاہل اور بے عقل قوم کا کیسے مصداق ہو سکتے ہیں۔

سقراط۔ بقراط فیساغورس۔ افلاطون۔ جالینوس۔ ارسطاطالیس۔ ارشمیدس بیناس۔ اقلیدس یہ سب کے سب حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اور بعثت سے کئی صدی قبل تمام علوم وفنون کے ماہر اور احکام تورات کے پورے عالم تھے۔''

بشارت پنجم

از تورات سفر پیدائش باب ۴۹

(۱) اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ اپنے کو جمع کرو تا کہ میں اس کی جو پچھلے دنوں تم پر بیتے گا تمہیں خبر دوں۔

(۲) اے یعقوبؑ کے بیٹو! اپنے کو اکٹھے کرو اور سنو اور اپنے باپ اسرائیل کی سنو اور پھر آیت دہم میں ہے۔

یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔ اور نہ حاکم اس کے پاؤں کے درمیان سے

(۱) یہ لفظ عربی نسخوں میں ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

جاتا رہے گا۔ جب تک کہ شیلا نہ آوے۔ اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی آھ۔

آیات مسطورہ میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ جب تک کہ اخیر زمانہ میں شیلا کا ظہور نہ ہو اس وقت تک یہوداہ کی نسل سے حکومت وریاست منقطع نہ ہوگی۔

اہل اسلام کے نزدیک شیلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰہ والسلام کا لقب قرار دیتے ہیں۔ مگر نصاریٰ کا یہ خیال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس عبارت کا سیاق اس کو مقتضی ہے کہ شیلا کو نسل یہوداہ سے خارج مانا جائے اس لئے کہ شیلا کے ظہور سے نسل یہوداہ کی حکومت وریاست کا انقطاع جب ہی متصور ہوسکتا ہے کہ جب شیلا نسل یہوداہ سے نہ ہو۔ ورنہ اگر شیلا نسل یہوداہ سے ہو تو اس کا ظہور تو بقائے حکومت یہوداہ کا باعث ہوگا نہ کہ انقطاع حکومت یہوداہ کا۔

اور بائبل کے ابواب بلکہ انجیل متی کے پہلے ہی صفحہ پر ذرا غور کرنے سے یہ بات بخوبی منکشف ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نسل یہوداہ سے خارج نہیں اس لئے کہ آپ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے ہیں اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام بالاجماع یہوداہ کی نسل سے ہیں۔

لہٰذا شیلا کا مصداق وہی نبی ہوسکتا ہے جو نسل یہوداہ سے خارج ہو۔ اور اس کا ظہور اخیر زمانہ میں ہو جیسا کہ آیت اوّل کے اس جملے سے ظاہر ہے۔

''تا کہ میں اس کی جو پچھلے دنوں میں تم پر بیتے گا تمہیں خبر دوں۔''

اور یہ دونوں امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر صادق آسکتے ہیں کہ آپ یہودا کی نسل سے بھی نہ تھے بلکہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھے اور آپ کا ظہور بھی خاتم النّبیین ہونے کی وجہ سے اخیر زمانہ میں ہوا۔

اور آپ کی بعثت کے بعد سے یہودا کی نسل میں جو کچھ حکومت وریاست تھی وہ سب جاتی رہی قرائے بنی نضیر اور خیبر سب آپ ہی کے زمانہ میں فتح ہوگئے۔ اور اس جملہ میں کہ

Marfat.com

’’قومیں اس کے پاس اکٹھی رہیں گی‘‘۔

عموم بعثت کی طرف اشارہ ہے کما قال تعالیٰ شانہ۔

قُلْ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ ان کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی کما قال تَعَالیٰ شانہ وَرَسُوْلاً اِلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ۔ نیز مختلف قومیں اور مختلف لوگ حضور پرنور ہی کے پاس اکٹھے ہوئے اور آپ کے دین میں فوج فوج اور جوق جوق داخل ہوئے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی اور گیارھویں آیت میں ہے۔

’’وہ اپنا گدھا انگور سے باندھے گا‘‘۔

سومدارج النبوۃ میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح فرمایا تو وہاں ایک سیاہ حمار دیکھا۔ آپ نے اس سے کلام فرمایا اور اس کا نام دریافت فرمایا اس نے جواب دیا کہ میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ حق تعالیٰ نے میری دادی کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا کئے جس پر سوائے نبی کے کسی نے سواری نہیں کی اور مجھ کو امید ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے میری دادی کی نسل سے میرے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے آپ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سواری فرمائی۔ اور وہ حمار آپ کی وفات کے بعد صدمۂ وصال سے ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔

(اور اسی گیارھویں آیت میں ہے)

’’وہ اپنا لباس مئے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھووے گا‘‘

اس آیت میں اصل عبرانی سے ترجمہ کرنے میں کچھ تصرف کیا گیا ہے اور درحقیقت اس طرح تھا۔

Marfat.com

''وہ اپنا لباس مئے سے اور اپنی پوشاک آب انگور سے دھووے گا۔''

یعنی اس نبی آخرالزماں کی شریعت میں شراب حرام کی جائے گی۔ اور جس طرح دیگر نجاست سے کپڑوں کے دھونے کا حکم دیا جاتا ہے اسی طرح شراب سے بھی کپڑوں کے پاک رکھنے اور دھونے کا حکم دیا جائے گا۔

اور عجب نہیں کہ اس سے محبت الٰہی کی شراب میں استغراق مراد ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع ہے۔ آپ تو سید الاوّلین والآخرین بلا فخر ہیں۔ آپ کی امت میں ہزار ہا بلکہ لاکھوں ایسے گذر گئے کہ عشق الٰہی اور محبت ربانی میں کوئی امت ان کی ہمسری نہیں کر سکتی۔''

(اور پھر بارھویں آیت میں ہے)

''اس کی آنکھیں مئے سے لال ہوں گی۔ اور اس کے دانت دودھ سے سفید ہوں گے۔''

اس آیت میں اسی نبی مبشر کے حلیۂ مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی آنکھیں سرخ اور دانت سفید ہوں گے۔ چنانچہ زرقانی شرح مواہب میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کے لئے بُصریٰ تشریف لے گئے تو ایک سایہ دار درخت کے قریب قیام فرمایا جہاں نسطورا راہب کا تکیہ تھا نسطورا راہب نے میسرہ غلام سے جو آپ کے ہمراہ تھا یہ دریافت کیا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے میسرہ نے یہ جواب دیا کہ آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخی رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی اس وقت نسطورا راہب نے یہ کہا کہ یہ آخری پیغمبر ہیں۔ کاش میں ان کی بعثت کا زمانہ پاؤں۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ جب حضرت حاطبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ سلطان مقوقس شاہِ مصر کے نام لے کر گئے تو شاہ مصر نے نبی آخرالزماں کی علامات بیان کرتے ہوئے یہ کہا۔ کہ سرخی ان کی آنکھوں سے جدا نہیں ہوتی۔ حضرت حاطبؓ نے فرمایا کہ بے شک آپ کی چشمان مبارک سے سرخی کبھی

Marfat.com

جدا نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ کے شمائل میں اشکل العینین کا لفظ آیا ہے اَشْکَلُ ایسی آنکھ والے کو کہتے ہیں کہ جس کی سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں۔ اور بعض روایات میں اَدْعَجْ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی آنکھ میں سیاہی ہو۔

سو دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں حسن و جمال کے لئے سرخی اور سیاہی دونوں درکار ہیں۔ محض سرخی اور محض سیاہی سے اتنا حسن پیدا نہیں ہوتا جتنا کہ سرخی اور سیاہی سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ وللہ در القائل ؎

کیا بیاں ہو خوبیٔ چشم سیاہ — آیت مازاغ ہے جس کی گواہ
تھی سفیدی اور سیاہی درمیاں — سرخ ڈورے اس میں رشک گلستاں
تھا سفیدی اور سیاہی کا یہ حال — تھیں بہم دونوں بحدِّ اعتدال
اَشْکَلُ الْعَیْنَیْن بھی وارد ہوا — وصف چشم حضرت خیر الوریٰ
الغرض القصہ جو وصف کمال — چشم خوبان جہاں کا ہے جمال
وہ سبھی اوصاف بیحد وبیاں — عین محبوب خدا میں تھے عیاں
اور ان سب سے زیادہ وصف خاص — چشم حضرت سے رکھے تھا اختصاص
یعنی وہ چشم مبارک دل پذیر! — نور و تاریکی میں تھی یکساں بصیر
دیکھتے ہیں لوگ جو وقت سحر — تیرہ شب میں آپ کو آتا نظر
دوسرا ایک اور یہ اعجاز تھا — چشم پاک صاحب اعجاز کا
پیش منظر آپ جیسا دیکھتے — پیٹھ کے پیچھے بھی ویسا دیکھتے

بشارت ششم

از زبور سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۴۵

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے۔ میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔ (۲) تو حسن میں

Marfat.com

بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے ہونٹوں میں لطف بتایا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی کے لئے آگے بڑھ۔ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلائے گا (۵) تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں (۶) تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصاء راستی کا عصا ہے (۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ اس سبب سے تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا (۸) تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیان تجھ کو خوش کیا ہے (۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں ملکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہے۔''

(اور بارھویں آیت میں ہے)

''اور صور کی بیٹی ہدیے لاوے گی۔ قوم کے دولت مند تیری خوشامد کریں گے۔''

(اور سولہویں آیت میں ہے)

(۱۶) تیرے بیٹے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے۔ تو انہیں تمام زمین کا سردار مقرر کرے گا۔

(۱۷) میں سارے پشتوں کو تیرے نام یاد دلاؤں گا۔ اور سارے لوگ ابدالاباد تک تیری ستائش کریں گے۔ انتہی۔ تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ امر مسلم ہے۔ کہ اس زبور میں حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عظیم الشان و الشوکت رسول کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور فرط محبت میں اس کو مخاطب بنا کر اس کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ وہ نبی جب ظاہر ہوگا تو ان صفات کے ساتھ موصوف ہوگا وہ اوصاف

Marfat.com

حسب ذیل ہیں۔

(۱) بادشاہ یعنی سب سے اعلیٰ اور افضل ہونا (۲) حسین ہونا (۳) ہونٹوں میں لطف کا ہونا یعنی شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا (۴) مبارک الی الدہر ہونا (۵) پہلوان یعنی قوی ہونا (۶) شمشیر بند ہونا (۷) صاحب حق وصداقت ہونا (۸) اقبال مند ہونا (۹) اس کے دائیں ہاتھ سے کسی عجیب وغریب کرشمہ کا ظاہر ہونا (۱۰) تیرانداز ہونا (۱۱) لوگوں کا اس کے نیچے گرے، پڑنا یعنی خلق اللہ کا اس کے تابع ہونا۔ (۱۲) تخت کا ابدالآباد تک رہنا یعنی اس کی شریعت اور حکومت اسلام کا تاقیام قیامت باقی رہنا (۱۳) عصائے سلطنت کا عصائے راستی ہونا (۱۴) صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہونا (۱۵) اس کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا (۱۶) اس کے گھرانہ میں بادشاہوں کی بیٹیوں کا آنا (۱۷) ہدایا اور تحائف کا آنا (۱۸) اولاد کا بجائے باپ کے سردار اور حاکم ہونا (۱۹) تمام پشتوں میں قرناً بعد قرن اور نسلاً اور بعد نسل اس کا ذکر باقی رہنا (۲۰) ابدالآباد تک لوگوں کا اس کی ستائش کرنا۔

اہل اسلام کے نزدیک اس بشارت کا مصداق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہود کے نزدیک داؤد علیہ السلام کے بعد سے اب تک کوئی نبی ان صفات کے ساتھ موصوف ہو کر ظاہر نہیں ہوا اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں مگر اہل اسلام کا دعویٰ کہ اس بشارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں یہی حق ہے اس لئے کہ جو اوصاف اس بشارت میں مذکور ہیں وہ صرف نبی کریم علیہ الصلوٰہ والتسلیم ہی پر صادق ہیں۔

(۱) بادشاہت کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شمس فی نصف النہار سے زائد اجلیٰ اور روشن ہے حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو دین و دنیا دونوں کی بادشاہی عطا فرمائی۔ احکام خداوندی کو بادشاہوں کی طرح جاری فرمایا۔ جس طرح نصاریٰ کے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود لعنہم اللہ تعالیٰ سے مقہور ومجبور تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجبور نہ تھے۔ آپ نے تو یہود کو ان کے قلعوں سے نکال باہر کیا۔

Marfat.com

الحاصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ تمام انبیاء و رسل سے افضل اور برتر تھے۔ نہ کسی رسول کو قرآن کریم جیسی معجز کتاب عطا کی گئی اور نہ کسی کو آپ جیسی کامل و مکمل شریعت عطا کی گئی کہ فلاح دارین اور نجات اور بہبودی کی پوری پوری کفیل ہو۔ جس نے عقائد و اعمال کی سنگین غلطیوں پر متنبہ کیا ہو۔ خدا تک پہنچنے کے لئے راستہ ایسا صاف کر دیا ہو کہ چلنے والوں کے لئے کوئی روڑا اٹکا نہ رکھا ہو۔ تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل سیاست ملکیہ و مدنیہ کے لحاظ سے بھی نہایت کامل و مکمل ہو۔ غرض یہ کہ اس میں جامعیت کبریٰ کا وصف نمایاں ہو۔ ان تمام محاسن اور خوبیوں کا جامع صرف دین اسلام ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پاس سے لائے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ط

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

یہی وہ کامل و مکمل دین ہے کہ اس کے طلوع ہوتے ہی سب ادیان و مذاہب کے چراغ گل ہو گئے۔

رات محفل میں ہر ایک مہ پارہ گرم لاف تھا　　صبح کو خورشید جو نکلا تو مطلع صاف تھا

پس جس نبی کی کتاب تمام کتب الٰہیہ اور صحف سماویہ سے افضل ہو اور اس کی شریعت تمام شرائع اور ادیان سے بدرجہا برتر اور کامل اور اکمل ہو اور اس کے معجزات بھی تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے بڑھے ہوئے ہوں اور اس کی امت بھی تمام امتوں سے علم اور عمل اعتقادات و اخلاق مکارم و شمائل۔ تہذیب و تمدن سیاست ملکیہ اور مدنیہ کے لحاظ سے فائق اور برتر ہو تو اس نبی کے سید الاوّلین والآخرین اور بادشاہ دو جہاں ہونے میں کیا کلام اور شبہ ہو سکتا ہے۔

(۲) حسن و جمال میں آپ کا یہ حال تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کسی کو حسین اور خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا کہ آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں گھومتا ہے اور جب تبسم فرماتے تو دندان مبارک

Marfat.com

کی چمک دیواروں پر پڑتی تھی۔

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي   وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

میری آنکھ نے آپ سے زائد حسین نہیں دیکھا   اور آپ سے زاید جمیل اور خوبصورت عورتوں نے نہیں جنا

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں   گویا کہ آپ حسب منشا پیدا کئے گئے

وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ امین ۔

روایت کہ امام باصفا نے   حسن سبط رسول مجتبیٰ نے
کہ ہند بن ابی ہالہ مرا خال!   رسول اللہ کا تھا واصف حال
کیا میں نے سوال اس باخبر سے   خبر دے حلیۂ خیر البشر سے
کہ ہوں مشتاق ان باتوں کا بیحد   بیاں کر کچھ تو حال جد امجد
غرض میری ہے یہ سن کر وہ احوال   کروں جو ہوسکے اسنادِ اعمال
کہا بس ہند نے یوں مجھ سے اسدم   رسول اللہؐ تھے فَخْمٌ مُفَخَّمٌ
نگاہوں میں وہ یعنی خوش سیر تھے   دلوں میں بھی بزرگ و نامور تھے
تجلی روئے انور کی نہ پوچھو   قمر ہو جس طرح سے چودھویں کو
میانہ کب قد خیر الوریٰ تھا   میانہ پن سے بھی وہ قد جدا تھا
اگر کوتاہ کہئے تھا نہ کوتاہ   غرض گم کیفیت نے کی یہاں راہ
قد بالا کا تھا ان کے یہ عالم   میانہ سے دراز اَطْوَل سے کچھ کم
بزرگی تھی سرعالی میں پیدا   نہایت حسن و موزونی ہویدا
خم پیچی عیاں بالوں میں کم تھی   کچھ اک ژولید گی لیکن بہم تھی
بکھرتے تھے جو فرق پاک پر بال   دو فرقہ ان کو کردیتے تھے فی الحال

Marfat.com

اگر از خود نہ بال ان کے بکھرتے　　تکلف سے نہ ہرگز فرق کرتے
بحال وَفرَہ سر کے بال ان کے　　گزرتے نرمہائے گوش سے تھے
درخشانی کا عالم رنگ میں تھا　　کشادہ تھی جبین عالم آراء
کشادہ تھی جبین عالم آراء　　مقدس دونوں ابروئے مقدس
مقدس دونوں ابروئے مقدس　　مقدس دونوں ابروئے مقدس
بانداز مناسب طاق اُبرو　　نہ تھی پیوستگی آپس میں ان کو
عجب خمدار و باریک ومطول　　بخوبی طاق تھا ثانی و اوّل
میان ابرواں اک رگ ہویدا　　بہت ہوتی غضب کے وقت پیدا
کہوں کیا حبّذا بینی کا عالم　　کہ تھے نوروں کے شعلے جس سے توام
معلیٰ بینی خیر البشر تھی!　　بانداز بلندی جلوہ گر تھی
جو کوئی بے تامل دیکھتا تھا　　بلندی کا گماں ہوتا تھا پیدا
ملایم آپ کے رخسار نیکو　　بھلا تشبیہ دوں میں کس سے اس کو
بزیبائی کشادہ وہ دہن تھا　　کشادہ وہ دہن تھا اور زیبا
کہوں دانتوں کا کیا وہ حسن سادہ　　سپید و صاف آپس میں کشادہ
دقیق المسربتہ یعنی خط مُو　　کھنچا سینے سے تھا تاناف گلبو
بوصف گردن شایان معراج　　کہاراوی نے شکل صورت حاج
مصفّا یعنی وہ گردن تھی ایسی　　بشکل نقرہ بانور وضیاء تھی
کہوں کیا عضو عضواں کے بدن کا　　بوضع خود مناسب اور زیبا
بخوبی تھے تناور فخر عالم　　تمامی عضو تن مربوط باہم
شکم سینہ صفائی میں برابر　　مگر سینہ عریض و پہن خوشتر
فراخی دونوں شانوں میں عیاں تھی　　سر ہراستخواں میں تھی بزرگی
بدن جو کچھ کھلا پوشاک سے تھا　　درخشندہ وہ نور پاک سے تھا

Marfat.com

گلوئے پاک سے تاناف والا — خط موتھا کھنچا باریک وزیبا
سوا اس کے شکم سینہ سراسر — معری مو سے تھا صافی برابر
کلائی دونوں شانے اور بازو — مزین تھے بزیب کثرت مو
وہ ان کے صدر عالی کی بلندی — خط موسیٰ رکھے تھی ارجمندی
طویل الزند دونوں دست والا — کشادہ تھی کف دست مصفّا
بزرگی اس کف پامیں عیاں تھی — نمایاں دونوں قدموں میں بزرگی
کشیدہ تھی وہ انگستانِ والا — لقب ہے سائل لاطراف جن کا
کف پا میں سمائی تھی یہ خوبی — کہ رہتی تھی زمین پر سے وہ اونچی
ہوا وارد بوصف پائے اقدس — کہ تھے پائے مبارک نرم و املس
جدا رہتی زمیں سے یوں کف پا — کہ پانی اس کے نیچے سے گذرتا
زمیں پر جب خراماں آپ جاتے — قدم کو اپنے برکندہ اٹھاتے
نہیں ہوتا خیال مثل پیشیں — بہ نرمی راہ جاتے سرور دیں
ہوا یہ حال بھی وارد بہ اخبار — کہ جس دم آپ جاتے تند رفتار
تو اس دم تھے عیاں یہ صاف معنی — بلندی سے ہے گویا میل پستی
انہیں جب دیکھنا منظور ہوتا — نظر کرتے تھے حضرت بے محابا
بہت رہتے تھے آنکھوں کو جھکائے — نظر یعنی سوئے باطن لگائے
زمین اکثر مشرف تھی نظر سے — فلک کم بہرہ ور ہوتا بصر سے
تامل سوچ تھا کیا ہی نظر میں — سمایا تھا لحاظ ان کی بصر میں
بیان کرتا ہے راوی بعد اس کے — کہ جب ساتھ آپ کے اصحابؓ ہوتے
تو یہ ارشاد فرماتے تھے حضرت — چلو تم مجھ سے آگے کرکے سبقت
عجب اخلاق تھے خیر الوریٰ کے — کہ ہوں مخدوم پیچھے خادم آگے
سنو یہ اور عادت مصطفیٰ کی — کہ ہوتا جو کوئی ان سے ملاقی

Marfat.com

جناب پاک کرتے اس کو خوش گام بتقدیم سلام دین اسلام

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے اگر وہ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں ۔

اے زلیخا اس کو نسبت اپنے یوسف سے ندے اس پہ سر کٹتے ہیں دائم اور اس پر انگلیاں

غرض یہ کہ آپ کا حسن و جمال دنیا میں مشہور تھا اور حسن و جمال کے ساتھ شاہانہ جاہ و جلال بھی آپ کو حاصل تھا کسی کی یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔

(۳) اور آپ کا خوش بیان اور شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا، سب کو تسلیم ہے۔ آپ کے انفاس قدسیہ اور کلمات طیبات اس وقت تک باسانید صحیحہ وجیدہ محفوظ ہیں جن سے آپ کی فصاحت و بلاغت اور شیریں زبانی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

(۴) اور آپ مبارک الی الدہر بھی ہیں جیسا کہ بشارت دوم میں گذرا۔ مشرق و مغرب شمال وجنوب میں کروڑ ہا مسلمان نماز میں اور نماز کے بعد اور مختلف اوقات میں

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے آپ نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی بلاشبہ آپ ستایش اور بزرگی والے ہیں۔)

پڑھتے ہیں۔ اس سے زائد اور کیا مبارک الی الدہر ہونے کی دلیل ہوسکتی ہے۔ جس کے لئے دنیا کے ہر گوشہ میں برکت کی دعا مانگی جاتی ہو۔

(۵) قوت میں آپ کا یہ حال تھا کہ رکانہ پہلوان کہ جو قوت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگل میں مل گیا اور یہ کہا کہ اگر آپ مجھ کو پچھاڑ دیں تو میں آپ کو نبی برحق جانوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پچھاڑ دیا اس نے

Marfat.com

دوبارہ لڑنے کے لئے کہا آپ نے اس کو دوبارہ بھی پچھاڑ دیا۔ اس کو بہت تعجب ہوا۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا اگر تو اللہ سے ڈرے اور میرا اتباع کرے تو اس سے زائد عجیب چیز دکھلاؤں اس نے پوچھا کہ اس سے زائد کیا عجیب ہے۔ آپ نے ایک درخت کو بلایا آپ کے بلاتے ہی آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ بعد ازاں یہ فرمایا کہ لوٹ جا سو وہ درخت یہ سن کر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

(٦) اور آپ کا شمشیر بند اور صاحب جہاد ہونا بھی مسلم ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ شمشیر بند تھے اور نہ صاحب جہاد۔ اور بقول نصاریٰ ان میں اتنی قوت بھی نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو یہود سے بچا سکتے۔

(٧) اور آپ صاحب حق وصداقت بھی تھے۔ کما قال تعالیٰ شانہ۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ط بَلْ جَاءَ الْحَقُّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (صافات)

خدا ہی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو ناگوار گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاعر و مجنون نہیں بلکہ حق کو لے کر آئے ہیں اور پیغمبروں کی تصدیق کی ہے اور جو سچی بات لے کر آیا۔

وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ (سورۂ زمر)

اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

ایک مرتبہ نضر بن الحارث نے قریش کو مخاطب بنا کر یہ کہا۔

قد كان محمد فيكم غلاما حدثا ارضاكم فيكم واصدقكم حديثا واعظمكم امانة، حتى اذا رايتم فى صدغيه الشيب و جاء بما جاء كم قد قلتم انه ساحر لا والله ما هو بساحر۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں نوجوان تھے سب سے زائد پسندیدہ سب سے زائد سچے سب سے زائد امین لیکن جب تم نے ان کے جانبین راس میں بڑھاپا دیکھا۔ اور وہ

Marfat.com

تمہارے پاس یہ دین حق لے کر آئے تو تم ان کو ساحر اور جادوگر کہنے لگے۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم وہ ساحر نہیں۔

اور ہرقل شاہ روم نے جب ابوسفیان سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق یہ دریافت کیا کہ تم نے کبھی اس کو بالکذب کیا ہے تو اس پر ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ہم نے ان سے کبھی کوئی کذب نہیں دیکھا۔

(۸) اور اقبال مند ہونا بھی ظاہر ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے جیسا آپ کو اقبال عطا فرمایا ایسا اقبال آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

(۹) اور دائیں ہاتھ سے مہیب کام اور عجیب وغریب کرشمہ ظاہر ہونے سے معجزۂ شق قمر کی طرف اشارہ ہے۔

چو دستش برآہیخت شمشیر بیم ۔ بہ معجز میان قمر زود و نیم

اور علیٰ ہذا جنگ بدر اور حنین میں ایک مٹھی خاک سے تمام مشرکین کو خیرہ کر دینا یہ بھی آپ کے دائیں ہاتھ کا مہیب کام تھا۔

(۱۰) تیرانداز ہونا بنی اسمٰعیل کا مشہور شعار ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔

ارموا بنی اسمعیل فان ابا کم کان رامیا۔

اے بنی اسمٰعیل تیراندازی کیا کر اس لئے کہ تمہارا باپ تیرانداز تھا۔

(اور دوسرے حدیث میں ہے)

من تعلم الرمی ثم ترکہ فلیس منا

جو تیراندازی سیکھ کر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۱) اور لوگوں کا آپ کے نیچے گرنا۔ یعنی خلق اللہ کا آپ کے تابع ہونا۔ یہ بھی اظہر من الشمس ہے چند ہی روز میں ہزاران ہزار اسلام کے حلقۂ بگوش بن گئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ شانہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

Marfat.com

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا O

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تو اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیجئے اور استغفار پڑھیے۔ بے شک خدا بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے

(۱۲،۱۳) اور آپ کی شریعت ابدالآباد تک رہے گی چنانچہ قرآن کریم حسب وعدۂ الٰہی۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔

بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

تیرہ صدی سے بالکل محفوظ چلا آتا ہے۔ بحمد اللہ اب تک اس کے ایک نقطہ اور ایک شوشہ میں بھی سرمو تفاوت نہیں آیا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت اسی طرح رہے گا۔ اور یہود ونصاریٰ کو اپنی تورات وانجیل کا حال خوب معلوم ہے لکھنے کی حاجت نہیں اور آپ کی سلطنت کا عصا راستی اور صداقت کا عصا ہے ہمیشہ اس سے احقاق حق اور ابطال باطل ہوتا رہتا ہے۔

(۱۴) اور آپ صداقت کے دوست اور شرارت کے دشمن تھے۔ کما قال اللہ جل جلالہٗ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایسے رسول آ گئے ہیں کہ جن پر تمہاری تکلیف شاق ہے تمہاری بھلائی کے لئے حریص ہیں۔ مومنین پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔

اے نبی کریم کفار و منافقین سے جنگ کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔

اور آپ کی امت کے یہ اوصاف ہیں۔

Marfat.com

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط۔

کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بالکل پرواہ نہ کریں گے۔

اور عجب نہیں کہ شرارت سے ابوجہل مراد ہو کہ جو سرتاپا شرارت تھا اور صداقت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہوں جو کہ سرتاپا صدق وصداقت تھے اور بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اہل تھے کہ ان کو خلیل وصدیق یعنی دوست بنایا جائے۔

(۱۵) اور آپ کے کپڑوں سے خوشبو بھی آیا کرتی تھی۔حتیٰ کہ ایک عورت نے آپ کا پسینۂ مبارک اس لئے جمع کیا تاکہ دلہن کے کپڑے اس سے معطر کرے۔

(۱۶) اور قرن اوّل میں بہت سی شہزادیاں مسلمانوں کی خادم بنی ہیں چنانچہ شہر بانو یزدجرد شاہ کسریٰ کی بیٹی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھی۔

(۱۷) نجاشی شاہ حبشہ اور منذر بن ساویٰ شاہِ بحرین اور شاہِ عمان اور بہت سے امیر وکبیر آپ پر ایمان لائے۔اور آپ کے حلقۂ بگوش بنے۔اور آپ کی خدمت میں سلاطین و امراء نے ہدایا بھیج کر فخر وسرفرازی حاصل کی۔ چنانچہ مقوقس شاہِ قبط نے آپ کی خدمت میں تین باندیاں اور ایک حبشی غلام اور ایک سفید خچر حمار اور ایک گھوڑا اور کچھ کپڑے بطور ہدیہ ارسال کئے۔

(۱۸) اور آپ کے بعد قریش میں خلافت رہی۔آپ کی اولاد میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں صدہا خلیفہ اور حکمران ہوئے۔حجاز ویمن۔مصر وشام وغیرہ وغیرہ میں حکومت وسلطنت پر فائز رہے۔اور قیامت کے قریب امام مہدی کا ظہور ہوگا جو امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے۔اور تمام روئے زمین کے خلیفہ ہوں گے۔

Marfat.com

(۱۹،۲۰) اور آپ کی ستائش وذکر خیر بھی ابدالآباد تک رہے گا۔ ہر اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے ساتھ بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ روزانہ پانچ مرتبہ کروڑہا مسلمان پکارتے ہیں۔ کوئی وعظ اور خطبہ ایسا نہیں کہ جس میں آپ کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لیا جاتا ہو۔ محمدؐ اور احمد کے معنی ستودہ کے ہیں۔ اس بشارت کے شروع میں یَـا اَحْـمَـدُ کا لفظ صراحتاً مذکور تھا مگر حسد کی وجہ سے نکال دیا گیا مگر تاہم یہ اوصاف تو سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر صادق نہیں آتے۔

نصاریٰ کے زعم واعتقاد پر تو حضرت مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی طرح اس بشارت کا مصداق نہیں ہوسکتے اس لئے کہ نصاریٰ صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کے ترپنویں (۵۳) باب کو حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت قرار دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:

''ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا۔ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا۔ اس کے ڈیل و ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اس پر نگاہ کریں۔ اور کوئی نمائش بھی نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل وحقیر تھا۔ آھ''

اور پھر آیت پنجم میں ہے:

''وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کا باعث کچلا گیا۔ آھ''

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جب نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے تھے تو وہ اوصاف زبور کا جو بالکل اس کی ضد ہیں کیسے مصداق ہوسکتے ہیں۔

ہمارے اعتقاد میں منجملہ دیگر تحریفات کے صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کا ترپنواں (۵۳) باب قطعاً ویقیناً الحاقی اور اختراعی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاشا ثم حاشا ہرگز ایسے نہ تھے۔ وہ تو دنیا اور آخرت میں وجیہ (آبرو اور عزت والے) اور خدا کے مقربین میں سے تھے۔ لیکن بااین ہمہ اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں اس لئے کہ نہ آپ شمشیر بند اور تیر انداز تھے اور نہ مجاہد تھے اور نہ آپ کی شریعت دائمی ہے۔ اور نہ

Marfat.com

آپ کی بعثت عام تھی۔ اور نہ آپ کے گھرانہ میں کوئی شہزادی آئی کہ جو آپ کی بیوی یا لونڈی ہوتی اس لئے کہ آپ نے کوئی نکاح ہی نہیں فرمایا۔ نیز آپ کے کوئی باپ دادا نہ تھا آپ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بشارت ہفتم

از زبور سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۱۴۹

(۱) خداوند کی ستائش کرو۔ خداوند کا ایک نیا گیت گاؤ۔ اور اس کی مدح پاک لوگوں کی جماعت میں۔

(۲) اسرائیل اپنے بنانے والے سے شادمان ہوئے۔ بنی صیہون اپنے بادشاہ کے سبب خوشی کریں۔

(۳) وہ اس کے نام کی ستایش کرتے ہوئے ناچیں۔ وہ طبلہ اور بربط بجاتے ہوئے اس کی ثنا خوانی کریں۔

(۴) کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوش ہوتا ہے۔ وہ حلیموں کو نجات کی زینت بخشتا ہے۔

(۵) پاک لوگ اپنی بزرگواری پر فخر کریں۔ اور اپنے بستروں پر پڑے ہوئے بلند آواز سے گایا کریں۔

(۶) خدا کی ستایش ان کی زبانوں پر ہو دین اور ایک دودھاری تلوار ان کے ہاتھوں میں ہو (۷) تاکہ غیر امتوں سے انتقام لیویں۔ اور لوگوں کو سزا دیویں۔

(۸) ان کے بادشاہوں کو زنجیروں سے اور ان کے امیروں کو لوہے کی بیڑیوں سے جکڑیں۔ (۹) تاکہ ان پر وہ فتویٰ جو لکھا ہوا ہے جاری کریں کہ اس کے باپ لوگوں کی یہی شوکت ہے کہ خداوند کی ستایش کرو۔'' آھ

Marfat.com

اس بشارت میں نبی مبشر کو بادشاہ کے لفظ سے اور اس کے مطیعین کو صالحین اور پاک لوگوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی وہ نبی موعود بادشاہ ہوگا اور اس کی شمشیرزنی موافق خوشنودی حق اور بمقتضائے غضب الٰہی کافروں کے حق میں ہوگی اور اس کے اصحاب اور احباب اس کے ساتھ ہو کر کافروں سے جہاد وقتال کریں گے۔

بعدازاں مطیعین کے کچھ اوصاف ذکر کئے گئے ہیں جو مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا امت محمدیہ پر پورے منطبق ہیں یہی وہ امت ہے کہ جو اپنے بستروں پر بھی اللہ کو یاد کرتی ہے کما قال تعالیٰ:

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔

وہ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں۔

اور یہی وہ امت ہے کہ نماز میں اور جہاد میں اور ہر اذان میں اور عید الفطر اور عید النحر اور ایام تشریق اور ایام حج اور منیٰ اور مزدلفہ اور عرفات میں اللہ کو بلند آواز سے پکارتی ہے بخلاف یہود و نصاریٰ کے کہ یہود تو بوق اور نصاریٰ ناقوس بجاتے ہیں بلند آوازی سے اللہ اکبر کہنا اور اللہ کو یاد کرنا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم کی امت کا شعار ہے۔

اور مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کی دودھار تلواروں نے روم وشام و دیگر ممالک کو فتح کیا اور بڑے بڑے بادشاہوں اور امیروں کو قید کیا ہے۔ اور اہل کتاب کے نزدیک اس بشارت کا مصداق نہ سلیمان علیہ السلام ہو سکتے ہیں کیونکہ اہل کتاب کا زعم باطل اور اعتقاد فاحش یہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اخیر عمر میں مرتد اور بت پرست ہو گئے تھے۔

اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے اعتقاد کے مطابق اس بشارت کا مصداق ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی مقتول ومصلوب ہوئے۔ اور علیٰ ہذا آپ کے اکثر حوارئین گرفتار کئے گئے۔ وہ دوسرے

Marfat.com

بادشاہوں اور امیروں کو کہاں قید کرتے۔ اور بشارت میں یہ مذکور ہے۔ کہ وہ شخص موعود بادشاہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بادشاہ نہ تھے اور معنوی بادشاہت ہر نبی کو حاصل رہی اس میں حضرت عیسیٰ کی کیا خصوصیت۔

رہا کافروں سے قتال و جہاد کرنا اور ان کو گرفتار کرنا سو یہ عین عبادت ہے نہ کہ قابل اعتراض جیسا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام کا جہاد کرنا۔ اور علیٰ ہذا سلیمان علیہ السلام اور ان کے صحابہ کا جہاد فرمانا تمام یہود و نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ اس خبر کا مصداق حضرت مسیح نہیں ہو سکتے اس لئے کہ زبور مذکور کا مضمون باآواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ آنے والا نبی بادشاہ ہوگا اور اپنے اصحاب کے ساتھ سلاطین کفار سے جہاد و قتال کرے گا اور بڑے بڑے جبارین اور متکبرین مقتول اور اسیر اور گرفتار ہوں گے اور آپ کے اصحاب تکبیر کہتے ہوئے آپ کے ساتھ ہوں گے۔

بتکبیر مردان شمشیر زن   کہ مردو غارا شمارند زن

اور یہ تمام امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ظاہر ہوئے۔

بشارت ہشتم

از زبور باب ۷۲۔ درس اول

(۱) اے خدا بادشاہ کو اپنی عدالتیں عطا کر اور بادشاہ کے بیٹے کو اپنی صداقت دے۔

(۲) وہ تیرے لوگوں میں صداقت سے حکم کرے گا اور تیرے مسکینوں میں عدالت سے۔

(۳) پہاڑ لوگوں کے لئے سلامتی ظاہر کریں گے اور ٹیلے بھی صداقت سے۔

(۴) وہ قوم کے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور محتاجوں کے فرزندوں کو بچائے گا۔ اور ظالم کے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔

Marfat.com

(۵) جب تک کہ سورج اور چاند باقی رہیں گے ساری پشتوں کے لوگ تجھ سے ڈرا کریں گے۔

(۶) وہ بارش کے مانند جو کاٹے ہوئے گھاس پر پڑے نازل ہوگا اور بھوہی کے مہینہ کی طرح جو زمین کو سیراب کرتا ہے۔

(۷) اس کے عصر میں جب تک کہ چاند باقی رہے گا صادق چلیں گے اور سلامتی فراوان ہوگی۔

(۸) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہاء زمین تک اس کا حکم جاری ہوگا۔

(۹) وہ جو بیابان کے باشندے ہیں اس کے سامنے جھکیں گے اور اس کے دشمن مٹی چاٹیں گے۔

(۱۰) ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذریں لائیں گے اور سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیئے گزاریں گے۔

(۱۱) سارے بادشاہ اس کے حضور سجدہ کریں گے ساری گروہیں اس کی بندگی کریں گی۔

(۱۲) کیونکہ وہ دہائی دینے والے محتاج کو اور مسکین کو اور ان کو جن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ چھڑائے گا۔

(۱۳) وہ مسکین اور محتاج پر ترس کھائے گا۔ اور محتاجوں کی جان بچائے گا۔

(۱۴) وہ ان کی جانوں کو ظلم اور ظلم اور غضب سے بچالے گا ان کا خون اس کی نظر میں بیش قیمت ہوگا۔

(۱۵) وہ جیتا رہے گا اور سبا کا سونا اس کو دیا جائے گا اس کے حق میں سدا دعا ہوگی ہر روز اس کو مبارک بادکہی جائے گی۔

(۱۶) اناج کی کثرت سرزمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوگی اس کا پھل لبنان کے درخت کی طرح جھڑ جھڑائے گا اور شہر کے لوگ میدان کے گھاس کے مانند سرسبز ہوں گے۔

Marfat.com

(۱۷) اس کا نام ابد تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب رہے گا اس کے نام کا رواج ہوگا۔ لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے ساری قومیں اسے مبارکباد دیں گے۔ (۱۸) خداوند خدا اسرائیل کا جو اکیلا ہی عجائب کام کرتا ہے مبارک ہے (۱۹) اس کا جلیل نام ابد تک مبارک ہے سارا جہاں اس کے جلال سے معمور ہو۔ آمین آمین۔

(۲۰) داؤد بن لیسی کی دعائیں تمام ہوئیں (بہترواں (۷۲) زبور ختم ہوا)

جاننا چاہیے کہ اس زبور میں ایسے پیغمبر کے ظہور کی خبر دی گئی۔ ہے کہ جس کی نبوت و رسالت کے ساتھ من جانب اللہ بادشاہت اور حکومت بھی حاصل ہوگی اور اس کا دائرہ سلطنت اتنا وسیع ہوگا کہ بر و بحر کو شامل ہوگا اور عدالت اور صداقت کے ساتھ اس کو عدالتیں جاری ہوں گی مسکینوں اور محتاجوں کو ان کا حق دلائے گا اور ظالموں کے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا اور اس کے دشمن لرزاں اور ترساں ہوں گے اور سلاطین عالم اس کے لئے ہدیے اور تحفے لائیں گے اور تمام قبائل اس کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے ہر طرف سے ہر روز ساری قومیں اس کے حق میں دعا اور مبارکباد کہیں گی اور ابد تک اس کا نام باقی رہے گا جب تک آفتاب رہے گا اس کے نام کا رواج رہے گا۔

اہل عقل ایک سرسری نظر سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اوصاف مذکورہ حضرت مسیح علیہ السلام میں نہ تھے بلکہ رسالت مآب خاتمیت جناب سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے ساتھ سلیمان اور ذوالقرنین جیسی حکومت عطا فرمائی کہ جس میں قوموں کے درمیان ایسی عدالت اور صداقت جاری ہوئی کہ دنیا نے نہ ایسی صداقت اور عدالت دیکھی اور نہ سنی۔ ظالموں سے مظلوموں کا بدلہ لیا گیا اور زمین کو ظلم اور غصب سے پاک کر دیا بر اور بحر اور صحراء و بیابان میں آپ کی حکومت پھیلی اور دشمن آپ سے تھرا گئے اور بڑے بڑے سلاطین آپ کے حضور سجدہ میں گرے اور ہدیے اور تحفے آپ کی بارگاہ میں بھیجے اور آپ نے صداقت اور عدالت کے جاری کرنے کے لئے جہادات اور

Marfat.com

غزوات کئے اور آپ کی جاری کردہ صداقت اور عدالت کو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ جیسے صداقت اور عدالت کے علمبرداروں نے حدِ کمال کو پہنچایا۔

اور ابد تک جب تک کہ چاند اور سورج قائم ہیں آپ کا نام مبارک ہر اذان اور نماز اور ہر دعا اور ہر منبر و محراب میں لیا جائے گا۔ بلکہ خطبوں میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ آپ کے خلفاء راشدین کا نام بھی لیا جائے گا۔ جنہوں نے دنیا میں صداقت و عدالت کا علم بلند کیا۔

اے علماء یہود و نصاریٰ یہ ناچیز تم کو صداقت اور عدالت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہے کہ جس صداقت اور عدالت کے جاری کرنے کا ذکر اس زبور میں ہے خدارا یہ بتلاؤ کہ سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہاں ظہور ہوا۔ اوصاف مذکورہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حوارییں پر انطباق کسی صورت سے ممکن نہیں آتا۔

گذارش

حضرات اہل علم کی خدمت میں گذارش ہے کہ زبور کا باب ۱۱۲ اور ۱۱۳ اسی بہتر ویں باب کا تتمہ ہے جس میں صحابہٴ کرام کے اوصاف کی طرف اشارہ ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں اور تشریح اور تطبیق کے لئے ازالۃ الاوہام بزبان فارسی صفحہ ۴۷۰ تا صفحہ ۴۷۵ مصنفہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس اللہ سرہ ملاحظہ فرمالیں۔

بشارت نہم

از صحیفہٴ ملاکی علیہ الصلوٰۃ والسلام باب سوم آیت اوّل

دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا۔ اور وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو۔ ہاں ختنہ کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آوے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آوے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے پر اس کے آنے دن کون

Marfat.com

ٹھہر سکے گا۔ اور جب وہ نمود ہوگا کون ہے جو کھڑا رہے گا۔ آھ

اس بشارت میں ایسے رسول کی آمد وظہور کا ذکر ہے کہ جو صاحب ختان ہوگا۔ اور اسی وجہ سے آپ کی بعثت سے قبل یہود ونصاریٰ کو رسول الختان کا انتظار تھا۔ اور قیصر روم بھی اسی پیشینگوئی کے مطابق رسول ختان کے ظہور کا منتظر تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہرقل میں مذکور ہے مگر آجکل نسخوں میں بجائے ختنہ کے رسول کے عہد کا رسول مذکور ہے۔

لیکن اس صورت میں بھی عہد سے ختنہ ہی کا عہد مراد ہے جیسا کہ سفر پیدائش کے باب ہفدہم کی آیت دہم سے معلوم ہوتا ہے۔

اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ آھ۔

بشارت دہم

از صحیفہ حبقوق علیہ الصلوٰۃ والسلام باب سوم آیت ۳

خدا تیمان سے۔ اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں۔ انتہیٰ۔

یہ بشارت سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہایت ہی ظاہر ہے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کون پیغمبر فاران سے مبعوث ہوا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی ہو چنانچہ ہر دوست اور دشمن کی زبان پر آپ کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اور ایک قدیم عربی نسخہ میں یہ لفظ ہیں۔

وامتلات الارض من تحمید احمد۔

یعنی تمام زمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد سے بھر گئی۔

Marfat.com

مگر حاسدین نے اس جملہ کا رہنا گوارا نہ کیا۔ اور بعد کی اشاعت میں اس جملہ کو صحیفۂ مذکورہ سے علیحدہ کر دیا۔ اور علیٰ ہذا سارا عالم بھی آپ کے نورِ ہدایت سے جگمگا اٹھا۔

بشارت یازدہم

از صحیفۂ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۲۱ آیت ۶ و ۷

خداوند نے مجھے یوں فرمایا جا نگہبان بٹھلا جو کچھ دیکھے سو بتلائے۔ اس نے سوار دیکھے گھڑ چڑھوں کے جو دو دو آتے تھے۔ اور گدھوں پر بھی سوار اور اونٹوں پر بھی سوار۔ آھ۔

اس بشارت میں حضرت یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو نبیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اوّل حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام گدھے پر سوار ہو کر یروشلم میں (بیت المقدس) داخل ہوتے تھے۔

دوم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اونٹ کی سواری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف اشارہ ہے جو عرب کی خاص اور مشہور سواری ہے۔

چنانچہ آپ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور پھر آیت نہم میں بابل کے سقوط یعنی اس کے گرنے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ بابل کا سقوط خلفاء راشدین کے زمانہ میں ہوا حضرت مسیح اور حواریین کے زمانہ میں بابل کا سقوط نہیں ہوا۔

بشارت دوازدہم

از صحیفۂ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۲۱ آیت ۱۶ و ۱۷

اس باب میں عرب کی بابت الہامی کلام کا ذکر ہے چنانچہ آیت ۱۶ میں ہے۔ ۱۶۔ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کی سی ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ ۱۷۔ اور تیراندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ

Marfat.com

گھٹ جائیں گے۔ کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔ آھ

چنانچہ ٹھیک ہجرت کے ایک سال بعد جنگ بدر میں بنی قیدار یعنی قریش کی ساری حشمت جاتی رہی۔ ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید ہوئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے اور بنی قیدار کا بنی اسمٰعیل سے ہونا توریت وغیرہ اور تواریخ سے ثابت ہے اور علماء نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔

بشارت سیزدہم

ازصحیفہ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۲۴ آیت ۲۳

اور چاند مضطرب ہوگا۔ اور سورج شرمندہ کہ جس وقت رب الافواج کوہ صیہون اور یروشلم میں اپنے بزرگوں کے گروہ کے آگے حشمت کے ساتھ سلطنت کرے گا۔ آھ۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حشمت کے ساتھ سلطنت فرمائی اور چاند مضطرب یعنی اپنی اصلی حالت سے متغیر ہوا۔ اور اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ کما قال تعالیٰ شانہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

اور سورج بھی شرمندہ ہوا۔ چنانچہ غزوۂ خیبر میں اس کو حرکت معکوس کرنا پڑی۔

بشارت چہاردہم

ازصحیفۂ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۲۸ آیت ۱۳

سو خداوند کا کلام ان سے یہ ہوگا حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون تھوڑا یہاں۔ تھوڑا وہاں۔

چنانچہ قرآن عزیز اسی طرح نجماً نجماً نازل ہوا۔ رہی انجیل سو وہ علماء مسیحین کے نزدیک منزل من اللہ ہی نہیں بلکہ وہ حواریین کی تصنیف ہے۔ اور صحیفۂ مذکور کی عبارت سے

Marfat.com

یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب موصوف کا منزل من اللہ ہونا ضروری ہے۔

اور ہمارے نزدیک جو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی وہ تمام کتاب ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی۔ قرآن کریم کی طرح نجماً نجماً نازل نہیں ہوئی۔ قال تعالیٰ شانہ:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔

قرآن کریم کو ہم نے متفرق کر کے نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا٥

اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا نازل کیا کافر کہتے ہیں کہ قرآن ایک ہی بار کیوں نہ نازل کیا گیا۔ کہدو کہ ہم نے اسی طرح نازل کیا تا کہ آپ کے دل کو مضبوط رکھیں اس لئے ہم نے ٹھہر ٹھہر پڑھ سنایا۔

بشارت پانزدہم

از صحیفۂ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باب ۴۲ آیت اوّل

دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائے گا۔

یہ بشارت بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے صریح ہے اس لئے کہ میرا بندہ یہ ترجمہ عبداللہ کا ہے۔ اور عبداللہ بھی آپ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ قرآن عزیز میں ہے:

لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰه　　　جب عبداللہ کھڑا ہوا۔

اور قرآن عزیز میں بکثرت عبداللہ کے لقب سے آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کما قال تعالیٰ:

Marfat.com

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ وَقَالَ تَعَالٰی مِمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو لے گیا۔ اس چیز سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری۔

نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔
لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نصاریٰ کے اعتقاد میں خدا کے بندے نہیں بلکہ خدا اور معبود ہیں۔ لہٰذا وہ اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اور برگزیدہ بعینہٖ ترجمہ مصطفیٰ کا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور و معروف نام ہے۔ اور جس سے میرا جی راضی ہے۔ یہ ترجمہ مرتضیٰ کا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام پاک ہے۔

اور بزعم نصاریٰ اس جملہ کا مصداق یعنی جس سے میرا جی راضی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ ان کے زعم میں مصلوب و مقتول ہوئے۔ اور جو مقتول و مصلوب ہو جائے وہ نصاریٰ کے نزدیک ملعون ہے جیسا کہ گلتیوں کے تیسرے خط کے تیرھویں درس سے معلوم ہوتا ہے۔

مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ آھ۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نصاریٰ کے اس زعم باطل کی بناء پر معاذ اللہ خدا ان سے راضی نہیں۔

الحاصل: محمد مصطفیٰ احمد مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے شبہ خدا کے برگزیدہ بندہ اور رسول ہیں جن سے خدا راضی ہے۔

اور کتب سیر میں آپ کے اسماء مبارکہ میں آپ کا نام نامی مرتضیٰ اور رضی بھی لکھا ہے اور اسی وجہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ کے صحابۂ کرام کا خاص شعار ہے کما قال تعالیٰ شانہ:

Marfat.com

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوا جبکہ وہ اس درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں آپ ان کو رکوع وسجود کرتے اللہ کا فضل اور اللہ کی رضا طلب کرتے دیکھیں گے۔ صلاح اور تقویٰ کی نشانی ان کے چہروں پر سجدہ کے اثر سے نمایاں ہے یہ ان کی نشانی جو توراۃ میں مذکور ہے۔

۴۔ اور روح سے مراد وحی الٰہی ہے کہ جس پر ارواح وقلوب کی حیات کا دارومدار ہے۔ کما قال تعالیٰ شانہ:

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔

اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی اپنے حکم سے۔

سوالحمدللہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ پر مردہ قلوب کی حیات اور زندگی کے لئے ایک روح یعنی قرآن عظیم کو اتارا جس نے نازل ہو کر مردہ قلوب کو حیات اور بے شمار مریض دلوں کی شفا بخشی کما قال تعالیٰ شانہ:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔

اور اتارتے ہیں ہم ایسا قرآن کہ جو مؤمنین کے لئے سراسر شفاء اور رحمت ہے۔

(۵) اور مبعوث ہو کر آپ نے باذن الٰہی عدالت کو بھی جاری فرمایا۔ کما قال اللہ جل جلالہ وعم نوالہ:

Marfat.com

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ هُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ۔ (سورۃ شوریٰ)

پس اسی طرف بلایئے اور اسی پر قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم کہا گیا ہے۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ فرمایئے اور یہ کہیئے کہ میں ایمان لایا اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر اور حکم کیا گیا ہوں کہ تمہارے درمیان عدل وانصاف کروں۔

اور چونکہ عدالت کا جاری کرنا شوکت کو مقتضی ہے اس لئے یہ وصف بھی علی زعم النصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں۔ اس لئے کہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تو اتنی قوت بھی نہ تھی کہ جو اپنے کو قتل وصلب سے بچا سکتے شوکت تو در کنار۔

(۶) پھر باب مذکور کی دوسری آیت میں ہے۔

کہ وہ نہ چلائے گا۔ اور اپنی صدا بلند نہ کرے گا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔

یہ جملہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری طرح صادق آتا ہے چنانچہ صحیح بخاری کے باب کراہیۃ الصحت فی الاسواق میں عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر یہ دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف جو توریت میں مذکور ہیں بیان فرمایئے۔ جواب میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بہت سے اوصاف ذکر فرمائے۔ منجملہ ان کے یہ فرمایا:

لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب بالاسواق۔

وہ نبی نہ بدخو اور نہ سنگ دل ہوگا اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔

(۷) اور باب مذکور کی تیسری آیت میں ہے۔

وہ عدالت کو جاری کرائے گا کہ دائم رہے یعنی وہ نبی صاحب حکومت اور صاحب عدالت ہوگا اور حضرت عیسیٰ کے یہاں حکومت کا نام بھی نہ تھا نہ کافروں سے جہاد کیا اور نہ

Marfat.com

مجرموں پر کوئی عدالت جاری کی اس کا مصداق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں اور دائم رہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غراء کا الی یوم القیامۃ باقی رہنا مراد ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اب تک برابر محفوظ ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گی کوئی امت اس بارہ میں امت محمدیہ کی ہمسری نہیں کر سکتی کسی امت نے بھی اپنے نبی کی شریعت اور اس نبی کے اقوال وافعال کی حفاظت امت محمدیہ کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں کی۔ اور شریعت کے دائم ہونے سے خاتم الانبیاء ہونے کی طرف اشارہ ہے اس لئے شریعت کا دوام اور بقاء الی یوم القیامۃ جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ بنایا جائے۔ ورنہ اگر اس کے بعد کوئی اور نبی بنایا جائے تو شریعت سابقہ شریعت لاحقہ سے منسوخ ہو جانے کی وجہ سے دائمی نہ رہے گی۔

(۸) اور باب مذکور کی چوتھی آیت میں ہے۔

اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال جب ہوا کہ جب راستی زمین پر قائم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

کی بشارت نازل ہوگئی۔ اور

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا — بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔

اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ — جب خدا کی مدد اور فتح آ پہنچی۔

کا وعدہ پورا ہو گیا اور عجب نہیں کہ راستی قائم کرنے سے خلافت صدیقیہ کی جانب اشارہ ہو جیسا کہ بعض علماء کی رائے ہے اس لئے کہ راستی ترجمہ صدق کا ہے اور صدق کا

Marfat.com

اطلاق صدیق پر ایسا ہی ہے جیسا کہ عدل کا اطلاق زید پر۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں صدیق اکبر کو امام بنا کر اس طرف اشارہ فرما دیا کہ میرے بعد صدیق اکبر خلیفہ ہونے چاہئیں تا کہ صدق اور راستی قائم ہو۔

(۹) اور چھٹی آیت میں ہے:

تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔

یہ جملہ بھی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر صادق نہیں آتا اس لئے کہ اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ یہ وعدہ اللہ کا پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی اور حفاظت فرمائی ہاں بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت نہیں ہوئی۔

(۱۰) اور پھر چھٹی آیت میں جو نور کا ذکر ہے کہ لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا اس سے نور ہدایت اور نور شریعت کا دینا مراد ہے جیسا کہ قرآن عزیز میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا۔ (سورۃ النساء)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک برہان آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک نور (قرآن کریم) نازل کیا۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (سورۂ اعراف)

پس جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی اور اسی نور کا اتباع کیا کہ جو آپ کے ساتھ نازل کیا گیا۔ یہی لوگ فلاح والے ہیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ

Marfat.com

وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔(سورۂ احزاب)

اے نبی ہم نے تمہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف خدا کے حکم سے بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔(سورۂ صف)

کار اپنی مونہوں کی پھونک سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو ضرور پورا فرمائیں گے اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔

(۱۱) اور آیت ہشتم میں ہے:

اور اپنی شوکت دوسروں کو نہ دوں گا۔

یہ جملہ بھی حرف بحرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے:

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی۔

مجھ کو مجانب اللہ وہ چیزیں عطا کی گئیں کہ جو انبیاء سابقین میں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔

مثلاً ختم نبوت و رسالت۔ عموم بعثت و دعوت۔ مقام محمود۔ شفاعت کبریٰ۔ معراج سبع سمٰوات ان فضائل و مزایا سے سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کو سرفراز نہیں کیا گیا۔ یہ حشمت و شوکت آپ کے سوا کسی کو نہیں دی گئی۔

اور اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو وہ آیت بینات محاسن اخلاق فضائل و شمائل۔ علوم و معارف عطا فرمائے کہ جو کسی نبی اور رسول کو نہیں عطا فرمائے۔ خصوصاً قرآن حکیم کا معجزہ تو ایسا روشن معجزہ ہے کہ جس کے سامنے موافق و مخالف سب ہی کی گردنیں خم ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط۔

یہ خدا کا فضل ہے۔ وہ فضل جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

Marfat.com

(۱۲) اور گیارھویں آیت میں ہے۔

بیابان عرب اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے۔ آھ

قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صاحبزادہ کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں اور اس بیابان سے فاران کا بیابان مراد ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ آئے تھے جیسا کہ کتاب پیدائش کے اکیسویں باب کی اکیسویں آیت سے ظاہر ہے اور یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں اس وقت مکہ معظّمہ آباد ہے اور قیدار کے آباد دیہات سے یہی مکہ مراد ہے۔ اسی جگہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد آباد ہوئی۔ الحاصل اس جملہ میں آپ کے مولد یعنی جائے ولادت کی طرف اشارہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں پیدا ہوں گے اور آپ کی امت اس بیابان میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ۔ کے نعروں سے اللہ کے جلال کو ظاہر کرے گی۔ سفر اور حضر میں اللہ کی تکبیر کہنا یہ خاص امت محمدیہؐ کا شعار ہے اذان اور تکبیر کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور نصاریٰ میں گھنٹہ اور ناقوس بجا کر نماز پڑھی جاتی ہے اور بجائے تکبیر و توحید کے تثلیث اور تجسیم کا نعرہ لگاتے ہیں کہ خدا نے مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور بندوں کی نجات کے لئے صلیب پر لٹکا۔

اور اس بشارت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ نبی مبشر قیدار بن اسمٰعیل کی اولاد سے ہوگا لہٰذا اس بشارت کا مصداق انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ سب حضرات اسرائیل کی اولاد سے ہیں۔ نہ کہ قیدار بن اسمٰعیل کی اولاد سے۔ اور سلع مدینہ طیبہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

یہ کہ یہ کلام معرفت التیام از اوّل تا آخر باواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ وہ شخص موعود خدا تعالیٰ کا خاص برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ہوگا۔ اور عامۂ خلائق کی پیشوائی اور سارے جہاں کی بادشاہی اور رہنمائی کا منصب اس کو عنایت ہوگا اور شخص موعود بنی قیدار یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا نہ کہ بنی اسرائیل میں سے کیونکہ قیدار بالاتفاق حضرت اسمٰعیل کے بیٹے کا نام ہے۔

پس اس خبر کا مصداق۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ بنی اسرائیل میں ہیں۔ بنی قیدار یعنی بنی اسمٰعیل میں سے نہیں۔

اور سارے جہاں کی پیشوائی اور رہنمائی کا منصب بھی ان کو حاصل نہیں ہوا اس لئے کہ انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے گمراہ بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے یعنی ان کی بعثت عام نہ تھی اور نہ حضرت عیسیٰ نے کوئی حکومت کی اور نہ قوموں میں کوئی عدالت جاری کی پس اس خبر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے مراد ہوسکتے ہیں اس خبر میں جس قدر اوصاف مذکور ہیں وہ سب سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق اور منطبق ہیں لہٰذا وہی مراد ہوسکتے ہیں۔

بشارت شانزدہم

از صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام باب ۵۲ درس ۱۳

۱۳۔ دیکھو میرا بندہ اقبال مند ہوگا وہ بالا اور ستودہ ہوگا اور نہایت بلند ہوگا (۱۴) جس طرح بہتیرے تجھے دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ اس کا چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اور اس کی پیکر بنی آدم سے زیادہ بگڑ گئی (۱۵) اسی طرح وہ بہت سی قوموں پر چھڑکے گا اور بادشاہ اس کے آگے اپنا منہ بند کریں گے کیونکہ وہ کچھ دیکھیں گے جو ان سے کہا نہ گیا تھا اور جو کچھ انہوں نے نہ سنا تھا وہ دریافت کریں گے۔ (ختم ہوا)

اس بشارت میں میرے بندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات

Marfat.com

مراد ہے جس کے اقبال مند اور بالا اور ستودہ ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں اور لفظ ستودہ ٹھیک لفظ محمد کا ترجمہ ہے۔

محمد ستودہ متین استوار

اور حق تعالیٰ نے حضور پرنور کو وہ بلندی اور رفعت عطا کی کہ جو نہ کسی نے کبھی سنی اور نہ دیکھی۔

حضرات نصاریٰ غور کریں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بلندی اور اقبال مندی بھی حاصل ہوئی نصاریٰ کے زعم فاسد کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اقبال مندی اور نہایت بلندی تو کہاں سے حاصل ہوتی نصاریٰ کے عقیدہ صلیب کی بناء پر تو حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ ذلت اور اہانت حاصل ہوئی کہ جو دنیا میں کبھی بھی کسی برگزیدۂ حق کو نہیں ہوئی اہل اسلام تو اس توہین و تذلیل سے بری اور بیزار ہیں جو نصاریٰ اپنے مزعوم خدا کے لئے تجویز کرتے ہیں اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ حق تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور ان کے دشمنوں کو ناکام کیا۔

بشارت ہفدہم

ازصحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام باب ۶۰ درس (۱) دربارۂ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ

(۱) اٹھ روشن ہو (اے سرزمین مکہ) کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے۔ (۲) کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمودار ہوگا۔ (۳) اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے اب یہاں سے زمین مدینہ کو خطاب ہے۔ (۴) آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر وہ سب (لوگ) اکٹھے ہوتے ہیں وہ تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آئیں گے اور تیری بیٹیاں گود میں اٹھائی جائیں گی (۵) تب تو دیکھے گی اور رونق ہوگی ہاں تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی

Marfat.com

اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی (۶) اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور عیفہ کی
سانڈنیاں آ کے تیرے گرد بے شمار ہوں گی وہ سب جو سبا کے ہیں آئیں گے وہ سونا اور لبان
لائیں گے اور خدا کی تعریفوں کی بشارتیں سنائیں گے (۷) قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے
پاس جمع ہوں گی نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے وہ میری منظوری کے
واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا (۸)
یہ کون ہیں جو بدلی کی طرح اڑتے آئے ہیں اور کبوتروں کی مانند اپنی کابک کی طرف (۹)
یقیناً بحری ممالک میری راہ تکیں گے اور ترسیس (حلب کے جہاز پہلے آئیں گے تیرے
بیٹوں کو ان کے روپے اور سونے سمیت دور سے خداوند تیرا خدا اور اسرائیل کے قدوس کے
نام کے لئے لائیں کیونکہ اس نے تجھے بزرگی دی ہے۔ (۱۰) اور اجنبیوں کے بیٹے تیری
دیواریں اٹھائیں گے اور ان کے بادشاہ تیری خدمت گذاری کریں گے اگرچہ میں نے
اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانی سے تجھ پر رحم کروں گا (۱۱) اور تیری پھاٹکیں نت کھلی
رہیں گی وہ دن رات کبھی بند نہ ہوویں گی تاکہ قوموں کی دولت کو تیرے پاس لائیں اور ان
کے بادشاہوں کو دھوم دھام کے ساتھ۔ (۱۲) کہ وہ قوم اور وہ مملکت جو تیری خدمت
گذاری نہ کرے گی برباد ہو جائے گی ہاں وہ قومیں یک لخت ہلاک ہو جائیں گی۔ (۱۳)
لبنان کا جلال تجھ پاس آئے گا سرو اور صنوبر اور دیودار ایک ساتھ تاکہ میں اپنی مقدس مکان کو
آراستہ کروں اور اپنے پاؤں کی کرسی کو رونق بخشوں۔ (۱۴) اور تیرے غارتگروں کے بیٹے
بھی تیرے آگے ٹھہرے ہوئے آئیں گے یا وہ سب جنہوں نے تیری تحقیر کی تیرے پاؤں
پر پڑیں گے اور خداوند کا شہر اسرائیل کے قدوس کا صیہون تیرا نام رکھیں گے (۱۵) اس کے
بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کہ کسی آدمی نے تیری طرف گذر بھی نہ کیا
میں تجھے شرافت دائمی اور پشت در پشت لوگوں کا سرور بناؤں گا (۱۶) تو قوموں کا دودھ بھی
چوس لے گی ہاں بادشاہوں کی چھاتی چوسے گی اور تو جانے گی کہ میں خداوند تیرا بچانے والا
اور میں یعقوب کا قادر تیرا چھڑانے والا ہوں۔ (۱۷) میں پیتل کے بدلے سونا لاؤں گا اور

Marfat.com

لوہے کے بدلے روپا اور لکڑی کے بدلے پیتل اور پتھروں کے بدلے لوہا اور میں تیرے حاکموں کو سلامتی اور تیرے عالموں کو صداقت بناؤں گا۔ (۱۸) آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ظلم کی آواز نہیں سنی جائے گی اور نہ کہ تیری سرحدوں میں خرابی یا بربادی کی تو اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھے گی۔ (۱۹) آگے تیری روشنی دن کو سورج سے اور رات کو تیری چاندی چاند سے نہ ہوگی بلکہ خداوند تیرا ابدی نور اور تیرا خدا تیرا جلال ہوگا اور تیرا سورج پھر کبھی نہیں ڈھلے گا اور تیرے چاند کا زوال نہ ہوگا کیونکہ خداوند تیرا ابدی نور ہوگا اور تیرے ماتم کے دن آخر ہو جائیں گے۔ (۲۱) اور تیرے لوگ سب راست باز ہوں گے وہ ابد تک سرزمین کے وارث اور میری لگائی ہوئی ٹہنی اور میرے ہاتھ کی کاریگری ٹھہریں گے تا کہ میری بزرگی ظاہر ہو۔ (۲۲) ایک چھوٹے سے ایک ہزار ہوں گے اور ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہوگی میں خداوند اس کے وقت میں یہ سب کچھ جلد کروں گا۔ باب ۶۰ ختم ہوا۔

اس باب کی پہلی آیت میں مکہ معظّمہ کو خطاب ہے اور اس کو روشن اور منور ہونے کی بشارت ہے اور نور اور روشنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا نور یا قرآن کا نور مراد ہے قرآن کریم میں آپ کو اور قرآن کریم کو نور مبین کہا گیا ہے۔

(۲) صدہا سال سے جو زمین پر کفر اور شرک اور گمراہی کی ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نور قرآن سے زائل ہوگئی۔

(۳) اور امیر و فقیر اور بادشاہ اس نور کے طلوع کی تجلی میں چلنے لگے۔

(۴) اور رفتہ رفتہ وہ نور زمین کے چاروں طرف پھیلنے لگا اور مختلف قبائل اس نور کے گرد اکٹھے ہونے لگے اور تیس برس کے اندر وہ نور دیار روم اور دیار مغرب اور دیار مشرق فارس اور کاشغر اور ختن اور ہند سندھ وغیرہ میں پہنچ گیا۔

(۵) اور لاکھوں مسلمان پیادہ اور سوار امیر اور غریب حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظّمہ میں جمع ہونے لگے اور بے شمار اونٹوں اور سانڈنیوں کی قطاریں مکہ معظّمہ پہنچنے لگیں اور

Marfat.com

اونٹوں کی افراط جس قدر عرب اور مکہ مکرمہ کے اطراف اور نواحی میں ہے وہ زمین کے کسی خطہ میں نہیں۔

(۶) اور خداوند ذوالجلال کی حمد وثناء اور تعریف کرنے والوں کے غول کے غول خانہ کعبہ کے گرد جمع ہونے لگے۔

(۷) اور روئے زمین کے سلاطین اہل اسلام خانہ کعبہ اور اہل مکہ کے لئے لاکھوں درہم ودینار کے ہدایا بھیجنے لگے۔

(۸) اور مدیان حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام ہے جو بطن قطور سے ہے اور شہر مداین انہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور قیدار حضرت اسمٰعیل کے دوسرے بیٹے کا نام ہے جیسا کہ تورات کے کتاب پیدائش کے پچیسویں باب میں صراحۃً مذکور ہے اور اہل مداین اور نواحی سباسب حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہیں جو مشرف باسلام ہوئے اور ہر سال اونٹوں اور سانڈنیوں پر سوار ہو کر حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور جن کی حمد وثنا اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ کی آوازوں سے دشت وبیابان گونجنے لگتے ہیں اور قیدار کی ساری بھیڑیں وہاں جمع ہوجاتی ہیں اور نبیط [1] سے عرب مشرقی وشمالی کے قبائل مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ سبا یعنی یمن کے قبائل۔ اور قیدار کی بھیڑیں یعنی قریش کے وحشی لوگ اور نبیط کے مینڈھے یعنی موٹے اور فربہ آدمی۔ ہر طرف سے خدا کی تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

(۹)۔ اور کبوتروں کے مانند لوگ خانہ کعبہ کی طرف اڑ کر پہنچیں گے اور اس کو طواف کریں گے۔

(۱۰)۔ اور اس وقت جو فخر اور جلال لبنان کو حاصل ہے وہ اس وقت مکہ معظّمہ کو حاصل ہوگا اور اس وقت مکہ مکرمہ کی طرف منتقل ہو جائے گا جو خاتم الانبیاء اور سید الاصفیاء کا مولد

(۱) نبیط حضرت اسمٰعیل کے ایک فرزند کا نام ہے۔

Marfat.com

اور مسکن ہوگا اور اس کے اصحاب انبیاء بنی اسرائیل کا نمونہ ہوں گے۔

(۱۱)۔اور جو غارتگر خانہ کعبہ کا رخ کرے گا وہ یک لخت ہلاک ہوگا جیسا کہ اصحاب فیل کا قصہ مشہور ہے۔

(۱۲)۔اور خدا کا مقدس مکان یعنی خانہ کعبہ آراستہ اور پیراستہ ہوگا ہر سال اس پر زرین غلاف چڑھائے جائیں گے۔

(۱۳)۔اور اس بلدۂ مقدسہ کا نام صیہون ہوگا۔اس لئے کہ صیہون جس طرح یروشلم کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔اسی طرح صیہون مکہ مکرمہ کا بھی نام ہے جیسے شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ باب چہارم قسم اوّل میں لکھا ہے۔دیکھو ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۴

(۱۴)۔اور آپ کے بعد جو خلیفہ اور حاکم ہوئے وہ عین سلامتی ہوئے اور آپ کی شریعت کے عالم عین صداقت بنے۔

(۱۵)۔اور سرزمین عالم صداقت اور عدالت اور سلامتی سے ایسی معمور ہوئی کہ کسی جگہ بھی ظلم کی آواز نہ سنی گئی۔

(۱۶)۔اور امت کو ایسی شریعت کا وارث بنا کر دنیا سے رخصت ہوئے کہ جس کا نور اور روشنی ابد تک چمکتا رہے گا۔

(۱۷)۔اور اس کا نور اور جلال ابدی ہوگا۔

(۱۸)۔جو نہ کبھی ڈھلے گا اور نہ زوال پذیر ہوگا۔

(۱۹)۔اور اس نبی کے تمام صحابہ راست باز ہوں گے۔

(۲۰)۔اور ایک چھوٹے سے ہزار اور ایک حقیر سے قوی گروہ ہو جائیں گے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

گذارش

حضرات اہل علم سے گذارش ہے کہ وہ کتاب یسعیاہ کا باب ۵۴ اور باب ۶۵ بھی

Marfat.com

ضرور ملاحظہ فرمالیں اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کے اوصاف کا تذکرہ ہے۔

اور اس کی تشریح اور تطبیق کے لئے ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۹۴ وصفحہ ۵۰۵ بزبان فارسی واظہار الحق صفحہ ۱۴۵ ج ۲ بزبان عربی وصفحہ ۱۴۷ ج ۲۔

ہر دو مصنفہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی ملاحظہ فرمالیں تطویل کے اندیشہ سے اس کو ترک کردیا ہے۔

بشارت ہشت دہم

از کتاب دانیال علیہ السلام باب دوئم

کتاب دانیال کے باب دوم میں ایک طویل قصہ مذکور ہے جس کا خلاصہ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

بخت نصر شاہ بابل نے ایک پریشان کن خواب دیکھا اور خواب دیکھ کر بھول گیا اس سے اور بھی زیادہ پریشان ہوا۔ بادشاہ نے یہ ماجرا دانیال علیہ السلام سے ذکر کیا دانیال علیہ السلام نے وحی کے ذریعہ وہ خواب بھی بتلایا اور پھر اس کی تعبیر بھی بتلائی۔

۳۱۔ بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مورت ہے جو نہایت خوبصورت بھی ہے اور ہیبت ناک بھی ہے اور بادشاہ کے سامنے کھڑی ہے۔

۳۲۔ جس کا سر خالص سونے کا ہے اور اس کا سینہ اور بازو چاندی کے ہیں اور اس کا شکم اور رانیں تانبے کی ہیں اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی ہیں اور اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے ہیں۔ بادشاہ اس عجیب وغریب مورت کو دیکھ رہا ہے۔

۳۳۔ کہ یکایک ایک پتھر نکلا بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کر نکالے خود بخود نکلا اور اس مورت کے پاؤں پر لگا کر جو لوہے اور مٹی کے تھے اور اسے ٹکڑے کردیا۔

Marfat.com

۳۴۔ اور لوہا اور مٹی اور تانبا چاندی اور سونا (جس سے وہ مورت بنی ہوئی تھی) ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور بستانی کھلیان کے بھوسے کے مانند ہو گئے اور ہوا انہیں اڑا کر لے گئی یہاں تک کہ ان کا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جس نے اس مورت کو مارا ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین کو بھر دیا (خواب ختم ہوا)۔

بادشاہ نے یہ خواب دیکھا تھا مگر بھول گیا تھا دانیال علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتلایا گیا کہ بادشاہ نے یہ خواب دیکھا ہے دانیال علیہ السلام نے حسب وحی خداوندی خواب بیان کر کے بادشاہ کو اس کی تعبیر بتلائی کہ اس خواب میں یکے بعد دیگرے پانچ سلطنتوں کی طرف اشارہ ہے۔ سونے کے سر سے بابل کا بادشاہ مراد ہے اور تیری سلطنت سونے کی مانند ہے اور تیرے بعد ایک اور سلطنت آئے گی جو چاندی کے مانند ہوگی اور تیری سلطنت سے کمتر ہوگی اس کے بعد ایک تیسری سلطنت آئے گی جو تانبے کی مانند ہوگی پھر ایک چوتھی سلطنت آئے گی جو لوہے کی مانند مضبوط ہوگی پھر ایک پانچویں سلطنت آئے گی جس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے ہوں گے یعنی اس سلطنت میں کچھ ضعف اور اضطراب ہوگا لوہا اور مٹی ملا جلا ہوگا یعنی وہ سلطنت قوت اور ضعف کا مجموعہ ہوگی کبھی اس میں قوت ہوگی اور کبھی ضعف اس پانچویں سلطنت کے زمانہ میں یکا یک عالم غیب سے ایک پتھر نمودار ہوگا جو کسی کے ہاتھ سے کاٹ کر نکالا ہوا نہ ہوگا بلکہ من جانب اللہ خود بخود بلا سبب ظاہری کے آسمان سے اترے گا اور اس آخری سلطنت کے پاؤں پر گرے گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تا آنکہ اس کو بستانی کھلیان کے بھوسہ کے مانند بنا دے گا اور ہوا اس کو اڑا لے جائے گی یہاں تک کہ اس کا نام و نشان نہ رہے گا اور رفتہ رفتہ وہ پتھر پہاڑ بن کر تمام زمین کو بھر دے گا۔

جاننا چاہیے کہ اس تعبیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی نبوت و رسالت اور آپ کی آسمانی بادشاہت کو ایک پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ پتھر بہت جلد پہاڑ کی شکل میں تبدیل ہو جائے گا یعنی اوّل اوّل وہ چھوٹی سے سلطنت ہوگی

Marfat.com

اور بعد میں تمام دنیا پر چھا جائے گی۔ چنانچہ عہد فاروقی میں قیصر وکسریٰ کی شوکت کا خاتمہ ہوگیا اور اس طرح هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله کا وعدہ پورا ہوا اور هلك کسریٰ فلا کسریٰ بعده هلك قیصر فلا قیصر بعده کی تصدیق ہوگئی آسمانی بادشاہت کا پتھر زمین پر ایسا گرا کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو پیس کر رکھ دیا اور جو شریعت آپ پر آسمان سے نازل ہوئی وہ قیامت تک باقی رہے گی تفصیل کے لئے اظہار الحق صفحہ ۱۴۸ ج ۲ بزبان عربی اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۷ بزبان فارسی ہر دو مصنفہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی قدس اللہ سرہ کو دیکھئے اور ہدایۃ الحیاری صفحہ ۷۹ مصنفہ حافظ ابن قیم بھی دیکھئے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک خواب ذکر کریں جو سیرت کے تمام صحیح اور معتبر کتابوں میں مذکور ہے تا کہ ناظرین کو اس بشارت دانیالیہ کے سمجھنے میں مدد دے وہ خواب حسب ذیل ہے۔

ابو جہل کی سرکردگی میں قریش کا ایک ہزار کا قافلہ سات سو اونٹ اور سو سواروں اور دیگر سامان حرب کے ساتھ جنگ بدر کے لئے روانہ ہونے لگا تو قبل از روانگی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار مکہ میں آیا اور مقام ابطح میں اونٹ بٹھلا کر باآواز بلند یہ کہہ رہا ہے۔

الا انفروا یا آل غدر لمصارعکم فی ثلاث۔ اے غدر یعنی خدا کے غدارو تم بہت جلد اپنی مقتل اور بچھڑنے کی جگہ کی طرف تین دن میں نکل جاؤ۔

اور پھر وہ شتر سوار مسجد الحرام میں گیا اور خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر بھی اسی طرح اعلان کیا اس کے بعد وہ سوار جبل ابوقبیس پر چڑھا اور وہی آواز دی اور پھر اوپر سے ایک پتھر اٹھا کر نیچے پھینکا وہ پتھر نیچے پہنچ کر چور چور ہوگیا اور مکہ کا کوئی گھرانہ ایسا نہ رہا کہ جس میں

Marfat.com

اس کا کوئی ٹکڑا جا کر نہ گرا ہو۔ عاتکہ نے یہ خواب حضرت عباس سے بیان کیا جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے یہ خواب اپنے مخصوص دوستوں سے بیان کر دیا اور سمجھ گئے کہ قوم پر کوئی مصیبت آنے والی ہے شدہ شدہ اس خواب کی اطلاع ابوجہل کو بھی ہوگئی ابوجہل نے جب حضرت عباس کو مسجد حرام میں آتے دیکھا تو کہنے لگا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) تمہارے مرد تو مدعی نبوت تھے ہی اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں حضرت عباسؓ نے کہا کیا بات ہے ابوجہل نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا۔ خواب بیان ہی کیا جا رہا تھا کہ یکایک ضمضم غفاری ابوسفیان کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ پیراہن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ آواز لگا رہا۔ اے گروہ قریش اپنے کاروان تجارت کی خبر لو۔ اور جلد از جلد ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کو پہنچو یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساز و سامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر کے میدان میں پہنچ کر اس خواب کی تعبیر بحالت بیداری اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

اور اس واقعہ پر بھی غور کرو کہ جو احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ غزوۂ خندق میں خندق کھودتے وقت جب ایک پتھر نکل آیا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ کدال ماری جس سے وہ پتھر ٹوٹ گیا اور اس سے روشنی نمودار ہوئی اور اس میں شام اور فارس اور یمن کے شہر نظر آئے اشارہ اس طرف تھا کہ یہ تمام ممالک اسلام کے مفتوح ہوں گے۔

بشارت نوزدہم

از انجیل متی باب سوم آیت اوّل

ان دونوں میں یوحنا یہودیہ کے بیابان میں ظاہر ہو کے منادی کرنے اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ انتہیٰ۔

اور اسی انجیل کے باب چہارم کے سترھویں آیت میں ہے: اسی وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔

Marfat.com

انتھیٰ۔

آسمانی بادشاہت سے یہ مراد ہے کہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی اور اس میں ہر طرح کے احکام مذکور ہوں گے۔اور نہایت شوکت اور حاکمانہ طور سے اس کی نشر و اشاعت کی جائے گی خدا کے سرکشوں اور نافرمانوں پر تہدیدی احکام نافذ ہوں گے۔غرض یہ کہ نہ تو فقط دنیوی بادشاہت ہو جیسا کہ سلاطین دنیا کو حاصل ہوتی ہے اور نہ یہ ہو کہ فقط احکام خداوندی کی اشاعت نہایت مسکنت سے مقہور اور مغلوب ہو کر بلا کسی شوکت اور حکومت کے کی جائے۔ بلکہ احکام آسمانی بھی ہوں اور اس کے ساتھ شوکت اور حکومت زمینی بھی ہو۔ احکام خداوندی سے سرتابی کرنے والوں کو سزا بھی دی جاتی ہو۔حکومت الٰہی کے باغیوں سے جہاد بھی کیا جاتا ہو اور یہ دونوں باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے عہد میں کماحقہٗ ظہور میں آئیں۔

احکام خداوندی اور شریعت آسمانی بھی نازل ہوئی اور نہایت شوکت اور قوت سے اس کو نافذ کیا گیا۔قیصر و کسریٰ کے تخت کو الٹ کر رکھ دیا۔خدا کے دشمنوں سے جہاد بھی کیا چور اور رہزنوں پر حد بھی قائم کی۔زناکاروں کو رجم اور سنگسار کیا۔شراب خواروں کے کوڑے لگوائے۔آنکھ کھول کر دیکھئے کہ آسمانی بادشاہت اس کو کہتے ہیں اور خدارا یہ بھی آسمانی بادشاہت نہیں تو وہ بادشاہت تم بتلاؤ کہ جس کو آسمانی کہا جا سکے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔

بشارت بستم

از انجیل متی باب ۲۱، آیت ۴۲

یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔

Marfat.com

یہ خدا کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کیا خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے میوہ لادے دی جائے گی جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا۔ انتہیٰ۔ راج گیر اور معماروں سے بنی اسرائیل مراد ہیں اور کونے کے پتھر سے ہمارے نبی اکرم خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ بنی اسرائیل کی نظر میں ایک ناپسند پتھر کے مشابہ تھے۔ بنی اسرائیل نے ہر چند آپ کو رد کرنا چاہا مگر آپ تائید الٰہی سے کونے کا سرا یعنی خاتم النّبیین ہو کر رہے۔ اور پتھر کے سرزاویہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو کونا عمارت کی بلندی کی طرف خالی تھا وہ اس سے بھر جائے گا اسی طرح قصر نبوت میں جو زاویہ خالی تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پر ہو گیا اس طرح قصر نبوت کی عمارت پوری ہو گئی۔

کما روی ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رَجُل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء و فی روایۃ انا سددت موضع اللبنۃ وختم بی البنیان وختم بی الرسل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء سابقین کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے ایک محل نہایت عمدہ تیار کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس محل کا چکر لگاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں چھوڑ دی گئی میں ہی خاتم النّبیین ہوں۔ یعنی میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ کو پر کیا ہے اور میرے ہی سے یہ تعمیر ختم ہوئی اور مجھ ہی پر انبیاء و رسل کا سلسلہ ختم ہوا۔

پھر آپ پر جو گرا وہ بھی چور چور ہوا اور جس پر آپ گرے وہ چورا چورا ہوا۔ چنانچہ جنگ بدر میں قریش آپ پر گرے اور وہ خدا کے فضل سے چور چور ہوئے اور فتح مکہ کے

Marfat.com

وقت آپ ان پر گرے تب بھی وہی چور چور ہوئے۔ اور آپ کے بعد صحابہ کرام ایران، شام وروم وغیرہ وغیرہ پر گرے اور سب کو چور کیا اور پھل اور میوہ لانے والی قوم بنی اسمٰعیل ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے پھل لائی اور حکومت اور سلطنت کے مالک ہوئے اور یہ آسمانی بادشاہت ان کے حصہ میں آئی۔

لہٰذا اس بشارت کا مصداق بجز خاتم النّبیین سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سو وہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھے۔ بنی اسرائیل میں بہت محترم تھے وہ ناپسند پتھر کے کیسے مشابہ ہوسکتے ہیں دوم یہ کہ وہ خاتم النّبیین نہیں جیسا کہ ماسبق میں معلوم ہو چکا ہے کہ اہل کتاب علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اور نبی کے منتظر تھے۔ نیز ماسبق میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ جب یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے ان سے دریافت کیا الخ۔

سوم یہ کہ حضرت مسیح خود تو کبھی کسی پر نہ گرے اور یہود جب ان پر گرے تو بقول نصاریٰ حضرت مسیح چور چور ہوگئے۔ واللہ اعلم روح اللہ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے آسمان پر چلے جانے کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا۔

بشارت بست و یکم

از انجیل یوحنا باب چہاردہم آیت ۱۵

۱۵۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ ۱۶۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔

۲۶۔ وہی تسلی دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا۔ ۲۹۔ اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تا کہ جب وہ وقوع میں

Marfat.com

آئے تو تم ایمان لاؤ۔ ۳۰۔ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔

اور باب ۱۵۔ آیت ۲۷ میں ہے۔

جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کی روح تو وہ میری گواہی دے گا۔ انتہیٰ۔

اور باب ۱۶۔ آیت ۷ میں ہے۔

(۷) میں تم سے سچ کہتا ہوں تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔

(۸) اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا۔

(۹) گناہ کے بارہ میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔

(۱۰) راست بازی کے بارہ میں اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔

(۱۱) عدالت کے بارہ میں اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔

(۱۲)۔ میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں اب کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔

(۱۳) لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔

(۱۴) وہ میری بندگی اور جلال کو ظاہر کرے گا۔ انتہیٰ۔

اور انجیل متی باب ۳ آیت ۱۱ میں ہے۔ میں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے زور آور ہے میں اس کے جوتے اٹھانے کے لائق نہیں۔ انتہیٰ۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے کہ جو آپ نے رفع الی السماء سے پہلے حوارین

Marfat.com

کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تم یہود بے بہبود کی سازشوں اور قتل کے تدبیروں سے ہرگز نہ گھبراؤ اور میری تکلیف سے رنجیدہ اور غمگین نہ ہو میں عنقریب اس دنیا سے نکل کر ایسی جگہ پر چلا جاؤں گا کہ جہاں کسی کی رسائی نہیں ہوگی یعنی آسمان پر چلا جاؤں گا۔ خدا کے یہاں بہت مکان ہیں اور قیامت کے قریب پھر آسمان سے نازل ہوں گا اور بعد ازاں ایک آنے والی فارقلیط کی بشارت دی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ میرے علاوہ ایک دوسرا فارقلیط (رسول) ظاہر ہوگا اور وہ آکر میری بزرگی بیان کرے گا اور میرے نہ ماننے والوں یعنی یہود بے بہبود کو خوب سزا دے گا اور وہ دین و دنیا کا سردار ہوگا اور وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوگا کہ مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں حق جل شانہ نے قرآن کریم میں اس بشارت کا ذکر فرمایا ہے کما قال تعالیٰ:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔

اس وقت کو یاد کرو کہ جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور بشارت دینے والا ہوں ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

اصل بشارت میں لفظ احمد موجود تھا اور جیسا کہ انجیل برناباس میں اب بھی موجود ہے لیکن جب انجیل کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو یونانیوں نے اپنی عادت کی بنا پر کہ وہ ترجمہ کرتے وقت ناموں کا بھی ترجمہ کر دیا کرتے تھے آنحضرت کے نام مبارک (احمد) کا ترجمہ بھی پیرکلوطوس سے کر دیا اور پھر جب یونانی نسخہ کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا تو پیرکلوطوس کا معرب فارقلیط کر لیا گیا ایک عرصہ تک اردو اور فارسی اور عربی نسخوں میں فارقلیط کا لفظ رہا اس کے بعد اس کا ترجمہ روح القدس سے کیا گیا اور مسیحین روح القدس کے لفظ کو بطور تفسیر خطوط وحدانی میں لکھتے رہے رفتہ رفتہ فارقلیط کے لفظ کو بالکل حذف کر دیا پھر کسی نے فارقلیط کی جگہ روح القدس کا لفظ اور کسی نے روح حق کا لفظ اور کسی

Marfat.com

نے مددگار اور تسلی دینے والے کا لفظ رکھ دیا اور فارقلیط کے لفظ کو انجیل کے نسخوں سے بالکل حذف کر دیا۔

لفظ فارقلیط کی تحقیق

لفظ فارقلیط اصل میں یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے اور یہ لفظ یونانی زبان میں کئی معنی میں مشترک ہے اور وہ سب معنیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتے ہیں علماء نصاریٰ نے فارقلیط کے مختلف معنی بیان کیے ہیں۔

۱۔ کسی نے کہا کہ فارقلیط کے معنی تسلی دینے والے کے ہیں جس کا عربی ترجمہ مُعَزّی ہے۔

۲۔ کسی نے کہا کہ اس کے معنی معین اور مددگار کے ہیں۔

۳۔ کسی نے کہا کہ اس کے معنی شافع یعنی شفاعت کرنے والے کے ہیں۔

۴۔ کسی نے کہا کہ اس کے معنی وکیل یعنی وکالت کرنے والے کے ہیں۔

۵۔ کسی نے کہا کہ اس کے معنی بڑا سراہنے والا۔ جس کا فارسی ترجمہ ستائندہ اور عربی ترجمہ حماد اور احمد بصیغۂ اسم تفضیل بمعنی فاعل ہے۔

۶۔ اور کسی نے کہا کہ اس کے معنی بڑا سراہا گیا یعنی بڑا استودہ کے ہیں جس کا عربی ترجمہ محمد ہے اور احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے۔ کیونکہ لفظ احمد صیغہ اسم تفضیل کا ہے جو کبھی بمعنی فاعل آتا ہے اور کبھی بمعنی مفعول پس اگر احمد اسم تفضیل بمعنی فاعل ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا بڑی حمد و ثناء کرنا یعنی خدا تعالیٰ کا بڑا سراہنے والا اور اگر احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا بڑا استودہ یعنی جو خدا اور بندوں میں بڑا ہی ستودہ ہے۔

۷۔ اور بعضوں نے فارقلیط کا ترجمہ امید گاہ عوام سے کیا ہے۔

۸۔ اور بعض نسخوں میں رسول کا لفظ ہے۔

۹۔ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی روح حق کے ہیں۔

۱۰۔ اور کسی نے کہا کہ اس کے معنی ثقہ اور معتبر کے ہیں۔

Marfat.com

پس اگر فارقلیط کی اصل یونانی زبان میں پاراکلی طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور مددگار اور وکیل کے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کی اصل پیر کلوطوس ہے تو اس کے معنی محمد یا احمد یا حماد کے قریب قریب ہیں۔

انجیل کے تمام قدیم نسخوں میں عربی اور فارسی اور اردو تمام نسخوں میں فارقلیط کا لفظ موجود تھا مگر اب موجودہ نسخوں میں لفظ فارقلیط کے بجائے زیادہ تر مددگار اور روح حق کا لفظ پایا جاتا ہے مگر باوجود ان تحریفات اور تغیرات وتبدلات کے پھر بھی مدعا حاصل ہے اس لئے کہ اس بشارت میں فارقلیط کے جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام محمد مصطفیٰ اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر علی وجہ الکمال والتمام صادق اور منطبق ہیں اور فارقلیط کے جو معنی بھی لئے جائیں وہ سب آپ پر صادق ہیں آپ خدا تعالیٰ کے وکیل اور سفیر بھی ہیں اور روح حق اور روح صدق اور روح راستی بھی ہیں یعنی روح خبیث نہیں جو جھوٹ بولے اور امت کے شافع بھی ہیں اور بشیر ونذیر بھی ہیں اور خدا کے ستودہ اور پسندیدہ بندہ بھی ہیں اور سب سے زیادہ خدا کی حمد وثناء کرنے والے بھی ہیں بلکہ یہ تمام آپ کے اسماء ہیں یعنی آپ کے نام ہیں کوئی ان میں سے اسم صفت ہے جیسے وکیل اور شافع اور معین ومددگار اور روح الحق اور کوئی اسم علم ہے جیسے احمد اور محمد اور محمود اور حماد اور آپ کے ناموں میں ایک نام آپ کا حمد بھی ہے حَمدُ اگرچہ مصدر ہے بمعنی ستودن مگر مبالغۃً آپ پر اطلاق کر دیا گیا گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی مجسم حمد وثنا ہیں۔

فارقلیط کا سب سے زیادہ صحیح ترجمہ لفظ احمد ہے اور اسی وجہ سے قرآن کریم میں اس بشارت کا ذکر بلفظ احمد آیا ہے کما قال تعالیٰ: مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔

یہ آیت قرآن مجید کی ہے اور قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا اس وقت اس ملک میں بے شمار علماء یہود اور علماء نصاریٰ موجود تھے اگر یہ بشارت اور یہ خبر غلط ہوتی تو ہزار ہا علما یہود ونصاریٰ اس غلطی کو فاش کرتے اور برملا اس خبر کی تردید کرتے اور جو علماء یہود اور

Marfat.com

نصاریٰ اسلام میں داخل ہو گئے تھے وہ اس غلط بیانی کو دیکھ کر فوراً اسلام سے برگشتہ ہو جاتے اور بغیر شور وغل مچائے خاموش نہ بیٹھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پیشین گوئی کو علی الاعلان ظاہر فرمانا اور بیان کرنا اور علماء نصاریٰ کا خاموش رہنا یہ ان کے اعتراف اور تسلیم کی روشن دلیل ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر یہ بات سچی تھی تو اس وقت کے علماء یہود و نصاریٰ کیوں مسلمان نہ ہو گئے۔

جواب: یہ کہ علماء نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کی پیشین گوئیاں توریت میں موجود ہیں مگر باوجود ان پیشین گوئیوں کے اور باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے مشاہدہ کر لینے کے پھر بھی علماء یہود حضرت مسیح پر ایمان نہیں لائے بلکہ ان کے دشمن ہو گئے اور بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض یا بوجہ حسد کے حضرت مسیح کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ صاف طور پر علماء یہود یہ کہتے ہیں کہ توریت میں حضرت مسیح کی کوئی بشارت نہیں اور نہ ان کا کوئی ذکر ہے اسی طرح بہت سے علماء نصاریٰ نے بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض آپ کا پیرو ہونا قبول نہ کیا۔ حالانکہ ان کو یقین تھا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی مسیح بن مریم نے بشارت دی ہے جیسے ہرقل اور مقوقس نے صاف طور پر اس کا اقرار کیا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی انجیل میں بشارت دی گئی مگر اپنی سلطنت کی خاطر اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور علماء نصاریٰ میں جو منصف اور حق پرست تھے جیسے نجاشی شاہ حبشہ اور ضغاطر رومی اور ابن الناطور وغیرہم یہ لوگ ایمان لائے۔ اور بہت سے علماء نصاریٰ نے دیدہ و دانستہ علماء یہود کی طرح صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توریت وانجیل میں کوئی بشارت نہیں، علما نصاریٰ کی یہ تکذیب ایسی ہے جیسا کہ علماء یہود اور دیگر یہود حضرت مسیح کی بشارتوں کے منکر اور مکذب ہیں علماء نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ اس بشارت میں فارقلیط کی آمد سے روح القدس کا حوارین پر نازل ہونا مراد ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے بعد جب حوارین ایک مکان میں جمع تھے تو وہ روح ان پر نازل ہوئی اور اس روح کے نزول سے حوارین تھوڑی دیر کے لئے مختلف زبانیں بولنے لگے۔

Marfat.com

نصاریٰ کا یہ خیال۔ سراسر خیال خام ہے یہ بشارت کسی مقدس اور برگزیدہ انسان کے حق میں ہے جو خدا کی طرف سے الہام پائے گا اور خدا کی طرف سے اس کو القاء ہوگا وہی کہے گا اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا اس بشارت کو روح القدس یعنی جبرائیل امین کے نزول سے کوئی واسطہ نہیں اور کسی فرشتہ سے اس بشارت کا کوئی تعلق نہیں۔ فارقلیط کی آمد سے ایک رسول عظیم کی بعثت مراد ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے گا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی صاحب تفسیر حقانی عقائد الاسلام صفحہ ۶۸ میں لکھتے ہیں:

ایک پادری صاحب ایک رسالہ میں جو لفظ فارقلیط کی تحقیق میں انہوں نے لکھا ہے اور ۱۲۶۸ھ میں کلکتہ میں چھپا تھا لکھتے ہیں کہ یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے پس اگر اس کی یونانی میں پاراکلی طوس اصل قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں اور اگر کہیں اصل پیرکلوطوس ہے تو اس کے معنی محمدؐ یا احمد کے قریب ہیں پس جس عالم اہل اسلام نے اس بشارت سے استدلال کیا تو وہ اصل پیرکلوطوس سمجھا کیونکہ اس کے معنی محمد یا احمد کے قریب ہیں پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد یا احمد کی خبر دی لیکن اصل پاراکلی طوس ہے فقط

ہم کہتے ہیں کہ اصل پیرکلوطوس ہے یونانی خط میں بہت تشابہ ہے اس کو پاراکلی طوس غلطی سے پڑھ لیا۔ انتہی کلامہ۔

اور دیکھو اظہار الحق صفحہ ۱۵۵ ج ۲۔ مصنفہ فاضل محقق مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی قدس اللہ سرہ یہ مضمون اظہار الحق ہی کی عبارت کا ترجمہ ہے جو عربی میں ہے۔

اور یونانی زبان میں پیرکلوطوس ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سینٹ جروم نے جب انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں لکھنا شروع کیا تو پیرکلوطوس لکھ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کتاب سے نقل کیا تھا پیرکلوطوس تھا۔ تفسیر حقانی صفحہ ۱۰۹ تفسیر سورۃ الصف۔

اور اگر ہم اس تحقیق سے قطع نظر بھی کر لیں تو تب بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ اس

Marfat.com

بشارت میں اس آنے والے فارقلیط کے بہت سے اوصاف بیان کئے ہیں جو بہ تمام وکمال سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق اور منطبق ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ جب تک میں نہ جاؤں گا وہ نہ آئے گا۔

دوئم۔ یہ کہ وہ میری گواہی دے گا۔

سوئم۔ یہ کہ وہ گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔

چہارم۔ یہ کہ مجھ پر نہ ایمان لانے والوں کو سزا دے گا۔

پنجم۔ وہ سچائی کی راہ بتلا دے گا۔

ششم۔ یہ کہ وہ آئندہ کی خبریں دے گا۔

ہفتم۔ یہ کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو اللہ سے سنے گا وہی کہے گا۔

ہشتم۔ یہ کہ وہ جہان کا سردار ہوگا۔

نہم۔ یہ کہ وہ میری تمام باتیں تم کو یاد دلائے گا۔

دہم۔ یہ کہ جو امور تم اس وقت برداشت نہیں کر سکتے وہ نبی اس وقت آ کر تم کو بتلائے گا اور جو باتیں غیر مکمل ہیں ان کی تکمیل کرے گا اور یہ تمام باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔

(۱) آپؐ کا تشریف لانا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے پر اس لئے موقوف تھا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے کہ کسی نبی کا آنا پہلے نبی کے جانے پر جب ہی موقوف ہوسکتا ہے جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہو ورنہ اگر وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو اس کے آنے سے پہلے نبی کا جانا شرط ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لئے کہ جب وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو پہلے نبی کی موجودگی میں بھی وہ مبعوث ہوسکتا ہے۔

پہلے نبی کا جانا دوسرے کے آنے کے لئے جب ہی شرط ہوسکتا ہے کہ جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہو۔ الحاصل حضرت مسیح نے اس جملہ سے یہ ظاہر فرما دیا کہ وہ فارقلیط اور روح حق خاتم الانبیاء ہوگا۔ کما قال تعالیٰ:

Marfat.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخر النبیین ہیں۔

اور حضرت مسیح خاتم النبیین نہ تھے ورنہ علماء نصاریٰ و یہود حضرت مسیحؑ کے بعد ایک نبی کے کس لئے منتظر تھے اور روح کا آنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے پر موقوف نہ تھا روح کا نزول تو حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی میں بھی ہوتا تھا۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی بھی دی۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

اور انہوں نے نہ ان کو (عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ سولی دی لیکن اشتباہ میں ڈال دیئے گئے اور جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اختلاف کیا وہ یقیناً شک میں ہیں خود ان کو اس کا یقین نہیں محض گمان کی پیروی ہے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ وہی غالب اور حکیم ہے۔

(۳) اور راستی اور عدالت سے ملزم بھی کیا۔

(۴) اور حضرت مسیح کے نہ ماننے والوں کو پوری پوری سزا بھی دی کسی سے قتال اور جہاد کیا اور کسی کو جلاوطن کیا جیسا کہ یہود خیبر اور یہود بنونضیر اور یہود بنوقینقاع کے واقعات سے ظاہر ہے اور روح نے نہ کسی کو ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی کی سرزنش کی اور سرزنش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فارقلیط ظاہر ہونے کے بعد حکومت کے ساتھ لوگوں کو توبیخ اور سرزنش کرے گا اور ظاہر ہے کہ روح القدس کا ظاہر ہو کر عام لوگوں پر حکومت کرنا کہیں ثابت نہیں اور نہ حواریین کا یہ منصب تھا۔ حواریین نے حکومت کے طور پر کسی کی توبیخ نہیں کی بلکہ واعظانہ طور پر لوگوں کو سمجھاتے تھے جس میں حکومت کا زور نہ تھا غرض یہ کہ کسی طرح بھی

Marfat.com

روح القدس کو فارقلیط کا مصداق نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اور آیت دہم میں سرزنش کی یہ وجہ بیان فرمانا اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس فارقلیط اور مددگار اور وکیل و شفیع کا ظہور منکرین عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہوگا بخلاف روح کے کہ اس کا ظہور تو آپ کے نزدیک حواریین پر ہوا کہ جو منکرین عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ اور نہ حواریین نے کسی کو سزا دی وہ خود ہی مسکین اور عاجز تھے کسی منکر کو کیسے سزا دے سکتے تھے۔

(۵) اور آنحضرت نے صدق اور راستی کی وہ راہیں بتائیں کہ جو نہ کسی نے دیکھی اور نہ سنی آپ کی شریعت غراء اور ملت بیضاء اس کی شاہد ہے۔

(۶) اور آئندہ واقعات کے متعلق آپ نے اتنی خبریں دیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں اور ایسی صحیح خبریں دیں کہ جو ہو بہو ظاہر ہوئیں اور ان کا ایک حرف بھی خلاف واقعہ نہ نکلا اور تا قیامت اسی طرح ظاہر ہوتی رہے گی۔

(۷) اس لئے کہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرمایا کما قال تعالیٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۸) اور باایں ہمہ جہان کے سردار اور بادشاہ بھی ہوئے اور جہاں اور دنیا کی سرداری سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت تمام عالم کے لئے ہوگی کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہ ہوگی۔

(۹) اور نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیمات کو محو کر دیا تھا ان کو بھی یاد دلایا جن میں توحید و تثلیث کا مسئلہ بھی ہے اس کو خوب یاد دلایا۔ اور حضرت مسیح کے قتل و صلب کی نفی اور رفع الی السماء کا اثبات فرمایا۔

قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

Marfat.com

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب ایک ایسے امر کی طرف آؤ کہ جو ہم میں اور تم میں مسلم ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائیں اور فرمایا حضرت مسیح بن مریم نے اے بنی اسرائیل بندگی کرو صرف ایک اللہ کی جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۱۰) آپؐ نے مبعوث ہونے کے بعد وہ باتیں بھی بتلائیں کہ جو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے تحمل سے باہر تھیں یعنی ذات وصفات، شریعت وطریقت، حشر ونشر، جنت وجہنم کے متعلق وہ علوم ومعارف کے دریا بہائے کہ جن سے تمام عالم دنگ ہے اور کسی کتاب میں ان علوم کا نام ونشان نہیں اور جو امور غیر تکمیل شدہ تھے آپ کی شریعت کاملہ نے ان سب کی تکمیل بھی کر دی۔ کما قال تعالیٰ:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا دین بنا کر۔

اور قیامت تک کے لئے دنیا کو ایک ایسا کامل اور مکمل دستور (یعنی شریعت) دے گئے جو ان کے دین اور دنیا کی اصلاح اور فلاح کا کفیل ہے اور اس کے حقائق اور دقائق اور اسرار وحکم کو دیکھ کر دنیا حیران ہے قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا حکم شریعت محمدیہ سے معلوم ہو سکتا ہے علما یہود ونصاریٰ کے پاس کوئی شریعت ہی نہیں جس کو سامنے رکھ کر علماء امت اور فقہاء ملت کی طرح فتویٰ دے سکیں اس وقت کے نصاریٰ کے پاس شریعت کا کوئی علم نہیں کہ جس کی رو سے وہ فتویٰ دے سکیں ہاں نصاریٰ کے پاس صنعت وحرفت اور کاریگری کے علوم وفنون ہیں حکمرانی اور جہانبانی اور عدل عمرانی کے متعلق ان کے پاس کوئی

Marfat.com

آسمانی قانون نہیں کہ جس کے رو سے وہ دنیا میں عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرسکیں مغربی اقوام کے پاس جو دستور ہے وہ چند اہل فکر کے افکار اور خیالات کا نتیجہ ہے شریعت اسلامیہ کی طرح آسمان سے نازل شدہ کوئی قانون ان کے پاس نہیں۔

علماء مسیحیین اس بشارت کو روح القدس کے حق میں قرار دیتے ہیں جس کا نزول حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء کے ۴۷ یوم بعد حوارئین پر ہوا۔ لیکن یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ روح کا نازل ہونا حضرت مسیح کے جانے پر موقوف نہ تھا بلکہ وہ تو ہر وقت حضرت مسیح کے ساتھ رہتی تھی۔

(۲) اور نہ روح نے کسی کو راستی اور عدالت سے ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی یہودی کو حضرت مسیح پر نہ ایمان لانے کی وجہ سے کبھی سزا دی البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور کافرین سے جہاد بھی کیا اور یہودیوں کو کافی سزا بھی دی۔ اور ان کو ملزم ٹھہرایا اس لئے کہ اہل دنیا کو الزام دینا اور ان کی سرزنش کرنا بغیر حکومت کے ممکن نہیں۔ معلوم ہوا کہ آنے والا فارقلیط اور دوسرا مددگار دنیا کا حاکم اور بادشاہ ہوگا جو مجرموں کی سرزنش کرے گا اور چودھویں باب کے درس ۳۰ میں جو دنیا کے سردار آنے کا ذکر ہے اس سے یہی دنیا کا حاکم مراد ہے کہ جس کی حکومت اور توبیخ اور سرزنش کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۳) نیز حضرت مسیحؑ کا اس پر ایمان لانے کی تاکید فرمانا۔ بالکل بے محل ہے اس لئے کہ حوارئین پیشتر ہی سے روح القدس پر ایمان رکھتے تھے اس کے فرمانے کی کیا حاجت تھی کہ ''جب وہ آئے تب تم ایمان لاؤ۔'' حضرت مسیحؑ کا اس قدر اہتمام فرمانا اور اس پر ایمان لانے کی وصیت کرنا خود اس کو بتلا رہا ہے کہ وہ آنے والی شے کچھ ایسی ہوگی جس کا انکار تم سے بعید نہ ہوگا۔

پس اگر فارقلیط سے روح مراد ہوتی تو اس کے لئے چنداں اہتمام اور تاکید کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ جس کے قلب پر روح کا نزول ہوگا اس سے روح کا انکار ہونا

Marfat.com

بالکل ناممکن ہے۔

روح القدس کا نزول بالبداہت مفید یقین ہے جس طرح روح القدس کے نزول سے بالبداہت پیغمبر کو اپنی نبوت کا یقین آجاتا ہے۔ پیش آنے والی چیز سے انسان کو ایسا یقین کامل ہو جاتا ہے کہ قوت خیالیہ بھی اس کو دفع نہیں کر سکتی انسان پر جب کوئی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کا انکار ممکن نہیں ہوتا۔

(۴) نیز اس بشارت کا سیاق اس بات کو بتلا رہا ہے کہ وہ آنے والے فارقلیط حضرت عیسیٰ سے مغایر ہے جیسا کہ سولہویں آیت کا یہ لفظ دوسرا مددگار بخشے گا۔ صاف مغایرت پر دلالت کرتا ہے کہ وہ علیحدہ صورت میں ظاہر اور نمودار ہوگا۔

پس اگر فارقلیط سے روح القدس مراد لی جائے تو وہ حضرت عیسیٰؑ کے کسی طرح مغائر نہیں کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک ابن اور روح القدس میں حقیقی اتحاد ہے۔ اور روح القدس جو حواریین پر ظاہر ہوئی وہ کسی علیحدہ صورت میں ظاہر نہیں ہوئی جس طرح کسی شخص پر جن مسلط ہو جاتا ہے سو جن کی باتیں وہی ہوتی ہیں جو اس شخص کے منہ سے نکلتی ہیں علیحدہ صورت میں اس کا ظہور نہیں ہوتا۔

(۵) نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ''جو کچھ میں نے تمہیں کہا، یاد دلائے گا۔'' حالانکہ کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات فراموش کر چکے تھے روح القدس نے ان کو علیحدہ صورت میں ظاہر ہو کر یاد دلائے ہوں۔

(٦) نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ''وہی میرے لئے گواہی دے گا''۔ سو یہ وصف صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آسکتا ہے کہ آپؐ ہی نے آخر مشرکین اور یہود کے سامنے حضرت مسیح علیہ السلام کی گواہی دی اور ان لوگوں کے سامنے کہ جو حضرت مسیحؑ سے منکر یا بے خبر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت کا اعلان کیا۔

Marfat.com

بخلاف روح القدس کے وہ حضرت عیسیٰؑ کے حوارین پر نازل ہوئی اور حوارین پہلے ہی سے حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول جانتے تھے۔ان کے سامنے گواہی دینے کی کوئی حاجت نہ تھی۔

گواہی کی ضرورت تو منکرین کے سامنے تھی نہ کہ مؤمنین کے سامنے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔آپؐ نے یہود کے سامنے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر اور دشمن تھے علی الاعلان حضرت عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کی گواہی دی۔ اور ان کے دعوائے قتل وصلب کی تردید کی اور رفع الی السماء کو ثابت کیا۔

(۷) نیز حضرت مسیحؑ اس فارقلیط کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں" سو یہ جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر صادق آسکتا ہے کہ مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔روح القدس اور مسیح تو ایک ہی چیز ہیں۔

(۸) نیز یہ بھی قابل غور ہے کہ اس روح نے کون سی آئندہ کی خبریں بتلائیں کہ جس سے اس روح کو اس بشارت کا مصداق کہا جائے۔

(۹) نیز اس بشارت کا تمام سیاق وسباق دلالت کرتا ہے کہ آنے والا دوسرا فارقلیط اور دوسرا مددگار لباس بشری اور پیکر انسانی میں ظہور کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح لباس بشری میں دعوت حق اور لوگوں کی تسلی کے لئے آوے گا پس فارقلیط کا مصداق اس روح کو سمجھنا کہ جو آدمیوں پر جن کی طرح نازل ہو اور ان میں حلول کرے بالکل غلط ہے۔

(۱۰) نیز حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے بعد سے عامۃ نصاریٰ فارقلیط کے منتظر رہے اور یہ سمجھتے تھے کہ کوئی عظیم الشان نبی مبعوث ہوگا۔ چنانچہ منتس عیسائی نے دوسری صدی عیسوی میں یہ دعویٰ کیا کہ میں وہی فارقلیط ہوں کہ جس کی حضرت مسیحؑ نے خبر دی ہے۔ بہت سے لوگ اس پر ایمان لے آئے جس کا مفصل تذکرہ ولیم میور مسیحی نے اپنی تاریخ کے تیسرے باب میں لکھا ہے۔اور یہ کتاب ۱۸۴۸ء میں طبع ہوئی۔ معلوم ہوا کہ علماء یہود اور نصاریٰ یہی سمجھتے تھے کہ فارقلیط سے کوئی انسان مراد ہے نہ کہ روح القدس۔

Marfat.com

اور لب التواریخ کا مصنف جو کہ ایک مسیحی عالم ہے لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل یہود و نصاریٰ ایک نبی کے منتظر تھے۔ اور اسی وجہ سے شاہ حبشہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا حال سن کر ایمان لایا اور کہا کہ بلاشک یہی وہ نبی ہیں کہ جن کی حضرت مسیح نے انجیل میں خبر دی ہے حالانکہ نجاشی انجیل کا عالم ہونے کے علاوہ بادشاہ بھی تھا۔ کسی قسم کا اس کو خوف و خطر بھی نہ تھا۔

اور مقوقس شاہ قبط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ کے جواب میں یہ لکھا۔

سلام علیك اما بعد فقد قرات کتابك وفهمت ما ذکرت فيه وما تدعوا اليه وقد علمت ان نبيا قدبقى وقد كنت اظن انه يخرج بالشام وقد اكرمت رسولك۔

سلام ہو آپ پر۔ اما بعد میں نے آپ کے والا نامہ کو پڑھا۔ اور جو کچھ آپ نے اس میں ذکر فرمایا ہے اور جس کی طرف دعوت دی ہے اس کو سمجھا۔ مجھ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ اب صرف ایک نبی باقی رہ گیا ہے میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظاہر ہوگا۔ اور میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا۔

مقوقس اگرچہ اسلام نہ لایا مگر اتنا اقرار ضرور کیا کہ ایک نبی کا آنا باقی رہ گیا ہے۔

اور جارود بن علاء جو اپنی قوم میں بہت بڑے عالم تھے جب اپنی قوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے تو یہ کہا:۔

والله لقد جئت بالحق ونطقت بالصدق لقد وجدت وصفك فى الانجيل وبشربك ابن البتول فطول التحية لك والشكر لمن اكرمك لااثر بعد عين ولا شك بعد يقين مديدك اشهد ان لا اله الا الله وانك محمد رسول الله۔

خدا کی قسم آپ حق لے کر آئے ہیں اور آپ نے سچ فرمایا البتہ تحقیق میں نے آپ کی صفت انجیل میں پائی ہے اور مسیح بن مریم نے آپ کی بشارت دی ہے۔ آپ کے لئے طویل

Marfat.com

وعریض تحیہ تکریم پیش کرتا ہوں۔اور شکر ہے اس کے لئے جو آپ کا اکرام کرے ذات کے بعد نشان کی اور یقین کے بعد شک کی ضرورت نہیں۔ اپنا دست مبارک بڑھایئے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور یقیناً آپ محمد رسول اللہ ہیں۔

اور علی ہذا ہرقل شاہ روم اور دوسرے ذی شوکت علماء توراۃ وانجیل نے آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ کا نام انجیل میں لکھا ہوا تھا جس کو دیکھ کر لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی آمد سے پہلے وہ آپ کے منتظر تھے جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی اور کسی دنیوی طمع نے ان کو نہ گھیرا وہ اس دولت سے متمتع ہوئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔

(۱۱) اور سولہویں آیت کا یہ جملہ ''کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا''۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فارقلیط خود بذاتہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا اس لئے کہ فارقلیط بمعنی روح جس کے نصاریٰ قائل ہیں وہ بھی ہمیشہ ان کے ساتھ نہ رہا۔

بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کی شریعت اور دین ابد تک رہے گا اور اس کے بعد کوئی دین نہ آئے گا جو اس کے لئے ناسخ ہو۔

(۱۲) اور باب چہاردہم کی سترھویں آیت کا یہ جملہ یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔ آھ۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا اس کے مرتبہ کو نہیں جانتی۔ وہ تمام کائنات میں سب سے بہتر اور برتر ہوگا۔

Marfat.com

نصاریٰ کے چند شبہات واوہام اوران کا ازالہ

شبہ اوّل: روح الحق اور روح القدس سے اقنوم ثالث مراد ہے۔لہٰذا روح القدس اور روح الحق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

جواب: عہد قدیم اور عہد جدید میں روح کا لفظ اقنوم ثالث کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ صالح اور طالح، ہادی اور مضل کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

چنانچہ یوحنا کے پہلے خط کے باب چہارم میں ہے:۔

(۱) اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روح کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں۔

(۲) خدا کی روح کو تم اس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی روح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہوکر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔

(۳) اور جو کوئی روح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

اور آیت ششم میں ہے ''اسی سے ہم حق کی روح اور گمراہی کی روح کو پہچان لیتے ہیں۔'' اھ

اس مقام پر روح سے واعظ صادق اور واعظ مضل مراد ہے۔ اقنوم ثالث کسی کے نزدیک مراد نہیں۔

شبہ ثانیہ: اس بشارت میں خطاب حوارئین کو ہے لہٰذا روح کا نزول وظہور حوارئین کی موجودگی اور حیات میں ہونا چاہیے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور حوارئین کے صدہا سال کے بعد ہوا۔

جواب: حوارئین کو خطاب اس لئے کیا گیا کہ اس وقت وہی حاضر تھے باقی وہ مقصود بالخطاب نہیں چنانچہ انجیل متی کے باب ۲۶ آیت ۶۴ میں ہے:۔

''میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو آسمان کے

Marfat.com

بادلوں پر آتے دیکھو گے۔'' آھ

اب ان مخاطبین کو مرے ہوئے ۱۹ سو سال ہو گئے اور مخاطبین میں سے کسی نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان سے آتے نہیں دیکھا۔

پس جس طرح اس مقام پر مقصود بالخطاب وہ لوگ ہیں کہ جو نزول من السماء کے وقت موجود ہوں گے۔

اسی طرح اس بشارت میں وہ لوگ مقصود بالخطاب ہیں کہ جو روح حق اور فارقلیط کے ظہور کے وقت موجود ہوں گے۔

شبہ ثالثہ: انجیل یوحنا کے باب چہاردہم آیت تیسویں میں جو سردار کا لفظ آیا ہے اس پر بعض شدید التعصب نصاریٰ مضحکہ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سردار سے اس جگہ شیطان مراد ہے۔

جواب: سردار سے شیطان مراد لینا سراسر جہالت ہے اور محض تعصب اور حسد پر مبنی ہے اس لئے کہ سردار عالم بول کر شیطان مراد لینا نہ کسی لغت سے ثابت ہے اور نہ کسی عرف سے اور سراسر سیاق وسباق کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ از اوّل تا آخر روح حق یعنی فارقلیط کا اور اس کے اوصاف کا تذکرہ ہے۔ جس وقت اس فارقلیط کا ظہور ہو اس وقت اس پر ایمان لانے کی تاکید اکید ہے۔ اور پھر اس کی علت بایں الفاظ ذکر فرمانا:۔

''کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے۔''

یہ جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ سردار جہاں سے سید العالمین اور سردار انبیاء والمرسلین مراد ہوں۔ ورنہ معاذ اللہ اگر اس مقام پر سردار سے شیطان مراد ہو تو شیطان کا آنا امور متذکرہ بالا کی علت کیسے ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ دنیا کے سردار سے وہی فارقلیط اور روح حق مراد ہے کہ جس کے ہاتھوں سے گناہ اور جرم پر دنیا میں شاہانہ اور حاکمانہ سزائیں دی جائیں گی۔

اور انجیل یوحنا کے سولھویں باب درس ۱۱ میں جو یہ آیا ہے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا یہ قطعاً غلط ہے اور بلا شبہ تحریف ہے جو سیاق وسباق کے بالکل خلاف ہے ایک طرف تو فارقلیط کی

Marfat.com

صفات فاضلہ کا بیان ہو اور ایک طرف اس سے شیطان مراد ہو یہ کیسے ممکن ہے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ علماء نصاریٰ کے نزدیک کبھی اس سے روح القدس مراد ہو کیا یہ صریح نادانی اور وسوسۂ شیطانی نہیں۔ دوم یہ کہ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ وہ سردار جہان آنے والا ہے اس امر کی صریح دلیل ہے کہ وہ شخص ابھی تک دنیا میں نہیں آیا اور شیطان باتفاق یہود و نصاریٰ و اہل اسلام ابتداء آفرینش افراد بشری سے دنیا میں موجود ہے اور لوگوں میں مختلط ہے شیطان مردود لوگوں کے ساتھ ہے۔ وہ شیطان کہاں چلا گیا تھا کہ جن کی نسبت یہ کہا جارہا ہے کہ وہ اب آتا ہے۔ کیا وہ پہلے سے موجود نہ تھا؟

سوم یہ کہ سردار کا اطلاق انجیل متی کے باب دوم کی آیت ششم میں حضرت مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا۔

عبارت انجیل حسب ذیل ہے:

''اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ ان میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔'' آہ

اس عبارت میں سردار سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جیسا کہ آیت ہفتم سے آیت دوازدہم تک پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے بلکہ کتب سماویہ میں سردار اور حاکم کا اطلاق حق تعالیٰ پر بھی آیا ہے معلوم ہوا کہ سردار سے شیطان مراد لینا بالکل غلط ہے۔

بشارت بست و دوم

از انجیل متی باب ۱۳۔ آیت ۳۱

''اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانہ کے مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ ۳۲۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔'' انتہیٰ۔

Marfat.com

آسمانی بادشاہت سے شریعت اسلامیہ مراد ہے کہ جو ابتدا میں رائی کے دانے کے برابر تھی لیکن چند ہی روز میں اس قدر بڑھی کہ شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک پہنچ گئی اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ میں اسی بشارت کی طرف اشارہ ہے:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط۔

اوران کی صفت انجیل میں ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنا پٹھا زمین سے نکالا پس اس کو قوی کیا تو وہ موٹا ہوگیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہوگیا اور اپنی روز افزوں ترقی سے کسانوں کو خوش کرنے لگا۔ اللہ نے مسلمانوں کو ایسی ترقی اس لئے دی کہ کافروں کو اس وجہ سے غصہ میں لائے۔

اور عجب نہیں کہ اسی مناسبت سے کلمۂ طیبہ کو شجرہ طیبہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو۔ کما قال تعالیٰ:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ م بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ۔

اے نبی کریم آپ نے کیا دیکھا نہیں کہ اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ کلمہ طیبہ مثل ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ ہر وقت اپنے میوے اللہ کے حکم سے دیتا رہتا ہے حق تعالیٰ شانہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتے رہتے ہیں کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں۔

بشارت بست وسوئم

از انجیل متی باب بستم آیت اوّل

آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کے مانند ہے جو سویرے نکلا تا کہ اپنے انگوری

Marfat.com

باغ میں مزدور لگائے۔ ۲۰۔ اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں باغ میں بھیج دیا۔ پھر دن چڑھنے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بے کار کھڑے دیکھا اور ان سے کہا کہ تم بھی باغ میں چلے جاؤ جو واجب ہے تمہیں دوں گا۔ پس وہ چلے گئے پھر اس نے دو پہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بے کار کھڑے رہے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک انہیں مزدوری دے دے۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو انہیں ایک دینار ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے کہ ان پچھلوں نے ایک گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی۔ ان سے جواب دے کر ان میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا جو تیرا ہے اٹھالے چلا جا۔ میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں۔ کیا مجھ کو روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں سو کروں یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں بری نظر سے دیکھتا ہے۔ اسی طرح آخر اوّل ہو جائیں گے اور اوّل آخر۔ انتہیٰ۔

گھر کے مالک سے رب العزت مراد ہیں اور انگور کے باغ سے دین الٰہی مراد ہے اور مزدوروں سے امتیں مراد ہیں۔ اور مزدوروں کی وہی جماعت کہ جس نے سب سے آخر میں ایک گھنٹہ کام کیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جو سب سے اخیر میں تھی اور سب سے اوّل ہوگئی۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن ابيه انه اخبره انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انما بقاء كم فيما سلف قبلكم من الامم

Marfat.com

كـما بين صلوة العصر الى غروب الشمس اوتى اهل التوراة التوراة فعملوا حتى اذا انتصف النهار عجزو فاعطوا قيراطاً قيراطاً ثم اوتى اهل الانجيل الانـجيل فعملوا الى صلوة العصر ثم عجزو فاعطوا قيراطاً قيراطاً ثم اوتينا القـرآن فـعـملـنـا الى غروب الشمس فاعطينا قيراطين قيراطين فقال اهل الكتابين اى ربنا اعطيت هولاء قيراطين واعطيتنا قيراطاً قيراطاً ونحن اكثر عـملاً قـال الـله عزوجل هل ظلمتكم من اجركم من شئ قالوا لا قال فهو فضلى اوتيه من يشاء۔(صحيح بخارى باب المواقيت ص ٧٩ ج ١)

ابن شہاب نے سالم سے اور سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارا دنیا میں رہنا بمقابلہ امم گذشتہ ایسا ہے جیسا نماز عصر سے غروب شمس تک۔ تورات والوں کو تورات دی گئی۔ کام کرنا شروع کیا۔ جب دوپہر ہوئی تو تھک گئے اور کام پورا نہ کر سکے۔ ایک ایک قیراط ان کو دیا گیا پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی۔ نماز عصر تک کام کیا۔ پھر تھک گئے۔ ان کو بھی ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔ پھر ہم کو قرآن کریم دیا گیا۔ ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا ہم کو دو دو قیراط دیئے گئے۔ تو توریت اور انجیل والوں نے یہ کہا کہ اے پروردگار آپ نے ان کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک حالانکہ ہمارا عمل زیادہ ہے۔ اللہ عزوجل نے یہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری اجرت میں کچھ کمی کی ہے؟ کہا نہیں۔ پس فرمایا رب العزت نے یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔

اور انجیل متی کی سولہویں آیت کا یہ جملہ ''اسی طرح آخر اوّل ہو جائیں اور اوّل آخر'' بعینہٖ صحیح بخاری کی اس حدیث کے مطابق ہے:

حـدثـنـا ابـوهريرة رضى الله تعالىٰ عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن الاخرون السابقون۔(بخارى شريف ص ٤٢ ج ٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

یہ ارشاد فرمایا کہ نحن الاخرون السابقون۔

یعنی زمانہ کے لحاظ سے ہم سب سے اخیر میں ہیں۔ مگر دخول جنت میں حق تعالیٰ شانہ کے فضل سے سب سے مقدم ہیں۔

بشارت بست و چہارم و بست و پنجم

از انجیل برنابا

نقل القسيس سيل فى مقدمة ترجمة للقران العظيم من انجيل برنابا وطبعت ۱۸۵۴ء وانتشرت ثم طبعوا الكتاب مرة ثانية فاخرجوها وحذفوها وهى مانصها۔ اعلم يا برنابا ان الذنب وان كان صغيرا يجزى الله عليه لان الله تعالىٰ غيرراض عن الذنب ولما اجتنى امتى وتلاميذى لاجل الدنيا سخط الله لاجل هذا الامر واراد باقتضاء عدله ان يجزيهم فى هذا العالم على هذه العقيدة الغير اللائقة ليحصل لهم النجاة من عذاب جهنم ولا يكون لهم اذية هناك وانى ان كنت بريئا لكن بعض الناس لما قالوا فى حقى انه الله وابن الله كره الله هذا القول واقتضت مشيئه بان لا تضحك الشياطين يوم القيٰمة على ولا يستهزؤن بى فاستحسن بمقتضى لطفه ورحمته ان يكون الضحك والاستهزاء فى الدنيا بسبب يهوداه ويظن كل شخص انى صلبت لكن هذه الاهانة و الاستهزاء يبقيان الى ان يجىٔ محمد رسول الله فاذا جاء فى الدنيا ينبه كل مومن علىٰ هذا الغلط وترفع هذه الشبهة من قلوب الناس۔ انتهت ترجمة بحروفها

پادری سیل نے اپنے ترجمۂ قرآن عظیم کے مقدمہ میں انجیل برنابا سے نقل کیا اور یہ انجیل ۱۸۵۴ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ لیکن دوسری طباعت میں اس بشارت کو حذف کر دیا۔ اور وہ بشارت کو حذف کر دیا۔ اور وہ بشارت جس کو پادری سیل نے نقل کیا ہے یہ

ہے کہ اے برنابا گناہ اگرچہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی جزا دیتے ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ گناہ سے راضی نہیں میری امت اور میرے شاگردوں نے جب دنیا کے لئے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور باقتضاء عدل وانصاف یہ ارادہ فرمایا کہ ان کو اسی دنیا میں اسی غیر مناسب عقیدے کی بناء پر سزا دے تاکہ عذاب جہنم سے نجات پائیں۔ اور وہاں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور میں اگرچہ اس عقیدۂ فاسدہ سے بالکل بری ہوں۔ لیکن چونکہ بعض لوگوں نے مجھ کو اللہ اور ابن اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا ناگوار ہوا اور اس کی مشیت اس کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھ پر نہ ہنسیں اور نہ میرا مذاق اڑائیں۔ پس اللہ نے اپنی مہربانی اور رحمت سے یہ پسند کیا کہ یہودا کی وجہ یہ ہنسی دنیا ہی میں ہو۔ اور ہر شخص یہ گمان کرتا رہا ہے کہ میں سولی دے دیا گیا۔ لیکن یہ اہانت واستہزاء فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے آنے تک رہے گا۔ پس جب آپ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ہر مومن کو اس غلطی پر متنبہ فرمائیں گے اور یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے مرتفع ہو جائے گا۔ ترجمہ بلفظہا ختم ہوا۔

قال فی اظهار الحق فان اعترضوا ان هذا الانجيل رده مجالس علمائهم فنقول لااعتبار لردهم وهذا من الاناجيل القديمة ويوجد ذكره فی كتب القرن الثانی والثالث فعلی هذا كتب قبل ظهور نبينا صلی الله عليه وسلم بمائتی سنة ولا يقدر احد ان يخبر بمثل هذا الامر من غير الهام لمالا يخفی علی ذوی الافهام۔

قال و البشارة الثانية قال الفاضل الحيدر علی القرشی فی كتابه المسمی خلاصة سيف المسلمين الذی هو فی لسان الاردوای الهندی فی الصحيفة الثالثة واليتن ان القسيس او سكان الارمنی ترجم كتاب يسعياه عليه السلام باللسان الارمنی فی ۱۶۶۶ء الف وستمائة وست وستين وطبعت ۱۷۳۳ء وفيه فی الباب الثانی والاربعين هذه الفقره ونصها۔ وسبحوا الله تسبيحاً جديدا و اثر سلطنته علی ظهره واسمه

Marfat.com

احـمـد انتهـت وهـذه الترجمة موجودة عند الارا من فانظروا فيها۔ انتهى كلامه كذا فى الجواب الفسيح لما لفقه عبدالمسيح ص ۹۷ ج ۱۔

اظہار الحق میں ہے اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اس انجیل کو علماء نصاریٰ نے رد کیا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ اس رد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ یہ انجیل قدیم انجیلوں میں سے ہے اس کا تذکرہ دوسری اور تیسری صدی عیسوی کی کتابوں میں ہے۔ پس اس بناء پر کہ یہ انجیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے دو سو سال قبل لکھی گئی ہے اور اس جیسے عظیم الشان امر کی بدون الہام کے خبر دینا اہل فہم کے نزدیک ناممکن ہے۔

(دوسری بشارت) فاضل حیدر علی قرشی اپنی کتاب خلاصۂ سیف المسلمین جو اردو زبان میں ہے کہ پادری اوسکان ارمنی نے صحیفۂ یسعیاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارمنی زبان میں ۱۶۶۶ عیسوی میں ترجمہ کیا جو ۱۷۳۳ء میں طبع ہوا اس میں صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کے بیالیسویں باب میں یہ فقرہ موجود ہے ''اللہ کی تسبیح پڑھو۔ اس آنے والے پیغمبر کی سلطنت کا نشان اس کی پشت پر ہوگا (یعنی مہر نبوت) اور اس کا نام احمد ہوگا۔ انتہیٰ۔

اور یہ ترجمہ ارمینیوں کے پاس موجود ہے۔ اس میں دیکھ لیا جائے انتہیٰ کلامہ از جواب فسیح صفحہ ۹۷ جلد ا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

بيراع العبد الضعيف المدعو بمحمد ادريس الكاندهلوى غفر الله له ولوالديه واولاده امين۔

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

Marfat.com

گذارش مؤلف

حق جل شانہ کی توفیق سے اس ناچیز نے یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۴۷ھ میں لکھا اور ۲۴ جمادی الثانیہ یوم جمعہ بعد نماز عصر اس کی تالیف سے فراغت ہوئی اور بلدۂ حیدر آباد دکن میں طبع ہوا۔

بعد ازاں بلا کسی تغیر اور بلا کسی اضافہ کے ''ماہنامہ انوار العلوم'' جامعہ اشرفیہ میں قسط وار شائع ہوا۔ اب پھر حق تعالیٰ شانہ کی توفیق اور تائید سے مفید اضافات اور نافع زیادات کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔ واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

ایں دعا از تو اجابت ہم ز تو
لطف تو بر ما نوشتہ صد نکو

بندۂ ناچیز محمد ادریس کان اللہ لہ
مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور
ذی الحجہ الحرام ۱۳۸۱ھ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

كَلِمَةُ اللّٰه

فِىْ حَيَاتِ رُوْحِ اللّٰهِ

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

از آیۃ السلف و حجۃ الخلف حضرت مولانا سید محمد انور شاہؒ
سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

الحمد لله رب العلمين و العاقبة للمتقين و الصلوٰة
و السلام على رسوله محمد اله و اصحبه اجمعينo

امابعد! رسالہ کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ مصنفہ علامہ فہامہ جناب مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دار العلوم دیوبند کا احقر نے کہیں سے دیکھا اور بعض مضامین کو جناب مؤلف ممدوح کی زبان سے سنا۔ رسالہ مذکورہ حیات عیسیٰ علیہ السلام میں کافی وشافی اور مباحث متعلقہ کا حاوی اور جامع ہے نقول معتمد اور مستند کتابوں سے لی گئی ہیں اور عمدہ سے عمدہ قول سامنے رکھ دیا ہے علماء اور طلباء کو تلاش اور تتبع سے بے نیاز کر دیا ہے۔ امید ہے کہ طلباء اس کی قدر کریں گے اور مخلوق کو جو دجال کے فتنہ میں مبتلا ہے ہدایت اور ارشاد کا ذریعہ ہوگا۔ حق تعالیٰ جناب مؤلف کی سعی مشکور اور عمل مبرور فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

احقر محمد انور عفاء اللہ عنہ
مدرس دار العلوم دیوبند

Marfat.com

تقریظ

از فخر المتکلمین حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

تقریباً دو سال ہوئے ہیں کہ بمقام فیروز پور (پنجاب) قادیانی مرزائیوں سے متنازع فیہ مسائل میں علماء دیوبند کی گفتگو ہوئی تھی۔ سب سے پہلی بحث حضرت مسیح بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور رفع الی السماء اور دوبارہ تشریف آوری کے متعلق تھی جس میں دیوبند کی طرف سے برادر مکرم جناب مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دارالعلوم وکیل تھے مولوی صاحب نے جو عالمانہ اور محققانہ تقریر فرمائی بحمد اللہ تعالیٰ نہ صرف عام پبلک ہی اس سے محفوظ اور مطمئن ہوئی بلکہ بندہ کے روبرو بعض ممتاز مرزائیوں نے بھی اس کی معقولیت اور سنجیدہ روش کی داد دی اور اس طرح مولوی صاحب کے عالمانہ طرز استدلال نے منکرین سے بھی خراج تحسین وصول کیا۔ ع

والفضل ماشهدت به الاعداء

میں نے اسی وقت مولانا موصوف سے درخواست کی تھی کہ آپ اس مسئلہ کے تمام اطراف و جوانب کی توضیح و تحقیق ایک کتاب کے ذریعہ سے اس طرح کر دیجئے کہ غائب و حاضر کے لئے اس میں بصیرت ہو اور مسئلہ کا تمام مادہ بیک نظر سامنے آجانے اور کسی باطل پرست کو گنجائش نہ رہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد وہ ایک حق پرست کے قدم ڈگمگا سکے۔ حق تعالیٰ شانہٗ مولوی صاحب موصوف کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے کہ انہوں نے میری اس ناچیز گذارش کو رائیگاں نہیں جانے دیا اور بڑی محنت و عرق ریزی کے بعد

Marfat.com

ایک ایسی تالیف برادران اسلام کے سامنے پیش کردی جس میں اس اہم مسئلہ کا، کافی وشافی حل موجود ہے اور شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس باب میں اس وقت تک کوئی کتاب اس قدر جامع اور حاوی ایسے سادہ اور بے تکلف طرز میں نہیں لکھی گئی۔ ناظرین مطالعہ کے بعد خود اندازہ لگا سکیں گے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ از سرتاپا واقعہ ہے اور ان کو ممنون ہونا چاہئے مؤلف محترم کا اور ان اکابر دارالعلوم کا جن کی وجہ اور سعی سے یہ بیش بہا رسالہ نور افزائے دیدۂ شائقین ہوا۔

شبیر احمد عثمانی

دیوبندی۔ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۲ھ

Marfat.com

Marfat.com

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

بندہ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہٗ وکان ھو للہ (آمین) اہل اسلام کی خدمت میں حاضر پرداز ہے کہ اس امت مرحومہ پر قوم عاد اور ثمود کی طرح عذاب تو نہیں لیکن فتنے ہیں جن سے نکلنے کا راستہ سوائے کتاب وسنت کے کچھ نہیں اور کتاب وسنت تک رسائی بدون حضرات صحابہ وتابعین کے ناممکن ہے۔ اس لئے کہ صحابہ اور تابعین ہی کے ذریعہ ہم تک کتاب وسنت پہنچی۔ نبی اور امت کے درمیان میں صحابہ واسطہ ہیں اور ایسا واسطہ ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے لہٰذا قرآن وحدیث کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو حضرات صحابہ اور تابعین نے سمجھا۔ سوائے حضرات انبیاء ومرسلین کے دنیا میں صحابہ کرامؓ جیسا نور علم اور نور فہم اور نور تقویٰ نہ اوّلین میں سے کسی کو میسر آیا اور نہ آخرین میں سے کسی کو حاصل ہوا۔ پس اگر صحابہ کرامؓ کی تفسیر اور شرح معتبر نہیں تو پھر کسی کی بھی معتبر نہیں۔ خدا کی قسم اگر ایک صحابی کے نور علم اور نور فہم اور نور تقویٰ کی زکوٰۃ نکالی جائے اور کل عالم پر تقسیم کی جائے تو عالم کا ہر فرد علم وفہم کا امیر اور دولت مند بن جائے۔

اس دورِ پرفتن میں ہر طرف سے دین پر فتنوں کا ہجوم ہے جس میں ایک بہت بڑا فتنہ مرزائیت کا ہے۔ اس فتنہ کا بانی منشی غلام احمد قادیانی ہے اوّلاً اس نے اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مثیل مسیح ہونے کا۔ پھر مسیح اور عیسیٰ ہونے کا۔ اور اپنی مسیحیت کی دھن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مدعی بنا اور ان کے رفع الی السماء کو محال قرار دیا اور صدہا اوراق اس بارے میں سیاہ کئے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر مدفون ہو چکے اور جو شخص

Marfat.com

مرکر دفن ہو گیا، وہ قیامت سے پہلے دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آسکتا اور پھر اس زعم فاسد اور خیال کاسد کی بناء پر ان احادیث میں تحریف کی کہ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دنیا میں دوبارہ تشریف لانا صراحۃً مذکور ہے۔ ان احادیث صریحہ اور صحیحہ میں یہ تحریف کی کہ نزول مسیح سے مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہے اور پھر اس مثیل مسیح کا مصداق خود اپنی ذات کو قرار دیا جس کا حاصل یہ نکلا کہ تمام احادیث میں مسیح بن مریم سے وہ مسیح مراد نہیں جن کا قرآن میں ذکر ہے بلکہ ان کا مثیل اور شبیہ مراد ہے اور نزول سے آسمان سے اُترنا مراد نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا مراد ہے اور پھر ولادت سے یہ مراد ہے کہ وہی مثیل مسیح قادیان کے ایک دہقان کی پنجابن عورت کے پیٹ سے پیدا ہو اور بڑا ہو کر عیسائیوں کے اسکول میں تعلیم پائے اور جوان ہو کر عیسائیوں کی دفتری ملازمت کرے اور پھر چند روز بعد مریم بنے اور پھر خود اپنے سے عیسیٰ پیدا ہو جائے۔ خود ہی والد خود ہی والدہ اور خود ہی مولد۔ خدا کی قسم! اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ لوگ کس طرح اس جنون اور دیوانگی پر ایمان لے آتے ہیں۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ط إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

علماء اہل سنت والجماعت نے رد مرزائیت پر عموماً اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر خصوصاً مفصل اور مختصر اور متوسط کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور بارگاہ خداوندی سے اجر حاصل کیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ آمین۔

۱۳۴۳ھ میں اس ناچیز اور بے بضاعت نے بھی ایک رسالہ ''کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ'' کے نام سے لکھا تھا جس کو حضرت مخدومنا الحبیب ومطاعنا اللبیب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند تغمدہ اللہ تعالیٰ بالرحمۃ والغفران نے اپنے اہتمام سے شائع فرمایا تھا۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں دوبارہ نظر ثانی اور اضافات کے ساتھ یہ رسالہ شائع ہوا۔ اب تیسری مرتبہ ۱۳۷۰ھ میں بہت سے جدید اضافات اور ترمیمات کے ساتھ اہل اسلام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت الاستاذ وشیخنا الاکبر مولانا الشاہ السید محمد انور نور اللہ وجہہ یوم القیمۃ

Marfat.com

ونضر (آمین) صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند جس طرح اپنے زمانہ میں بے مثال تھے اسی طرح انہوں نے اس موضوع پر ایک بے مثال اور لاجواب کتاب عربی زبان میں تالیف فرمائی جس کا نام ''عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام'' تجویز فرمایا جو علماء اور فضلاء کے لئے مشعل راہ اور شمع ہدایت بنی۔ اس ناچیز نے بھی اس کتاب مستطاب کے لطیف مضامین کے وہ اقتباسات جن کو عام اور متوسط الاستعداد طبقہ سمجھ سکے اپنے اس رسالہ میں اضافہ کردیئے ہیں۔

تحدیث بالنعمة

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ٥

ناچیز کا یہ رسالہ پہلی مرتبہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مطبع قاسمی میں طبع کرایا۔ جس شب میں اس رسالہ کی لوح کا ورق تیار ہورہا تھا۔ اس شب میں اس ناچیز نے یہ خواب دیکھا کہ یہ ناچیز دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام منبر کے قریب اور محراب امام کے سامنے تشریف فرما ہیں، چہرۂ مبارک پر عجیب وغریب انوار ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے اور حضرت کے ساتھ کوئی خادم بھی ہے۔ یہ ناچیز نہایت ادب کے ساتھ دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک قادیانی پکڑ کر لایا گیا۔ اور سامنے کھڑا کردیا گیا۔ بعد ازاں دو عبا لائے گئے۔ ایک نہایت سفید اور خوبصورت ہے اور دوسرا نہایت سیاہ اور بدبودار ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ سفید عبا اس ناچیز کو پہنائیں اور سیاہ عبا اس قادیانی کو پہنایا جائے۔ چنانچہ سفید عبا اس ناچیز کو پہنایا گیا۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ والمنۃ۔ اور سیاہ عبا اس قادیانی کو۔ اور یہ ناچیز خاموش کھڑا ہے اور قادیانی کو دیکھ کر دل میں یہ آیت پڑھ رہا ہے۔ سَرَابِیْلُھُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْھَھُمُ النَّارُ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

اب میں حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اے پروردگار! علمائے ربانیین کی جوتیوں کے

Marfat.com

صدقہ اور طفیل میں اس ناچیز کی اس ناچیز خدمت کو بھی قبول فرما اور اس تالیف کو اہل اسلام کے لئے موجب سکینت وطمانینت اور قادیانیوں کے لئے موجب ہدایت وسعادت اور اس نابکار گنہگار کے لئے ذخیرۂ آخرت اور موجب نجات ومغفرت فرما۔ آمین یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

بضاعت نیا وردم الا اُمید
خدا یا ز عفوم مکن نا اُمید

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

دربیان امکان رفع جسمانی

مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا کر مدفون ہو چکے اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۷ جلد ا تقطیع خورد اور صفحہ ۲۰ جلد ا بہ تقطیع کلاں پر ہے۔

جواب

یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔

جعفر بن ابی طالبؓ کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللہ ابن جعفر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھنیئالك ابوك یطیر مع الملائکۃ فی السماء۔

امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفر جبرائیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ

Marfat.com

گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو باز و عطا فرما دیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔ (زرقانی صفحہ ۲۷۵ ج ۲ و فتح الباری صفحہ ۶۲ ج)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفر الذی یضحی ویمسی یطیر مع الملائکة ابن امی

(ترجمہ) وہ جعفر کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے)

اور علیٰ ہذا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غزوۂ بیر معونہ میں شہید ہونا اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں اور حافظ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب صفحہ ۷۸ جلد ۲ میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

دعانی الی الاسلام مارایت من مقتل عامر بن فهیرة ورفعه الی السماء۔

عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔

ضحاک نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فان الملائکة وارت جثته وانزل فی علیین۔

فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقی اور ابو نعیم اصفہانی دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامۃ السیوطی صفحہ ۱۷۴)

اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمیٰ کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً

Marfat.com

اشارہ فرمایا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے لئے روانہ فرمایا عمرو بن امیہ وہاں پہنچے اور خبیبؓ کی نعش کو اتارا دفعتہً ایک دھما کا سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی عمرو بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا۔ اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس روایت کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب صفحہ ۷۳ جلد ۲)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا۔ اور ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیبؓ بن عدی اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا۔ انتہیٰ۔

علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اولیاء کا الہام وکرامت انبیاء کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے۔

ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر بن طلحة اصیبت انامله یوم احد فقال حسّ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو قلت بسم الله لرفعتك الملائكة والناس ینظرون الیك حتی تلج بك فی جو السماء۔

شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور صفحہ ۷۴ میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور

Marfat.com

خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے حس کا لفظ نکلا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بجائے اس کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوئے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے کر گھس جاتے۔

واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموتی عن زید بن اسلم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کهف جبل و کان اهل زمانه اذا قحطوا استغاثوا به فدعی الله فسقاهم فمات فاخذوا فی جهازه فبیناهم کذلك اذا هم بسریر رفوف فی عنان السماء حتی انتهی الیه فقام رجل فاخذه فوضعه علی السریر والناس لینظرون الیه فی الهواء حتی غاب عنهم۔(شرح الصدور ص ۱۷۳)

ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت نازل فرماتا اس عابد کا انتقال ہوگیا۔ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آکر رکھا گیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا۔ لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔

اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک صفحہ ۵۷۹ جلد ۲)

مقصد ان واقعات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہٗ نے اپنے محبین اور مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و

Marfat.com

سالم فرشتوں سے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے۔ تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو۔ اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون فطرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے۔ اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔ اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن کریم میں مذکور ہے وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔

اس سے مرزا صاحب کا یہ وسوسہ بھی زائل ہو گیا کہ جو شخص اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال کو پہنچ جاتا ہے وہ محض نادان ہو جاتا ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لكيلا يعلم بعد علم شيئا اس لئے کہ ارذل العمر کی تفسیر میں اسی (۸۰) اور نوے (۹۰) سال کی قید مرزا صاحب نے اپنی طرف سے لگائی ہے، قرآن و حدیث میں کہیں قید نہیں۔ اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہو گئے اور علی ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن کا صوم وصال رکھتے اور یہ فرماتے ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو صوم وصال میں میری برابری کرے۔ میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا

Marfat.com

ہے۔ یہ غیبی طعام میری غذا ہے۔ معلوم ہوا کہ طعام وشراب عام ہے خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔ لہٰذا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام وشراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔ اس لئے کہ طعام وشراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔ حضرت آدم علیہ السلام اکل شجرہ سے پہلے جنت میں ملائکہ کی طرح زندگی بسر فرماتے تھے۔ تسبیح وتہلیل ہی ان کا ذکر تھا۔ پس کیا حضرت مسیح نفخہ جبرائیل سے پیدا ہونے کی وجہ سے جبرائیل امین کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندگی بسر نہیں فرما سکتے کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ۔ کیا اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے اور پئے زندہ رہنا اور حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور نہیں؟ اور حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فَلَوْ لَا اِنَّهٗ كَانَ من المسبحين لَلَبِثَ فى بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبحین میں سے نہ ہوتے تو اسی طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے اور پئے زندہ رہتے۔

رہا ملحدین کا یہ سوال کہ زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسّی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا نیز جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے جیسا کہ سبع شداد صفحہ ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ جتنی دیر

Marfat.com

میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے لہٰذا مجموعۂ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔ نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے۔ آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مصرح ہے کما قال تعالیٰ وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی کما قال تعالیٰ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ۔

آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ تین سو میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں، ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی کسی بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا اس لئے وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۷ جلد اتقطیع خورد اور صفحہ ۲۰ جلد اتقطیع کلاں پر لکھتے ہیں کہ کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔ اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکۃ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی عبور ومرور ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور

Marfat.com

نزول ہوا ہے اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے کَمَا قَالَ تَعَالیٰ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الی قوله تعالی) قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًالِاَ وَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ٥ قال اللّٰه تعالیٰ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقۂ ناریہ میں ہو کر ہوا ہے۔ مرزا صاحب کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بناء پر وہ اگر نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیاء ومرسلین کی آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔ کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقۂ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح برد اور سلام نہیں بنا سکتا؟ جب کہ اس کی شان یہ ہے:۔ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔

فسبحان ذی الملك والملكوت والعزة والجبروت

امنت باللّٰه و كفرت بالطاغوت۔

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی دلیل

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

(ربط) حق جل شانہٗ نے ان آیات شریفہ میں یہود بے بہبود کے ملعون اور مغضوب اور مطرود و مردود ہونے کے کچھ وجوہ و اسباب ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ پس ہم نے یہود کو متعدد وجوہ کی بناء پر مورد لعنت وغضب بنایا۔

(۱) نقض عہد اور میثاق کی وجہ سے۔

(۲) اور آیات الٰہیہ اور احکام خداوندیہ کی تکذیب اور انکار کی وجہ سے۔

(۳) اور خدا کے پیغمبروں کو بے وجہ محض عناد اور دشمنی کی بناء پر قتل کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اور اس قسم کے متکبرانہ کلمات کی وجہ سے کہ مثلاً ہمارے قلوب علم اور حکمت کے ظرف ہیں۔ ہمیں تمہاری ہدایت اور ارشاد کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ ان کے قلوب علم اور حکمت اور رشد و ہدایت سے بالکل خالی ہیں بلکہ اللہ نے ان کے عناد اور تکبر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے قلوب میں جہالت اور ضلالت بند ہے۔ اوپر سے مہر لگی ہوئی ہے اندر کا کفر باہر نہیں آسکتا اور باہر سے کوئی رشد اور ہدایت کا اثر اندر نہیں داخل ہوسکتا۔ پس اس گروہ میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں مگر کوئی شاذ و نادر جیسے عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے رفقاء۔

Marfat.com

(۵) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر وعداوت کی وجہ سے۔

(۶) اور حضرت مریم پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت اور تکذیب کو بھی مستلزم۔ اہانت تو اس لئے کہ کسی کی ماں کو زانیہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص ولد الزنا ہے اور العیاذ باللہ نبی کے حق میں ایسا تصور بھی بدترین کفر ہے۔ اور تکذیب اس طرح لازم آتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے حضرت مریم کی برأت اور نزاہت ظاہر ہو چکی ہے اور تہمت لگانا برأت اور نزاہت کا صاف انکار کرنا ہے۔

(۷) اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ جو بطور تفاخر کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم جو رسول اللہ ہونے کے مدعی تھے ان کو قتل کر ڈالا۔ نبی کا قتل کرنا بھی کفر ہے بلکہ ارادۂ قتل بھی کفر ہے اور پھر اس قتل پر فخر کرنا یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اور حالانکہ ان کا یہ قول کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر ڈالا بالکل غلط ہے ان لوگوں نے ان کو قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ سب شک اور تردّد میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا کوئی صحیح علم اور صحیح معرفت نہیں سوائے گمان کی پیروی کے کچھ بھی نہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھا لیا اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ کا شبیہ اور ہم شکل بنا دیا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ سمجھ کر اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اور اسی وجہ سے یہود کو اشتباہ ہوا اور پھر اس اشتباہ کی وجہ سے اختلاف ہوا اور یہ سب اللہ کی قدرت اور حکمت سے بعید نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت اور حکمت سے اپنے نبی کو دشمنوں سے بچا لیا اور وہ زندہ آسمان پر اٹھایا اور ان کی جگہ ایک شخص کو ان کے ہمشکل بنا کر قتل کرایا اور تمام قاتلین کو قیامت تک اشتباہ اور اختلاف میں ڈال دیا۔

Marfat.com

تفصیل

امید واثق ہے کہ ناظرین اس اجمالی تفسیر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ آیات شریفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی میں نص صریح ہیں۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کرنا چاہتے ہیں تاکہ طالبان حق کی بفضل خدا پوری تشفی اور تسلی ہو جائے ورنہ ہم کیا اور ہماری مجال کیا اور ہماری تحریر کیا کہ جس سے تسلی اور تشفی کر سکیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ قلوب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جس طرح اور جدھر چاہے دلوں کو پلٹتا اور پھیرتا ہے۔ اسی کی توفیق سے لکھ رہا ہوں اور اسی کی توفیق سے اپنے لئے اور ناظرین کرام کے لئے اسی کی توفیق اور دست گیری کی امید رکھتا ہوں اور اسی کی اعانت اور تائید سے ناظرین اور قارئین کی تعلیم و تفہیم کے لئے چند امور ذکر کرتا ہوں۔

(۱) ان آیات میں یہود بے بہبود پر لعنت کے اسباب کو ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک سبب یہ ہے وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا یعنی حضرت مریم پر طوفان اور بہتان لگانا۔ اس طوفان اور بہتان عظیم میں مرزا صاحب کا قدم یہود سے کہیں آگے ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم پر جو بہتان کا طوفان برپا کیا ہے۔ یہود کی کتابوں میں اس کا چالیسواں حصہ بھی نہ ملے گا۔ مرزا صاحب کی عبارتیں نقل کرنے کی ضرورت نہیں عیاں راچہ بیاں۔ ہم سے تو مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پڑھی بھی نہیں جاتیں اور مرزائیوں کو تو قرآن کی طرح یاد ہیں بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھ کر اس لئے ان کے نقل کی ضرورت نہیں۔

(۲) آیات کا سیاق و سباق بلکہ سارا قرآن روز روشن کی طرح اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ یہود بے بہبود کی ملعونیت اور مغضوبیت کا اصل سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عداوت اور دشمنی ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائی جماعت کی زبان اور قلم سے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغض اور عداوت کا جو منظر دنیا نے دیکھا ہے وہ یہود کے وہم و گمان

Marfat.com

سے بالاتر اور برتر ہے۔ مرزا صاحب کے لفظ لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی ٹپکتی ہے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ

انتہائی بغض اور عداوت خود بخود ان کے منہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور جو عداوت ان کے سینوں میں مخفی اور پوشیدہ ہے وہ تمہارے خواب وخیال سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

مرزا صاحب نے نصاریٰ کے الزام کے بہانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اپنے دل کی عداوت دل کھول کر نکالی جس کے تصور سے بھی کلیجہ شق ہوتا ہے۔

(۳) پہلی آیت میں وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ فرمایا۔ یعنی انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے ملعون اور مغضوب ہوئے اور اس آیت میں وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ فرمایا۔ یعنی اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ معلوم ہوا کہ محض قول ہی قول ہے اور قتل کا محض زبانی دعویٰ ہے۔ اگر دیگر انبیاء کی طرح حضرت مسیح واقع میں مقتول ہوئے تھے تو جس طرح پہلی آیت میں وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ فرمایا تھا اسی طرح اس آیت میں وقتلهم وصلبهم المسيح بن مريم رسول الله فرماتے پہلی آیت میں لعنت کا سبب قتل انبیاء ذکر فرمایا اور دوسری آیت میں لعنت کا سبب ان کا ایک قول بتلایا۔ یعنی ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر ڈالا۔ معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہے کہ مسیح بن مریم مقتول اور مصلوب ہوئے وہ شخص بلاشبہ ملعون اور مغضوب ہے۔ نیز اس آیت میں حضرت مسیح کے دعویٰ قتل کو بیان کر کے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ فرمایا اور انبیاء سابقین کے قتل کو بیان کر کے بَلْ رَفَعَهُمُ اللّٰهُ نہیں فرمایا۔ حالانکہ قتل کے بعد ان کی ارواح طیبہ آسمان پر اٹھالی گئیں۔

(۴) اس مقام پر حق جل شانہٗ نے دو لفظ استعمال فرمائے۔ ایک مَاقَتَلُوْهُ جس میں قتل کی نفی فرمائی۔ دوسرا وَمَا صَلَبُوْهُ جس میں صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی فرمائی۔ اس لئے کہ اگر فقط وَمَا قَتَلُوْهُ فرماتے تو یہ احتمال رہ جاتا کہ ممکن ہے قتل نہ کئے گئے ہوں لیکن صلیب پر چڑھائے گئے ہوں۔ اور علیٰ ہذا اگر فقط وَمَا صَلَبُوْهُ فرماتے تو یہ احتمال رہ

Marfat.com

جاتا کہ ممکن ہے صلیب تو نہ دیئے گئے ہوں لیکن قتل کر دیئے گئے ہوں علاوہ ازیں بعض مرتبہ یہود ایسا بھی کرتے تھے کہ اوّل قتل کرتے اور پھر صلیب پر چڑھاتے۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے قتل اور صلیب کو علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا اور پھر ایک حرف نفی پر اکتفا نہ فرمایا۔ یعنی وَمَا قَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ نہیں فرمایا ہے بلکہ حرف نفی یعنی کلمہ ما کو قتلوا اور صلبوا کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا اور ماقتلوہ اور پھر ماصلبوہ فرمایا تا کہ ہر ایک کی نفی اور ہر ایک کا جداگانہ مستقلاً رد ہو جائے اور خوب واضح ہو جائے کہ ہلاکت کی کوئی صورت ہی پیش نہیں آئی نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے اور نہ قتل کر کے صلیب پر لٹکائے گئے دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا سارا زور ختم کر دیا مگر سب بیکار گیا قادر توانا جس کو بچانا چاہے اسے کون ہلاک کر سکتا ہے۔

کہ زور آورد گر تو یاری دہی
کہ گیرد چو تو رستگاری دہی

مرزائی جماعت کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں مطلق قتل اور صلب کی نفی مراد نہیں بلکہ ذلت اور لعنت کی موت کی نفی مراد ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ یہود کے خیال کی تردید ہے تو تب بھی آیت میں یہود کا پورا رد ہے۔ اس لئے کہ یہود کا گمان یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام العیاذ باللہ جھوٹے نبی ہیں اور جھوٹا نبی ضرور قتل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ قتل بھی نہیں کئے گئے اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے اس لئے کہ وہ خدا کے سچے نبی تھے علاوہ ازیں اگر یہود کے اس عزم کی رعایت کی جائے تو وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ کے یہ معنی ہونے چاہئیں کہ معاذ اللہ وہ انبیاء ذلت اور لعنت کی موت مرے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔

(۵) وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

Marfat.com

یعنی ان کے لئے اشتباہ پیدا کردیا گیا یا شبہ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کرو اور اس طرح ترجمہ کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شبیہ اور ہمشکل ان کے سامنے کردیا گیا تا کہ عیسیٰ سمجھ کر اس کو قتل کریں اور ہمیشہ کے لئے اشتباہ اور التباس میں پڑ جائیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں ''لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے۔'' یہ ترجمہ اسی اشتباہ کی تفسیر ہے یعنی اس صورت سے وہ اشتباہ اور التباس میں پڑ گئے۔

ابن عباسؓ سے باسناد صحیح منقول ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو مکان کے ایک دریچہ سے آسمان پر اٹھا لیا اور ان ہی میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل اور مشابہ بنا دیا یہودیوں نے اس کو عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا اور بہت خوش ہوئے کہ ہم اپنے مدعا میں کامیاب ہو گئے چنانچہ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد ابن سنان حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قال لما اراد الله ان یرفع عیسی الی السماء خرج علی اصحابه وفی البیت اثناء عشر رجلا من الحواریین یعنی فخرج علیهم من عین فی البیت وراسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشر مرة بعد ان امن بی قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذلك الشاب فقال انا فقال هوانت ذاك فالقی علیه شبه عیسی ورفع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه الی اخر القصة وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواه النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة وکذا ذکر غیر واحد من السلف انه قال لهم ایکم یلقی شبهی فیقتل مکانی وهو رفیقی فی الجنة۔

Marfat.com

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام اس چشمہ سے کہ جو مکان میں تھا غسل فرما کر باہر تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے (بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا جیسے مسجد میں آنے سے پہلے وضو کرتے ہیں) باہر مجلس میں بارہ حوارین موجود تھے ان کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کفر کرے گا بعد ازاں فرمایا کہ کون شخص تم میں سے اس پر راضی ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے درجہ میں میرے ساتھ رہے یہ سنتے ہی ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اپنے کو اس جاں نثاری کے لئے پیش کیا۔ عیسیٰؑ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اسی سابق کلام کا اعادہ فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا اور عرض کیا میں حاضر ہوں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو ہی وہ شخص ہے؟ اس کے فوراً ہی بعد اس نوجوان پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندانوں سے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ بعد ازاں یہود کے پیادے عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس شبیہ کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکایا۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سند اس کی صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۸ جلد ۳)

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے رفع الی السماء کا بذریعہ وحی پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور یہ علم تھا کہ اب آسمان پر جانے کا تھوڑا ہی وقت باقی رہ گیا ہے اور بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا جیسا کہ عید میں جانے کے لئے غسل ہوتا ہے میرا گمان ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت ذرہ برابر مضطرب اور پریشان نہ تھے بلکہ

Marfat.com

غایت درجہ سکون اور اطمینان میں تھے بلکہ نہایت درجہ شاداں وفرحاں تھے۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم وزپئے جاناں بروم

بعض روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے حواریین کی دعوت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے ہاتھ دھلائے اور بجائے رومال کے اپنے جسم کے کپڑوں سے ان کے ہاتھ پونچھے۔ یہ روایت تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۳ پر ہے۔

گویا کہ یہ دعوت رفع الی السماء کا ولیمہ اور رخصتانہ تھا اور احباب واصحاب کی الوداعی دعوت تھی۔ الغرض غسل فرما کر برآمد ہونا اور احباب کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا یہ سب آسمان پر جانے کی تیاری تھی۔ جب فارغ ہوگئے تو اپنے ایک عاشق جاں نثار پر اپنی شباہت ڈال کر روح القدس کی معیت میں معراج کے لئے آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معراج جسمانی تھی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل امین کی معیت میں آسمانوں کی معراج کے لئے روانہ ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرائیل کی معیت میں معراج کے لئے آسمان پر روانہ ہوئے۔

فائدہ

صحیح مسلم میں نواس بن سمعانؓ کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کے منارۂ شرقیہ پر اتریں گے تو سر مبارک سے پانی ٹپکتا ہوگا سبحان اللہ جس وقت آسمان پر تشریف لے گئے اس وقت بھی سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور جس وقت قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے اس وقت سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے ہوں گے جس شان سے تشریف لے گئے تھے اسی شان سے تشریف آوری ہوگی۔

Marfat.com

تنبیہ

سلف میں اس کا اختلاف ہے کہ جس شخص پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی وہ یہودی تھا یا منافق عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص حواری گذشتہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مومن مخلص تھا اس لئے کہ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس پر میری شباہت ڈالی جائے گی۔ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ایک شبہ کا ازالہ

جس طرح فرشتوں کا بشکل متمثل ہونا اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدھا بن جانا قرآن کریم میں منصوص ہے اور انبیاء کرام کے لئے پانی کا شراب اور زیتون بن جانا نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔ پس اسی طرح اگر کسی شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ اور ہمشکل بنا دیا جائے، تو کیا استبعاد ہے؟ احیاء موتیٰ کا معجزہ القاء شبیہ کے معجزہ سے کہیں زیادہ بلند تھا لہٰذا احیاء موتیٰ کی طرح القاء شبیہ کے معجزہ کو بھی بلا شبہ اور بلا تردد تسلیم کرنا چاہئے۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

یعنی یہودی حضرت مسیح کو نہ قتل کر سکے اور نہ صلیب دے سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھا لیا۔ جیسا کہ امام رازی نے وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرائیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص خصوصیت تھی کہ انہیں کے نفخہ سے پیدا ہوئے۔ انہیں کی تربیت میں رہے اور وہی ان کو آسمان پر چڑھا کر لے گئے۔ تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۶ جلد ا۔ جیسا کہ شب معراج میں حضرت جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گئے۔ صحیح بخاری میں ہے ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء یہ

Marfat.com

آیت رفع جسمی کے بارے میں نص صریح ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ اور صحیح اور سالم آسمان پر اٹھالیا۔ اب ہم اس کے دلائل اور براہین ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ غور سے پڑھیں۔

(۱) یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ کی ضمیر اس طرف راجع ہے کہ جس طرف قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا بل رفعہ کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں راجع ہیں۔

(۲) دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ جسم کے قتل کے مدعی تھے اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے اس کی تردید کی گئی ہے۔ لہٰذا بل رفعہ میں رفع جسم ہی مراد ہوگا اس لئے کہ کلمۂ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا بل کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مجنونیت اور اتیان بالحق (من جانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں یک جا جمع نہیں ہوسکتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ کا لانے والا مجنون ہو۔ اسی طرح اس آیت میں یہ ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہے وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو جو بل کا مابعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شہدا کا جسم تو قتل ہوسکتا ہے۔ اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے اس لئے کہ رفع روحانی اور

Marfat.com

رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے۔ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔ رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ ۝ اور يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ فرمایا۔ یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا، یا صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح و سالم آسمان پر اٹھالیا۔ نیز اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے بعد رفعہ کو بصیغۂ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ میں صیغۂ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ آپ کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء۔ ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔

(۳) جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی، تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا۔ اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندی رتبہ کے معنی مراد ہوں گے کما قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اٹھایا ہم نے تم پر کوہ طور اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اللہ ہی نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین

Marfat.com

کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام میں مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا اور وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ ہم نے بعض کو بعض پر درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے بلند کیا۔ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید مذکور ہے۔

ایک حدیث میں ہے اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة۔ رواه الخرائطی فی مکارم الاخلاق۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کو خراطی نے اپنی کتاب مکارم اخلاق میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کنز العمال صفحہ ۱۲۵ جلد ۲۔

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہو کر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول جسمانی شے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہاں مجاز کے لئے قرینۂ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ زندہ کے حق میں ہے یعنی جو بندہ لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اور اونچا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجازاً بوجہ قرینہ لفظیہ بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ کنز العمال میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے من یتواضع لله درجة یرفعه الله درجة حتى یجعله فی علیین یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا اسی کے مناسب اللہ اس کے درجہ بلند فرمائیں گے یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخر درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحۃً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے الحدیث یفسر بعضه بعضاً ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا۔ اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا۔ جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا وہاں رفع جسمی مراد ہوگا۔ اور مثلاً جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا وہاں رفع معنوی مراد ہوگا رفع کے یہ معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں۔ باقی جیسے شے ہوگی اس کا رفع اسی کے مناسب ہوگا۔

(۴) یہ کہ اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہوسکا بلکہ اس وقت حضرت مسیح کا اللہ کی طرف رفع ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا بل رفعہ اللہ میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ کو پہلے سے حاصل نہ تھا بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور وہ رفع جو ان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہوسکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادۂ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمی۔ اور رفع عزت ومنزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل ہوا یعنی جسمی۔ اور رفع عزت ومنزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا، اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

(۵) یہ کہ رفع کا لفظ قرآن کریم میں صرف دو پیغمبروں کے لئے آیا ہے ایک عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے ادریس علیہ السلام کے لئے۔ کما قال تعالیٰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ اور ادریس علیہ السلام کے رفع

Marfat.com

جسمانی کا مفصل تذکرہ کتب تفاسیر (۱) میں مذکور ہے۔ لہٰذا تمام انبیاء کرام میں انہیں دو پیغمبروں کو رفع کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟ رفع درجات میں تمام انبیاء شریک ہیں اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کے قتل کو اس طرح بیان فرمایا وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ مگر ان کے ساتھ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ نہیں فرمایا کہ معاذ اللہ ان انبیاء کے درجات بلند نہیں کئے گئے اور کیا ان حضرات کی ارواح طیبہ آسمان پر نہیں اٹھائی گئیں، اور کیا معاذ اللہ یہ سب نبی ذلت کی موت مرے؟

(٦) یہ کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور بَلْ رَّفَعَهُ...... میں تمام ضمائر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ جن کو مسیح اور ابن مریم اور رسول اللہ کہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ اور مسیح اور ابن مریم اور رسول یہ جسم معین اور جسد خاص کے نام اور لقب ہیں روح کے اسماء اور القاب نہیں۔ اس لئے کہ جب تک روح کا تعلق کسی بدن اور جسم کے ساتھ نہ ہو اس وقت تک وہ روح کسی اسم کے ساتھ موسوم اور کسی لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہوتی وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ وقوله صلی الله عليه وسلم الارواح جنود مجندة۔ الحديث

(٧) یہ کہ یہود کی ذلت و رسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال

---

(۱) حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع الی السماء کا مفصل تذکرہ ذیل کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۸۷ جلد ۵ وخصائص کبریٰ صفحہ ۱۶۷ جلد ۱، صفحہ ۱۶۸ جلد ۱، صفحہ ۱۷۴ جلد ۱ وتفسیر کبیر صفحہ ۵۴۵ جلد ۵ و ارشاد الساری صفحہ ۳۷۰ جلد ۵ و فتح الباری صفحہ ۲۲۵ جلد ۱۳ و مرقات صفحہ ۲۲۴ جلد ۵ ومعالم التنزیل صفحہ ۷ جلد ۳ وفی عمدۃ القاری صفحہ ۳۲۷ جلد ۷۔ القول الصحیح بانہ رفع وھو حی ودر منثور صفحہ ۲۴۶ جلد ۴ وفی التفسیر ابن جریر صفحہ ۶۳ جلد ۱۶۔ ان الله رفعه هو حی الی السماء الرابعة وفی الفتوحات الملكية صفحہ ۳۴۱ جلد ۳ والیواقیت والجواہر صفحہ ۲۴ جلد ۲، فاذا انا بادريس بجسمه فانه مامات الى الآن بل رفعه الله مكانا عليا وفی الفتوحات صفحہ ۵ جلد ۲۔ ادريس عليه السلام بقى حيا بجسده واسكنه الله الى السماء الرابعة ۱۲۔

Marfat.com

عزت ورفعت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

(۸) یہ کہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے کما قال تعالیٰ یَرۡفَعُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ط بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔

(۹) یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بِہٖ جِنَّۃٌ ط بَلۡ جَآءَ ہُمۡ بِالۡحَقِّ وَیَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِہَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ہ بَلۡ جَآءَ بِالۡحَقِّ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کو ان کے قتل اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا۔ حالانکہ مرزا صاحب اس کے قائل نہیں۔ مرزا صاحب تو (العیاذ باللہ) یہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہو کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصۂ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی۔ وما قتلوہ بالصلیب بل تخلص منھم وذھب الی کشمیر واقام فیھم مدۃ طویلۃ ثم اماتہ اللہ ورفعہ الیہ۔

(۱۰) یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب وغریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو اور وہ عجیب وغریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔ اس مقام پر عزیزاً حکیماً کو خاص طور پر اس

Marfat.com

لئے ذکر فرمایا کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔ وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے۔ وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرادیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد ان سب کو شبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام میں فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ اس رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ پھر تحریر فرماتے ہیں:

لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت کے اُن کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ انتہی۔

رفع کے معنی عزت کی موت نہ کسی لغت سے ثابت ہیں اور نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح ہے۔ محض مرزا صاحب کی اختراع اور گھڑت ہے۔ البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے مگر اعزاز رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہوسکتے ہیں نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا صاحب کے ہی مناسب ہیں۔

رہا یہ کہ آیت میں آسمان میں جانے کی کوئی تصریح نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ (اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) اس کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ وقال اللہ تعالیٰ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ

Marfat.com

الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ط اللہ ہی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عمل صالح کو اوپر اٹھاتا ہے۔ یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی طرح بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ اور جس کو خدا تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی، جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق وسباق کے بھی خلاف ہیں۔

دوم یہ کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسناد صحیح یہ منقول ہے لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَرْفَعَ عِیْسٰی اِلَی السَّمَاءِ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۹ جلد ۳ (جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا۔ الیٰ آخر القصہ) اس کے علاوہ متعدد احادیث میں آسمان پر جانے کی تصریح موجود ہے وہ احادیث عنقریب ہم نقل کریں گے۔

سوم یہ کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ ان کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اس عبارت سے خود واضح ہے کہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ سے آسمان پر جانا مراد ہے اس لئے کہ ''علیین'' اور ''مقعد صدق'' تو آسمان ہی میں ہیں۔ بہر حال آسمان پر جانا تو مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے۔ سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔

Marfat.com

حیاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری دلیل

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُـؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ‏

ربط، یہ آیت گزشتہ آیت ہی کے سلسلہ کی ہے گزشتہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر تھا، جس سے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اب رفع الی السماء کے بعد کیا ہوگا؟ اس آیت میں اس کا جواب مذکور ہے کہ وہ اس وقت تو آسمان پر زندہ ہیں مگر قیامت کے نزدیک آسمان سے نازل ہوں گے اور اس وقت تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور چند روز دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے اور روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے اور یہود بے بہبود جو ان کے قتل کے مدعی ہیں ان کو اپنی آنکھوں سے زندہ دیکھ کر اپنی غلطی پر ذلیل اور نادم ہوں گے۔

بیان ربط بعنوان دیگر

گزشتہ آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہود کے کفر اور عداوت کا ذکر تھا۔ اس آیت میں ان کے ایمان کا ذکر ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے منکر تھے۔ مگر نزول من السماء کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کی نبوت کی تصدیق کریں گے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آئندہ زمانے میں کوئی شخص اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا مگر عیسیٰ کے مرنے سے پہلے

Marfat.com

ان کی نبوت ورسالت پر ضرور(۱) بالضرور ایمان لے آئے گا۔ رفع الی السماء سے پہلے تکذیب اور عداوت تھی۔ نزول کے بعد تصدیق اور محبت ہوگی اور پھر اس سب کے بعد قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان کی تصدیق وتکذیب اور محبت اور عداوت کی شہادت دیں گے تاکہ شہادت کے بعد فیصلہ سنادیا جائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

تفسیر آیت

اس آیت کی تفسیر میں صحابہ وتابعین وعلماء مفسرین کے دو قول ہیں:

قول اوّل

مشہور اور جمہور کے نزدیک مقبول اور راجح یہ ہے کہ لَيُؤْمِنَنَّ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور بِهٖ اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں رہے گا کوئی شخص اہل کتاب میں مگر البتہ ضرور ایمان لے آئے گا زمانہ آئندہ یعنی زمانہ نزول میں عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہٗ اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:

''نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آرد بعیسیٰ پیش از مردن وروز قیامت عیسیٰ گواہ باشد برایشاں۔''

---

(۱) لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ میں دو حروف تاکید ہیں۔ ایک لام تاکید اور دوسرا نون تاکید مثقلہ۔ ایک ضرور لام تاکید کا ترجمہ ہے اور دوسرا ضرور نون تاکید کا ترجمہ ہے۔ فافهم ذلك واستقم ۱۲۔

Marfat.com

(ف) مترجم می گوید یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند۔ انتہیٰ۔

شاہ ولی اللہؒ کے اس ترجمہ اور فائدہ تفسیریہ سے صاف ظاہر ہے کہ بہ اور موتہ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ جیسا کہ آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وَمَا قَتَلُوْہُ اور وَمَا صَلَبُوْہُ اور وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا اور بَلْ رَّفَعَہُ تمام ضمائر مفعول حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہیں اور پھر آئندہ آیت وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا میں یَکُوْنُ کی ضمیریں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف راجع ہوں گی تا کہ سیاق اور سباق کے خلاف نہ ہو۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی باسناد صحیح یہی منقول ہے کہ بِہٖ اور مَوْتِہٖ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ چنانچہ حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وبھذا جزم ابن عباسؓ فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح ومن طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عیسی واللہ انہ الان لحی ولکن اذا نزل امنوا بہ اجمعون ونقلہ اکثر اھل العلم ورجحہ ابن جریر وغیرہ۔(فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶)

اسی کا ابن عباس نے جزم اور یقین کیا جیسا کہ ابن جریر نے بروایت سعید بن جبیر ابن عباس سے باسناد صحیح روایت کیا ہے اور بطریق ابی رجاء حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر قبل موت عیسیٰ کے ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں واللہ حضرت عیسیٰ اس آن میں بھی زندہ ہیں۔ جب نازل ہوں گے اس وقت ان پر سب ایمان لے آئیں گے اور یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے اور اسی کو ابن جریر وغیرہ نے راجح قرار دیا ہے۔

اور قتادہ اور ابو مالک سے بھی یہی منقول ہے کہ قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔(تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۴ جلد ۶)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلم نے

Marfat.com

روایت کیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہ اور موتہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں:۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيراله من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة واقرأوا ان شئتم وان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے درآں حالیکہ وہ فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہوں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو ختم کر دیں گے، مال کو بہا دیں گے، یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا پھر ابو ہریرہؓ یہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھو۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ط وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا۔

حافظ عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهذا مصير من ابی هريرة رضى الله عنه الى ان الضمير فی قوله به وموته يعود على عيسىٰ عليه السلام ای الا ليومنن بعيسى قبل موت عيسىٰ۔ (فتح الباری ص ۳۵۷ ج ٦)

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس طرح آیت کا پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ بہ اور موتہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں یعنی ہر شخص زمانہ آئندہ میں حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لے آئے گا۔

Marfat.com

ایک وہم کا ازالہ

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اقرأوا ان شئتم الیٰ آخرہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں بلکہ ابوہریرہؓ کا استنباط ہے جو حجت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ صحابی کا اثر ہے۔

جواب

یہ ہے کہ حدیث، کتاب اللہ کی شرح ہے۔ قرآن کریم میں جو چیز اجمالاً مذکور ہے حدیث اس کی تفصیل ہے۔ اس لئے فقہاء صحابہ اس تتبع اور تلاش میں رہتے تھے کہ احادیث نبویہ اور کلمات طیبہ کے منشا اور ماخذ کا پتہ کتاب اللہ سے چلائیں اور ارشادات نبویہ کا کلمات الٰہیہ سے استنباط کریں۔ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں تطبیق اور توفیق دینا اور حدیث کی تصدیق اور مزید توثیق کے لئے کتاب اللہ کی کسی آیت سے استشہاد کرنا یہ ہر شخص کا کام نہیں۔ جس کو خدائے تعالیٰ نے تفقہ اور استنباط کی نعمت اور دولت سے سرفراز فرمایا ہو وہی کرسکتا ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ اکثر حدیث کی روایت کرکے استشہاداً کوئی آیت تلاوت فرمایا کرتے ہیں اور وہ اکثر اپنی رائے سے نہیں ہوتی، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے منقول ہوتی ہے لیکن بعض مرتبہ اس کی تصریح فرما دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بعض مرتبہ اختصاراً فقط آیت کی تلاوت پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔ لیکن تتبع اور استقراء جب کیا جاتا ہے تو دوسری سند سے اس کے مرفوع ہونے کی تصریح مل جاتی ہے۔ چنانچہ یہ آیت بھی اسی قبیل سے ہے اور اس کی چند نظائر ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں۔

نظیر اوّل

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله عليه

Marfat.com

وسلم يقول تفضل صلوة الجميع صلوة احدكم وحده بخمس وعشرين جزئًا وتجتمع ملائكة الليل والنهار فی صلوة الفجر ثم يقول ابوهريرة اقرؤا ان شئتم ان قرآن الفجر كان مشهوداo (اخرجه البخاری ص ۹۰ واحمد بن حنبل فی مسنده ص۳۳۳ و ص۳۳۶ ج ۲)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جماعت کی نماز تنہا نماز سے پچیس درجہ بڑھ کر ہے اور صبح کی جماعت میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، پھر ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر قرآن سے اس کی تصدیق وتائید چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًاo (بخاری شریف ومسند احمد)

نظیر دوم

عن ابی هريرة يقول قال النبی صلی الله عليه وسلم ليس المسكين الذی الخ واقرأوا ان شئتم يعنی قوله تعالی لايسئلون الناس الحافا۔(اخرجه البخاری ص ۲۵۱ واحمد بن حنبل فی مسنده ص۳۹۵ ج۲)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں کہ جس کو ایک دو لقمہ دے کر واپس کر دیا جائے۔ اصل مسکین وہ ہے جو سوال ہی سے بچتا ہو اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا o (بخاری ومسند احمد)

نظیر سوئم

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مامن مولود الايولد علی الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه اويمجسانه كما تنتج البهيمة البهيمة جمعاء هل تحسون فيها من جدعاء ثم يقول فطرة الله التی فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم۔اه۔

Marfat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ الآية (بخاری شریف)

نظیر چہارم

عن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال خلق الله الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقو الرحمن فقال لهامه قالت هذا مقام العائذ بك من القطيعة قال الا ترضين ان اصل من وصلك واقطع من قطعتك قالت بلى يارب قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فاقرأوا ان شئتم فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامكم۔ اخرجه البخاری ص ۸۸۵ وفی رواية قال ابوهريرة اقرأوا ان شئتم مكان رسول الله صلی الله عليه وسلم۔ (اخرجها البخاری ص ۷۱۶)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو مثالی طور پر قرابتوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم قرابت قطع کرنے والوں سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ جو تم کو وصل کرے اس کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تم کو قطع کرے اس سے میں بھی قطع تعلق کروں؟ قرابتوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے پروردگار! اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تمہارے لئے یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ۔ (بخاری شریف صفحہ ۷۱۶)

Marfat.com

نظیر پنجم

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تبارك و تعالیٰ اعددت لعبادی الصلحین مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر، واقرأوا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین اه۔(اخرجه البخاری ص ٤٦٠ واحمد بن حنبل)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جو نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی دل میں اس کا خطرہ گذرا۔ اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۝۔ (بخاری شریف و مسند احمد)

نظیر ششم

عن ابی هریرة یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب فی ظلها مائة عام لایقطعها واقرأوا ان شئتم وظل ممدود۔ اخرجه البخاری ص ٧٢٤ واحمد بن حنبل فی مسنده ص ٢٨٢ ج ٢۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس بھی چلے تو قطع نہیں کر سکے گا۔ اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وَظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۔ (بخاری شریف و مسند احمد)

Marfat.com

نظیر ہفتم

عن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مومن الاوانا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ واقرأوا ان شئتم النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم۔ اھ۔ اخرجہ البخاری ص۳۲۳ و احمد بن حنبل فی مسندہ ص۳۲۴ و ص۳۲۸ ج۲۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مومن کے ساتھ میں اس کی جان سے زیادہ اس کے ساتھ دنیا اور آخرت میں قریب ہوں اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ بخاری شریف و مسند احمد۔

نظیر ہشتم

عن ابی ہریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربھا فاذا طلعت ورائھا الناس امن من علیھا فذلک حین لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا۔ اھ۔ اخرجہ الامام الاحمد فی مسندہ ص ۲۳۱،۳۱۳،۳۶۸،۵۳۰، ج۲)

ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی کہ جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے اور جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو اس وقت سب ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس وقت یہ ایمان نفع نہیں دے گا اور اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا۔ (مسند احمد)

Marfat.com

نظیر نہم

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم مامن مولود الا نخسہ الشیطان الا ابن مریم و امہ ثم قال ابو ھریرۃ اقرأوا ان شئتم انی اعیذھا بك و ذریتھا من الشیطان الرجیم۔آہ مسند احمد ص۳۳۳ ج۲۔

ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ کو شیطان ولادت کے وقت کوچہ دیتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کہ وہ اس سے محفوظ رہے پھر ابو ہریرہ نے کہا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

نظیر دہم

عن ابی ھریرۃ فی حدیث طویل عن النبی النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ سئل عن الحمر الاھلیۃ فقال ما انزل اللہ علی فیھا الا ھذہ الایۃ الجامعۃ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ٥ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔(بخاری و مسلم و مسند امام احمد ص۲۶۲ ج۲)

ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ مگر یہ آیت جامعہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ. (بخاری و مسلم و مسند احمد)

حضرات اہل انصاف کو ان نظائر سے غالباً یہ اچھی طرح منکشف ہو گیا ہو گا کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب کسی حدیث کے بعد کوئی آیت استشہاداً ذکر فرماتے ہیں تو وہ مرفوع بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے بعض رواۃ کو اس کے مرفوع ہونے کا گمان ہے جیسا کہ مسند امام احمد بن حنبل کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

حدثنا عبدالله قال حدثنی یزید انا سفیان عن الزهری عن حنظلة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینزل عیسی ابن مریم فیقتل الخنزیر ویمحوا الصلیب الی ان قال ثم تلا ابو هریرة وان من اهل الکتب الالیومنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهید۔اه فزعم حنظلة ان اباهریرۃ قال یومن به قبل موت عیسیٰ فلا ادری هذا کله حدیث النبی صلی الله علیه وسلم اوشئ قاله ابو هریرة انتهی۔مسند ص ۲۹۰ ج۲ واخرجه ابن کثیر ص۲۳۵ ج۲۔

یعنی حنظلہ کہتے ہیں کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ یہ روایت از اوّل تا آخر سب حدیث مرفوع ہے یا آخری حصہ ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔واللہ اعلم

اور امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے منقول کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی کل روایتیں مرفوع ہیں۔گو بظاہر وہ موقوف ہوں۔

عن محمد بن سیرین انه کان اذا حدث عن ابی هریرة فقیل له عن النبی صلی الله علیه وسلم فقال کل حدیث ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم۔ انتهی۔ شرح معانی الآثار ص ۱۱ ج ۱۔

اور جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر در منثور کے صفحہ ۲۴۲ جلد ۲ پر اس روایت کو مرفوعاً نقل فرمایا ہے وہ یہ ہے:۔

اخرجه ابن مردویه عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشك ان ینزل فیکم ابن مریم عدلاً یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة ویفیض المال حتی یکون السجدة الواحدة لله رب العلمین الخ واقرأوا ان شئتم وان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته ط موت عیسی بن مریم ثم یعیدها ابوهریرة ثلث مراة۔ انتهی

Marfat.com

اور ثُمَّ یُعِیْدُھَا کا لفظ نہایت صاف طور سے اس کو ظاہر کر رہا ہے کہ اس سے ماقبل کا سب حصہ مرفوع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ ابو ہریرہ ہی کا قول ہے تب بھی حجت ہے۔ ایک صحابی کا صحابہؑ کرام کے مجمع میں کسی بات کو علی الاعلان کہنا اور صحابہ کرام کا اس پر سکوت فرمانا یہ اجماع سکوتی کہلاتا ہے اور صحابہ کرام کا اجماع بہ اتفاق علمائے امت حجت قاطعہ ہے، اور خصوصاً وہ بات کہ جو بار بار اور مختلف مجامع میں کہی گئی ہو اور صحابہ نے اس پر کوئی اعتراض نہ فرمایا ہو اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ امر صحابہ کے نزدیک بالکل مسلم ہے اگر قابل انکار ہوتا تو ضرور صحابہ اس پر انکار فرماتے۔ صحابہ کرام سے یہ ناممکن ہے کہ ان کے سامنے کوئی قول منکر کہا جائے اور وہ اس پر انکار نہ فرمائیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کا قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کرنا اور صحابہ کرامؓ سے مجامع اور مجالس میں اس کو بار بار بیان فرمانا اور کسی صحابی کا اس میں انکار نہ کرنا اس امر کی قطعی اور صریح دلیل ہے کہ یہ امر تمام صحابہ کے نزدیک مسلم تھا۔ حافظ عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وقد اختار کون الضمیر بعیسیٰ ابن جریر و به قال جماعة من السلف وھو الظاھر لانه تقدم ذکر عیسی وذھب کثیر من التابعین فمن بعدھم الی ان المراد قبل موت عیسیٰ کما روی عن ابن عباس قبل ھذا۔ فتح الباری

دونوں ضمیروں کا یعنی به اور موته کی ضمیروں کا حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہونا اس کو امام ابن جریر اور سلف کی ایک جماعت نے راجح قرار دیا ہے اور قرآن کریم کا سیاق بھی اس کو مقتضی ہے کیونکہ گذشتہ کلام میں حضرت عیسیٰ ہی کا ذکر ہے اور تابعین اور تبع تابعین کثرت سے اسی طرف ہیں کہ آیت کی مراد یہ ہے کہ قبل موت عیسیٰ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

Marfat.com

قول ثانی

آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ بہٖ کی ضمیر تو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور قَبۡلَ مَوۡتِہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ کی نبوت ورسالت اور ان کی عبدیت پر ایمان لے آتا ہے جیسا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت وَاِنۡ مِّنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِھِمۡ اسی معنی کی صریح موید ہے یعنی نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ضرور ایمان لے آئیں گے اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر یعنی اس بات پر کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ خدا اور خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ مگر یہ ایمان چونکہ خروج روح کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے شرعاً معتبر نہیں اور نہ آخرت میں نجات کے لئے کافی ہے۔ اس قرأت میں بجائے قَبۡلَ مَوۡتِہٖ کے قَبۡلَ مَوۡتِھِمۡ بصیغۂ جمع آیا ہے جو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قَبۡلَ مَوۡتِھِمۡ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا اسی طرح دوسری قرأت میں بھی قَبۡلَ مَوۡتِہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہونی چاہیے، تاکہ دونوں قرأتیں متفق ہو جائیں۔ حافظ عسقلانی فتح الباری صفحہ ۳۵۷ جلد ۶ میں فرماتے ہیں:

ورجح جماعة هذا المذهب بقراءة ابی ابن کعب الالیومنن بالضم به قبل موتهم ای اهل الکتاب قال النووی معنی الایة علی هذا لیس من اهل الکتب اذیحضره الموت الا امن عند المعاینة قبل خراج روحه بعیسیٰ علیه السلام وانه عبدالله ولکن لا ینفعه هذا الایمان فی تلك الحالة کما قال الله عزوجل ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الان۔ (فتح الباری ص ۲۵۷ ج ٦)

علماء کی ایک جماعت نے ابی بن کعب کی قرأت کی بناء پر اس قول کو راجح قرار دیا ہے کہ موتہ

Marfat.com

کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور اس قول کی بناء پر آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر کتابی اپنی روح نکلنے سے پہلے اس بات پر ایمان لے آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ مگر ایسی حالت میں ایمان اس کو نافع اور مفید نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولیست التوبة الخ یعنی جب موت آجائے تو اس وقت توبہ مقبول نہیں۔

(فتح الباری)

ترجیح ارجح وتصحیح اصح

جمہور سلف اور خلف کے نزدیک آیت کی تفسیر میں راجح اور مختار قول اوّل ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اس قول کا دارومدار ابی بن کعبؓ کی قرأت پر ہے اور یہ قرأت شاذ ہے۔ کسی صحیح یا سند سے بھی ثابت نہیں سند کے راوی ضعیف اور مجروح ہیں۔ تفسیر ابن جریر میں اس قرأت کی اسانید مذکور ہیں اور علیٰ ہذا اس باب میں جس قدر روایتیں ابن عباسؓ سے مروی ہیں وہ بھی ضعیف ہیں امام جلیل وکبیر حافظ عماد الدین بن کثیرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

واولیٰ هذه الاقوال بالصحة القول الاول وهو انه لايبقى احد من اهل الكتاب بعد نزول عيسىٰ عليه السلام الا امن به قبل موته اى قبل موت عيسىٰ عليه السلام ولاشك ان هذا الذى قاله ابن جرير هو الصحيح لانه مقصود من سياق الآى و هذا القول هو الحق كما سنبينه بالدليل القاطع ان شاء الله تعالىٰ وبه الثقة وعليه التكلان۔آه تفسير ابن كثير ص ۲۳۳ ج ۳۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ صحیح قول فقط یہی ہے کہ دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور آیت کی تفسیر اس طرح کی جائے کہ آئندہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ایمان لے آئیں گے کہ عیسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام بے شک رسول ہیں اور یہی ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی صحیح اور درست ہے کیونکہ سیاق آیت سے عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر مقصود ہے اور یہی قول حق ہے جیسا کہ ہم اس کو دلیل قطعی سے ثابت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر۔

اور دلیل قطعی سے وہ احادیث متواترہ مراد ہیں کہ جن میں صراحۃً یہ مروی ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس وقت کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔

تطبیق وتوفیق

جاننا چاہیے کہ دو قراءتیں دو مستقل آیتوں کا حکم رکھتی ہیں۔ ابی بن کعبؓ کی قرأت سے ہر کتابی کا اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان لانا معلوم ہوتا ہے اور قرأت متواترہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ آئندہ میں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان دونوں قرأتوں میں کوئی تعارض نہیں دونوں حق ہیں۔ ہر ایک قرأت بمنزلہ مستقل آیت کے ہے جو حجت ہے ہر کتابی اپنے مرنے کے وقت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لاتا ہے اور جب قیامت کے قریب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت بھی ہر کتابی حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آئے گا۔ قرأت متواترہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا ذکر ہے اور اہل کتاب کے اس ایمان کا ذکر ہے۔ جو نزول کے بعد لائیں گے۔

اور ابی بن کعبؓ کی قرأت شاذہ میں حضرت مسیح کی حیات اور نزول کا ذکر نہیں۔ نہ حیات کا ذکر ہے نہ وفات کا۔ فقط اہل کتاب کے اس ایمان کا ذکر ہے جو اہل کتاب اپنی روح نکلتے وقت لاتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر قرأت میں ایک جدا واقعہ کا ذکر ہے جیسا کہ الٓمّٓ

Marfat.com

غُلِبَتِ الرُّوْمِ میں دو قرأتیں ہیں ایک معروف اور ایک مجہول۔ اور ہر قرأت میں علیحدہ علیحدہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے یہی وجہ ہے کہ جن حضرات صحابہ اور تابعین سے یہ قرأت شاذہ منقول ہے وہ سب کے سب بالاتفاق حضرت مسیح علیہ السلام کے بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب آسمان سے اترنے کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ تفسیر درمنثور میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور محمد بن الحنفیہ سے مروی(۱) ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح سے پہلے مریں گے وہ اپنی موت کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ نزول کو پائیں گے وہ تمام حضرت مسیح پر حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ لہٰذا ابی بن کعبؓ کی قرأت نزول عیسیٰ سے پہلے مرنے والوں کے حق میں ہے اور قرأت متواترہ ان لوگوں کے حق میں ہے کہ جو نزول کے بعد حضرت مسیح کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے

پھر یہ کہ اہل کتاب جو اپنے مرنے سے پہلے ایمان لاتے ہیں، وہ بھی یہی ایمان لاتے ہیں کہ عیسیٰ ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ صحیح وسالم آسمان پر اٹھالئے گئے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

اخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن شهر بن حوشب فی قوله تعالیٰ وان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته عن محمد بن علی ابن ابی طالب وهو ابن الحنفية قال قال ليس من اهل الكتب احد الا اتته الملئكة يضربون وجهه ودبره ثم يقال يا عدو الله ان عيسىٰ روح الله وكلمته

---

(۱) وہ روایت یہ ہے۔ اخرج ابن المنذر عن شهر بن حوشب قال قال لی الحراج یا شهر آیت من کتاب الله ماقراء تها الا اعتراض فی نفسی منها شئی قال الله وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته وانی اوتیٰ بالاساری فاضرب اعناقهم ولا اسمعهم يقولون شيئا فقلت رفعت اليك علی غیرو جها ان النصرانی اذا خرجت روحهٗ ضربته الملائكه من قبله ومن دبره وقالوا ای خبيث ان المسيح الذی زعمت انه الله وابن الله اوثالث ثلثه۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

كـذبـت عـلـى الله وزعمت انه الله ان عيسىٰ لم يمت وانه رفع الى السماء وهـو نـازل قبـل ان تـقـوم الساعة فلا يبقى يهودى ولا نصرانى الاامن به۔ انتهىٰ۔ تفسير درمنثور ص ٢٤١ ج ٢۔

(ترجمہ) عبد بن حمید اور ابن منذر نے بروایت شہر بن حوشب محمد بن علی بن الحنفیہ سے آیت وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ الخ کی تفسیر اس طرح روایت کی ہے کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر آتے ہیں فرشتے اس کی موت کے وقت اور خوب مارتے ہیں اس کے چہرے اور سرین پر اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن! بے شک عیسیٰ اللہ کے خاص روح ہیں۔ تحقیق عیسیٰ ابھی نہیں مرے اور تحقیق آسمان کی طرف اٹھالئے گئے اور وہ قیامت سے پہلے نازل ہوں گے پس اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی باقی نہ رہے گا۔ مگر حضرت مسیح پر ضرور ایمان لائے گا۔

عجب نہیں کہ جس طرح مشرکین کو مرنے کے وقت عقیدۂ فاسدہ پر توبیخ اور سرزنش کی جاتی ہے۔ اسی طرح اہل کتاب کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلط عقیدہ کی بناء پر توبیخ کی جاتی ہو۔ کـمـا قـال اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰۤٮِٕكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ فَاَلۡقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعۡمَلُ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ۔

امام ابن جریر اور ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جب موت کا نزول ہوتا ہے تو حق اور باطل کا فرق واضح ہو جاتا ہے جب تک دین حق اور دین باطل کا امتیاز نہ ہو جائے اس وقت تک

(گذشتہ سے پیوستہ) عبـدالله وروحه وكلمته فيؤمن حين لا ينفعه ايمان وان اليهودى اذا خرجت نـفـسـه ضـربة الـملائكه من قبله ودبره وقالو اى خبيث ان المسيح الذى زعمت انك قتلته عبدالله وروحـه فيومن به حين لاينفعه الايمان فاذا كان عند نزول عيسىٰ آمنت به احياء هم كما آمنت به مـوتـاهـم فقال من اين اخذتها فقلت من محمد بن على قال لقدا خذتها من معدنها قال شهروايم الله ماحد ثنيه الا ولكنى اصببت ان اغيظه ١٢ تفسير درمنثور ص ٢٤١ ج ٢۔

Marfat.com

روح نہیں نکلتی۔ اسی طرح ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آتا ہے اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں اس پر حق واضح ہو جاتا ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیسری دلیل

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ٥ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ٥

ترجمہ و تفسیر

یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے اور قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت اور عصمت کی ایسی تدبیر فرمائی، جو ان کے وہم و گمان سے بھی بالا اور برتر تھی۔ وہ یہ کہ ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کی ہم شکل بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہودی جب گھر میں داخل ہوئے تو اس ہم شکل کو پکڑ کر لے گئے اور عیسیٰ سمجھ کر اس کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔ کوئی تدبیر اللہ کی تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی پریشانی دور کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ تم گھبراؤ نہیں تحقیق میں تم کو تمہارے ان دشمنوں سے بلکہ اس جہان ہی سے پورا پورا لے لوں گا اور بجائے اس کے کہ یہ نانہجار تجھ کو پکڑ کر لے جائیں اور صلیب پر چڑھائیں میں تجھ کو اپنی پناہ میں لے لوں گا اور آسمان پر اٹھاؤں گا کہ جہاں کوئی پکڑنے والا پہنچ ہی نہ سکے اور تجھ کو ان ناپاک اور گندوں سے نکال کر پاک اور صاف اور مطہر اور معطر جگہ میں پہنچا دوں گا کہ تجھ کو کفر اور عداوت کا رائحہ بھی محسوس (۱) نہ ہو اور یہ نانہجار

---

(۱) اشارة الى الارتباط فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ ۱۲۔

Marfat.com

تجھ کو بے عزت کر کے تیرے اور تیرے دین کے اتباع سے لوگوں کو روکنا چاہتے ہیں۔ اور میں اس کے بالمقابل تیرے پیروؤں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا تیرے خدام اور غلام ان پر حکمران ہوں گے اور یہ ان کے محکوم اور باج گذار ہوں گے۔ قیامت کے قریب تک یوں ہی سلسلہ رہے گا کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران رہیں گے اور یہود اپنی ذلت و مسکنت کا اور حضرت مسیح بن مریم کے نام لیواؤں کی عزت و رفعت کا مشاہدہ کرتے رہیں گے اور اندر سے تلملاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب قیامت قریب آجائے گی اور دجال کو جیل خانہ سے چھوڑ دیا جائے گا تاکہ یہود بے بہبود اپنی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لئے اس کے اردگرد جمع ہو جائیں تو یکایک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بصد جاہ وجلال آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو جو یہود کا بادشاہ بنا ہوا ہوگا اس کو تو خود اپنے دست مبارک سے قتل فرمائیں گے اور باقی یہود کا قتل وقتال اور اس جماعت کا بالکلیہ استیصال امام مہدی اور مسلمانوں کے سپرد ہوگا۔ دجال کے متبعین کو چن چن کر قتل کیا جائے گا نزول سے پہلے یہود اگرچہ حضرت مسیح کے غلام اور محکوم تھے مگر زندہ رہنے کی تو اجازت تھی مگر حضرت مسیح کے نزول کے بعد زندہ رہنے کی بھی اجازت نہ رہے گی ایمان لے آؤ یا اپنے وجود سے بھی دست بردار ہو جاؤ اور نصاریٰ کو حکم ہوگا کہ میرے الوہیت ابنیت کے عقیدہ سے تائب ہو جاؤ اور مسلمانوں کی طرح مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول سمجھو اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کریں گے اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ فرمائیں گے۔

الغرض نزول کے بعد اس طرح تمام اختلافات کا فیصلہ فرمائیں گے جیسا کہ آئندہ آیت میں اس طرف اشارہ فرماتے ہیں ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے پس اس وقت میں تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔ وہ فیصلہ یہ ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کا یہ زعم باطل ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر دیا۔ کما قال اللہ تعالی وَقَوۡلِہِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِیۡحَ

Marfat.com

عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اور نصاریٰ کا یہ زعم باطل ہوگا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں اور حیات مسیح کے مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا اور روز روشن کی طرح تمام عالم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے ہیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

قبل اس کے کہ ہم آیات کی مفصل تفسیر کریں لفظ توفی کی تحقیق ضروری سمجھتے ہیں۔

توفی وفا سے مشتق ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں، یہ مادہ خواہ کسی شکل اور کسی ہیئت میں ظاہر ہو مگر کمال اور تمام کے معنی کو ضرور لئے ہوئے ہوگا کما قال تعالیٰ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا وقال تعالیٰ وَاَوْفُ الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ ناپ کو پورا کرو جب تم ناپو یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جز ایں نیست کہ تم پورا پورا اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے۔ یعنی کچھ تھوڑا بہت اجر تو دنیا میں بھی مل جائے گا مگر پورا پورا اجر قیامت کے دن ہی ملے گا۔

اور لفظ توفی جو اسی مادہ یعنی وفا سے مشتق ہے اس کے اصلی اور حقیقی معنی اخذ الشئی وافیا کے ہیں یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا کہ باقی کچھ نہ رہے قرآن اور حدیث اور کلام عرب میں جس جگہ بھی یہ لفظ مستعمل ہوا ہے سب جگہ توفی سے استیفاء اور اکمال اور اتمام ہی کے معنی مراد لئے گئے ہیں۔ توفی سے اگر کسی جگہ موت کے معنی مراد لئے گئے ہیں تو وہ کنایۃً اور لزوماً مراد لئے گئے ہیں اس لئے کہ استیفاء عمر اور اتمام عمر کے لئے موت لازم ہے۔ توفی عین موت نہیں بلکہ موت تو توفی بمعنی اکمال عمر اور اتمام زندگی کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہے چنانچہ لسان العرب صفحہ ۲۸۰ جلد ۲ میں ہے:

توفی المیت استیفاء مدته التی وفیت له وعدد ایامه وشهوره واعوامه فی

Marfat.com

الدنیا۔ یعنی میت کے توفی کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مدت حیات کو پورا کرنا اور اس کی دنیاوی زندگی کے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو پورا کر دینا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کا وصال یا انتقال ہو گیا۔ وصال کے اصلی معنی ملنے کے ہیں اور انتقال کے اصل معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے کے ہیں۔ بزرگوں کی موت کو موت کے لفظ سے تعبیر کرنا عرف میں خلاف ادب سمجھا جاتا ہے اس لئے بجائے موت کے لفظ وصال اور انتقال مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی اپنے رب سے جا ملے اور دار فانی سے دار جاودانی کی طرف انتقال فرمایا اور کبھی اس طرح کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے یا یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس عالم سے رخصت ہوا یا فلاں شخص گزر گیا۔ تو کیا اس استعمال سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وصال اور انتقال اور رحلت اور رخصت وغیرہ ان الفاظ کے حقیقی اور اصلی معنی موت کے ہیں ہر گز نہیں بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ اصلی اور حقیقی معنی تو اور ہیں۔ تشریف اور تکریم کی غرض سے بزرگوں کی موت کو وصال اور انتقال کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ اسی طرح توفی کے لفظ کو سمجھئے کہ اصلی اور حقیقی معنی تو استیفاء اور اکمال کے ہیں۔ مگر بعض مرتبہ بغرض تشریف و تکریم کسی کی موت کو توفی کے لفظ سے کنایۃً تعبیر کر دیا جاتا ہے جس سے قادیان اور ربوہ کے احمق اور نادان یہ سمجھ گئے کہ توفی کے حقیقی معنی ہی موت کے ہیں۔

علامہ زمخشری اساس البلاغہ ص ۳۰۴ ج ۲ میں تصریح فرماتے ہیں کہ توفی کے حقیقی اور اصلی معنی استیفاء اور استکمال کے ہیں اور موت کے معنی مجازی ہیں۔

وفی بالعهد واوفی به وهو وفی من قوم وهم اوفیأ واوفاه واستوفاه وتوفاه استکمله ومن المجاز توفی وتوفاه الله ادرکته الوفاة۔ اه

اور علیٰ ہذا علامہ زبیدی تاج العروس شرح قاموس ص ۳۹۴ ج ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

وفی الشی وفیاتم وکثر فهو وفی ووافٍ بمعنی واحد وکل شیء بلغ الکمال فقدوفی وتم ومنه اوفی فلانا حقه اذا اعطاه وافیا واوفاه فاستوفی وتوفاه ای لم یدع شیئا فهما مطاوعان لاوفاه ووفاه ومن المجاز ادرکته

Marfat.com

الوفاۃ ای المنیۃ والموت وتوفی فلان اذا مات توفاہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسہ۔ آہ۔

اب ہم چند آیتیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہو جائے گا کہ توفی کی حقیقت موت نہیں بلکہ توفی موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے۔

آیت اوّل

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔

یعنی اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے، روحوں کو جب وقت ہو ان کے مرنے کا
اور جو نہیں مرے ان کو قبض کرتا ہے وقت نیند کے پس روک لیتا ہے
ان کو جن پر مقدر کی ہے اور واپس بھیج دیتا ہے ان کو وقت مقرر تک۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی بعینہٖ موت کا نام نہیں بلکہ توفی موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے کہ جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور کبھی نیند کے ساتھ یعنی تمہاری جانیں خدا کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ ہر روز سوتے وقت تمہاری جانیں کھینچتا ہے اور پھر واپس کر دیتا ہے۔ مرنے تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور جب موت کا وقت ہوتا ہے تو پھر جان کھینچنے کے بعد واپس نہیں کی جاتی۔

خلاصہ یہ کہ آیۃ ہذا میں توفی کی موت اور نیند کی طرف تقسیم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ توفی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں اور حین موتہا کی قید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ توفی موت کے وقت ہوتی ہے عین موت نہیں ورنہ خود شے کا اپنے لئے ظرف ہونا لازم آتا ہے۔ لسان العرب سے ہم ابھی نقل کر چکے ہیں کہ توفی کے معنی استیفاء اور استکمال یعنی کسی شے کو پورا پورا لینے کے ہیں۔ صاحب لسان توفی کی حقیقت بیان کر دینے کے بعد آیت موصوفہ کی تفسیر فرماتے ہیں:

ومن ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ای یستوفی

Marfat.com

مدة اجالهم فی الدنیا واما توفی النائم فهو استیفاء وقت عقله وتمیزه الی ان نام۔ لسان العرب ص ۲۸۰ ج ۲۰۔

یعنی مرنے کے وقت جان اور روح پوری پوری لے لی جاتی ہے اور نیند کے وقت عقل اور ادراک اور ہوش اور تمیز کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ توفی کے معنی تو وہی استیفاء اور اخذ الشئی وافیا یعنی شے کو پورا پورا لینے ہی کے رہے۔ توفی میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں صرف توفی کے متعلق میں تبدیلی ہوئی۔ ایک جگہ توفی کا متعلق موت ہے اور دوسری جگہ نوم (نیند)۔

آیت دوم

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ۔ وہی ہے کہ جو تم کو رات میں پورا پورا کھینچ لیتا ہے

اس مقام پر بھی توفی موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ نیند کے موقع پر توفی کا استعمال کیا گیا۔ حالانکہ نوم میں قبض روح پورا نہیں ہوتا۔

آیت سوم

حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمُوْتُ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

تا آں کہ عمر ایشاں را تمام کند مرگ

یعنی یہاں تک کہ موت ان کی عمر تمام کردے۔

اس آیت میں توفی کے معنی اتمام عمر اور اکمال عمر کے لئے گئے ہیں علاوہ ازیں قرآن پاک میں جابجا موت کے مقابلہ میں حیات کو ذکر فرمایا ہے۔ توفی کو حیات کے مقابل نہیں ذکر فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کی حقیقت موت نہیں۔ ورنہ اگر توفی کی حقیقت موت ہوتی تو جس طرح جابجا موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا جاتا ہے اسی طرح توفی کے

Marfat.com

مقابل بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔ چند آیتیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جن میں حق تعالیٰ نے حیات کو موت کے مقابل ذکر فرمایا ہے توفی کے مقابل ذکر نہیں فرمایا۔ قال تعالیٰ:

(١) يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

(٢) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا

(٣) يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

(٤) هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيٰى

(٥) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

(٦) اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ۔

(٧) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

(٨) لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى

(٩) كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى

(١٠) يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط۔

ان آیات اور آئمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات بخوبی منکشف ہوگئی کہ توفی کی حقیقت موت نہیں بلکہ توفی ایک جنس کا درجہ ہے جس کے تحت میں کئی فرد مندرج ہیں۔ حیوانیت کبھی انسانیت میں ہو کر پائی جاتی ہے اور کبھی فرس کے ساتھ وغیر ذلک چنانچہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لفظ التوفی فی لغة العرب معناه الاستيفاء والقبض وذلك ثلاثة انواع احدها توفی النوم، والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جميعاً اه۔ الجواب الصحيح ص ٢٨٣ ج ٢۔

لغت عرب میں توفی کے معنی استیفاء پورا پورا لینے کے ہیں اور توفی کی تین قسمیں ہیں ایک توفی نوم یعنی نیند اور خواب کی توفی اور دوسری توفی موت کے وقت روح کو پورا پورا قبض کر لینا۔ تیسری توفی الروح والجسد یعنی روح اور جسم کو پورا پورا لے لینا۔ آہ۔

Marfat.com

یعنی روح اور جسم دونوں کو آسمان پر اٹھالینا اور جن ائمہ لغت نے توفی کے معنی قبض روح کے لکھے ہیں انہوں نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ فقط قبض روح کو توفی کہتے ہیں۔ اور اگر قبض روح مع البدن ہو تو اس کو توفی نہیں کہتے بلکہ اگر قبض روح کے ساتھ قبض بدن بھی ہو تو بدرجہ اولیٰ توفی ہوگی۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ توفی ایک جنس ہے اور نوم (نیند) اور موت اور رفع جسمانی یہ اس کے انواع اور اقسام ہیں اور یہ مسلم ہے کہ نوع اور قسم معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے اس لئے جہاں لفظ توفی کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہوگا اس جگہ توفی سے موت مراد لی جائے گی، جیسے:۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ۔

اے ہمارے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ پورا پورا پکڑے گا تم کو وہ موت کا فرشتہ جو تم پر مسلط کیا گیا ہے۔

اس مقام پر ملک الموت کے قرینہ سے توفی سے موت مراد لی جائے گی اور جس جگہ توفی کے ساتھ نوم یعنی خواب اور اس کے متعلقات کا ذکر ہوگا اس جگہ توفی سے نوم کے معنی مراد لئے جائیں گے جیسے:

وُهَوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ   وہی خدا تم کو رات میں پورا پورا لیتا ہے۔

لیل کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ اس جگہ توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ ابونواس کہتا ہے۔

فلما توفاہ رسول الکریٰ

یعنی نیند کے قاصد نے اس کو پورا پورا لے لیا یعنی سلا دیا۔ اس شعر میں بھی توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں اور جس جگہ توفی کے ساتھ رفع کا ذکر ہویا اور کوئی قرینہ ہو تو وہاں توفی سے رفع جسمانی مراد ہوگا۔ اور مرزا صاحب بھی، دعویٰ مسیحیت سے پہلے توفی کے معنی موت کے نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ پر لکھتے ہیں کہ اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ یعنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۹۸ اور ۵۰۴ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

Marfat.com

زندہ رہنا اور نہایت عظمت اور جلال کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آنا تسلیم کیا ہے۔

غرض یہ کہ یہ ثابت ہو گیا کہ توفی کے حقیقی معنی استیفاء اور اخذ الشیٔ وافیاً یعنی کسی شے کو پورا پورا لینے کے ہیں اور یہ کسی کتاب میں نہیں کہ توفی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔ اگر کسی مرزائی سے ممکن ہے تو لغت کی کوئی کتاب لا دکھاوے جس میں یہ تصریح ہو کہ توفی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔ بلکہ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں جہاں کہیں بھی لفظ توفی آیا ہے سب جگہ توفی کے اصلی اور حقیقی ہی معنی مراد ہیں یعنی استیفاء اور استکمال۔ مگر چونکہ عمر کے پورا ہو جانے کے بعد موت کا تحقق لازمی ہے اس لئے مجازاً یہ کہہ دیا گیا کہ یہاں موت کے معنی مراد ہیں۔

خلاصہ کلام

یہ کہ توفی کے اصلی معنی پورا وصول کرنے اور ٹھیک لینے کے ہیں۔ قرآن کریم نے لفظ توفی کو نوم اور موت کے معنی میں اس لئے استعمال کیا کہ اہل عرب پر موت اور نوم کی حقیقت واضح ہو جائے۔ جاہلیت والے اس حقیقت سے بالکل بے خبر تھے کہ موت اور نوم میں حق تعالیٰ کوئی چیز بندہ سے لیتے ہیں عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ انسان مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ موت کو فنا اور عدم کے مترادف سمجھتے تھے اس لئے وہ بعثت اور نشاۃ ثانیہ کے منکر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے رد کے لئے ارشاد فرمایا قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۔ آپ ان منکرین بعثت سے کہہ دیجئے کہ مر کر تم فنا نہیں ہوتے بلکہ موت کا فرشتہ تم سے اللہ کا پورا پورا حق وصول کر لیتا ہے یعنی وہ ارواح کہ جو اللہ کی امانت ہیں وہ تم سے لے لی جاتی ہیں اور اللہ کے یہاں محفوظ رہتی ہیں۔ قیامت کے دن پھر یہی ارواح تمہارے اجسام کے ساتھ متعلق کر کے حساب کے لئے پیش ہوں گی۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں تم اپنے آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رُل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہوتے۔ انتہیٰ۔

Marfat.com

شاہ صاحب نے اپنے ان مختصر الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ جس کی ہم نے وضاحت کی۔ اس آیت میں بھی توفی کے معنی موت کے نہیں بلکہ حق وصول کرنے کے ہیں۔ موت دینے والا تو صرف وہی محی اور ممیت ہے۔ ملک الموت تو اللہ کا حق وصول کرنے والا ہے۔

آیت توفی کی تفسیر

جب توفی کے معنی معلوم ہو گئے تو اب آیت توفی کی تفسیر سنیے یہود بے بہبود نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تدبیریں شروع کیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو محسوس فرمالیا۔ کما قال فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی فرمائی کہ اے عیسیٰ گھبراؤ مت۔ یہ تو تدبیریں کر ہی رہے ہیں ہم بھی تدبیریں کر رہے ہیں عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت شریفہ میں حق تعالیٰ نے ان پانچ وعدوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے ایک توفی، دوم رفع اور تطہیر من الکفار یعنی کافروں سے پاک کرنا اور چہارم متبعین کا منکرین پر قیامت تک غالب اور فائق رہنا اور پنجم فیصلۂ اختلافات۔ اوّل کے تین وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات بابرکات کے متعلق ہیں اور چوتھا خدام کے متعلق ہے اور پانچواں وعدۂ فیصلہ کے متعلق ہے جس کا تعلق سب سے ہے۔

(۱) وعدۂ توفی

جمہور صحابہ اور تابعین اور عامۂ سلف وخلف اس طرف گئے ہیں کہ آیت میں توفی سے موت کے معنی مراد نہیں بلکہ توفی کے اصلی اور حقیقی معنی مراد ہیں یعنی پورا پورا اور ٹھیک ٹھیک لے لینا۔ کیونکہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی اور تسکین ہے کہ اے عیسیٰ تم ان دشمنوں

Marfat.com

کے ہجوم اور نرغہ سے گھبراؤ نہیں میں تم کو پورا پورا روح اور جسم سمیت ان نابکاروں سے چھین لوں گا۔ یہ نابکار اور ناہنجار اس لائق نہیں کہ تیرے وجود باوجود کو ان میں رہنے دیا جائے۔ اس ناقدردانی اور ناسپاسی کی سزا یہ ہے کہ ان سے اپنی نعمت واپس لے لی جائے۔ حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور نور اللہ وجہہ یوم القیٰمۃ ونضر (آمین) فرماتے ہیں۔

وجوہ لم تکن اھلا لخیر

فیاخذ منھم عیسی الیہ

یہ چہرے خیر کے قابل نہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے لے کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

ویرفعہ ولا یبقیہ فیھم

کاخذ الشیء لم یشکر علیہ

اور اپنی طرف اٹھالیا اور ان میں نہ چھوڑا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے ایسا لے لیا جیسا کہ اس شے کو لے لیا جاتا ہے کہ جس کی ناقدری کی جائے۔

وحیز کما یحاز الشی حفظا

واٰواہ اولی ماوی لدیہ

اور ان سے چھین کر اپنے پاس محفوظ رکھا اور اپنے یہاں ان کو ٹھکانا دیا۔

اس مقام پر موت کے معنی مناسب نہیں اس لئے کہ جب ہر طرف سے خون کے پیاسے اور جان کے لیوا کھڑے ہوئے ہوں تو اس وقت تسلی اور تسکین خاطر کے لئے موت کی خبر دینا یا موت کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ دشمنوں کا تو مقصود ہی جان لینا ہے اس وقت تو مناسب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم گھبراؤ نہیں ہم تم کو تمہارے دشمنوں کے نرغہ سے صحیح وسالم نکال لے جائیں گے۔ تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ ہم تم کو دشمنوں کے درمیان سے اس طرح اٹھالیں گے کہ تمہارے دشمنوں کو تمہارا سایہ بھی نہ ملے گا آیت میں اگر توفی سے موت کے

Marfat.com

معنی مراد ہوں تو عیسیٰ علیہ السلام کی تو تسلی نہ ہوگی۔ البتہ یہود کی تسلی ہوگی اور معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ اے یہود! تم بالکل نہ گھبراؤ اور نہ مسیح کے قتل کی فکر کرو۔ میں خود ہی ان کو موت دوں گا اور تمہاری تمنا اور آرزو پوری کروں گا خود بخود تمہاری تمنا پوری ہو جائے گی۔ تمہیں کوئی مشقت بھی نہ ہوگی۔

(۲) نیز یہ کہ توفی بمعنی الموت تو ایک عام شے ہے جس میں تمام مومن اور کافر، انسان اور حیوان سب ہی شریک ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے جو خاص طور پر ان سے توفی کا وعدہ فرمایا گیا؟ قرآن کریم کے تتبع اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی کا وعدہ حق تعالیٰ نے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کسی سے نہیں فرمایا۔

(۳) نیز وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ توفی سے پورا پورا لینا اور آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے کیونکہ باجماع (۱) مفسرین وَمَکَرُوْا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلیب کی تدبیریں مراد ہیں اور مَکَرَ اللّٰہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کی تدبیر مراد ہے اور مَکَرَ اللّٰہُ کو مَکَرُوْا کے مقابلہ میں لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہود کا مکر اور ان کی تدبیر تو نیست اور ناکام ہوئی اور اللہ سبحانہ کا مکر اور اس کی تدبیر غالب علیٰ امرہ۔ جیسے:

اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا۔

وہ بھی تدبیر کر رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

---

(۱) قوله تعالىٰ: ومكروا اى بالقتل ومكر الله اى باالرفع الى السماء كما هو مصرح فى التفسير الكبير ص۴٦٣ ج۲۔ ابن كثير ص۲۲۹ ج۲۔ درمنثور ص۳٦ ج۲۔ كشاف ص۳۹ ج۱، بيضاوى ص۱۱ ج۲۔ بحرالمحيط ص۴۷۲ ج۲، ص۲۰۵ ج۲، روح المعانى ص..... ج..... والسراج المنير ص۲۱۵ ج۱، تاريخ كامل ابن الاثير ص۱۱۰ ج۱، جلالين ص۵۰، ابوالسعود ص۱۳۵ ج۱۔

Marfat.com

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

قوم ثمود نے آپس میں کہا کہ قسمیں اٹھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح (علیہ السلام) اور ان کے متعلقین کو قتل کر ڈالیں اور بعد میں ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم اس موقعہ پر حاضر نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس طرح انہوں نے صالح علیہ السلام کے قتل کے مشورے اور تدبیریں کیں اور ہم نے بھی ان کے بچانے کی خفیہ تدبیر کی کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی وہ یہ کہ پہاڑ سے ایک بھاری پتھر لڑھک کر ان پر آ گرا جس سے دب کر سب مر گئے (کمافی الدر المنثور) دیکھ لو کہ ان کے مکر کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے اپنے مکر اور تدبیر سے سب کو غارت کر ڈالا۔

اسی طرح اس آیت میں ومکروا کے بعد ومکر اللہ مذکور ہے۔

جس سے حق تعالیٰ شانہٗ کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہود نے جو قتل کی تدبیر کی وہ تو کارگر نہ ہوئی مگر ہم نے جو اُن کی حفاظت کی نرالی اور انوکھی تدبیر کی وہی غالب ہو کر رہی پس اگر روح اور جسم کا پورا پورا لینا مراد نہ لیا جائے بلکہ توفی سے موت مراد لی جائے تو یہ کوئی ایسی تدبیر نہیں جو یہود کی مغلوبی اور ناکامی کا سبب بن سکے۔ بلکہ موت کی تدبیر تو یہود کی عین تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔ کفار مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی تدبیر کی کما قال تعالیٰ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ کفار مکہ آپ کے قتل کی تدبیریں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کی تدبیر کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر فرمانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کے منصوبوں سے آگاہ کیا اور صحیح سالم آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرادی۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا تھا وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔

Marfat.com

یعنی یہود نے آپ کے قتل کی تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی تدبیر کی کہ دشمنوں کے ہاتھ سے صحیح و سالم نکال کر آسمان کی طرف ہجرت کرادی اب اس ہجرت کے بعد نزول اور تشریف آوری زمین کے فتح کرنے کے لئے ہوگی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لائے اور تمام اہل مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام زمین کو فتح کرنے کے لئے نازل ہوں گے تو تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے یعنی برفع الی السماء۔

وعدہ دوم

كَمَا قَالَ تَعَالىٰ: وَرَافِعُكَ اِلَيَّ

یعنی اے عیسیٰ میں تم کو اپنی جانب اٹھاؤں گا جہاں کسی انسان کی رسائی بھی نہیں ہوسکتی جہاں میرے فرشتے رہتے ہیں وہاں تم کو رکھوں گا۔ اس آیت میں رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ اس لئے کہ:

(۱) رَافِعُکَ میں خطاب جسم مع الروح کو ہے۔

(۲) رفع درجات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور رفع روحانی بصورت موت، یہ مرزا صاحب کے زعم کے مطابق خود مُتَوَفِّیکَ سے معلوم ہو چکا ہے۔ لہٰذا دوبارہ ذکر کرنا موجب تکرار ہے۔

(۳) نیز رفع روحانی ہر مرد صالح اور نیک بخت کی موت کے لئے لازم ہے اس کو خاص طور پر بصورت وعدہ بیان کرنا بے معنی ہے۔

(۴) نیز باتفاق محدثین و مفسرین و مورخین یہ آیتیں نصارائے نجران کے مناظرہ اور ان کے عقائد کی اصلاح کے بارے میں اتریں ہیں اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

صلیب پر چڑھائے گئے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے۔ لہٰذا اگر رفع الی السماء کا عقیدہ غلط اور باطل تھا تو قرآن نے جس طرح عقیدۂ ابنیت اور عقیدۂ تثلیث اور عقیدۂ قتل اور صلیب کی صاف صاف لفظوں میں تردید کی تو اسی طرح رفع الی السماء کے عقیدہ کی بھی صاف صاف لفظوں میں تردید ضروری تھی اور جس طرح وما قتلوہ اور ما صلبوہ کہہ کر عقیدہ قتل و صلیب کی تردید فرمائی اسی طرح بجائے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ کے مَارَفَعَهُ اللّٰهُ فرما کر عقیدہ رفع الی السماء کی تردید ضروری تھی۔ سکوت اور مبہم الفاظ سے نصاریٰ کی تو کیا اصلاح ہوتی مسلمان بھی اشتباہ اور گمراہی میں پڑ گئے۔

نیز اگر توفی اور رفع سے موت اور رفع روحانی مراد ہو تو وعدۂ تطہیر من الکفار اور وعدہ کف عن بنی اسرائیل کی کوئی حقیقت اور اصلیت باقی نہیں رہتی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اس آیت میں حق جل شانہٗ کے ان انعامات اور احسانات کا ذکر ہے کہ جو قیامت کے دن حق جل شانہٗ بطور امتنان عیسیٰ علیہ السلام کو یاد دلائیں گے ان میں سے ایک احسان یہ ہے کہ تجھ کو بنی اسرائیل کی دست درازی سے محفوظ رکھا۔

وعدۂ سوم

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تیسرا وعدہ یہ فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے اور تیرے دشمنوں یعنی کافروں سے پاک کروں گا۔ اور ان کے ناپاک اور نجس پڑوس میں تجھ کو نہیں رہنے دوں گا۔ بلکہ نہایت مطہر اور معطر جگہ میں تجھ کو بلا لوں گا۔ لفظ مطہرک، کفر اور کافروں کی نجاست کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال فرمایا کما قال تعالیٰ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ یعنی یہ نجس اور گندے آپ کے جسم مطہر کے قریب بھی نہ آنے پائیں گے اور دوسری جگہ ارشاد

Marfat.com

ہے وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَنْكَ ۔ اور اس وقت کو یاد کر کہ جب بنی اسرائیل کو تیرے پاس آنے سے روک دیا۔ پس اگر خدانخواستہ قتل اور صلب میں کامیاب ہو گئے تو پھر اس تطہیر اور کف کے وعدہ اور انعام کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔

چنانچہ تفسیر درمنثور صفحہ ۳۲ جلد ۲ میں حسن بصریؒ سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں مروی ہے یعنی و مخلصك من اليهود فلا يصلون الى قتلك یعنی تطہیر من الکفار سے یہ مراد ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو یہود سے چھوڑاؤں گا اور ان کو تیرے قتل تک کبھی رسائی نہ ہوگی اور اِذْ كَفَفْتُ بَنِی اِسْرَائِیْلَ۔ الآیۃ کی آیت میں ایک خاص لطافت ہے وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی محفوظیت کو اس عنوان سے بیان فرمایا كَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَنْكَ، اور كَفَفْتُ بمعنی نَجَّيْتُ کا مفعول بہ بنی اسرائیل کو قرار دیا اور لفظ عنک بعد میں ذکر فرمایا جس کا مطلب یہ ہوا کہ بنی اسرائیل کو تیرے سے دور رکھا۔ ان کو تیرے قریب بھی آنے نہ دیا کہ تجھے ہاتھ بھی لگا سکیں لفظ کف بھی تبعید کے معنی میں ہے اور لفظ عن بھی بعد اور مجاوزۃ کے بیان کے لئے آتا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ اذ نجيتك عن بنی اسرائیل کہ تجھ کو بنی اسرائیل سے نجات دی اور ان کے ہاتھوں سے تجھ کو چھڑایا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ہے:
وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے تم کو فرعونیوں کے عذاب سے بچایا اور نجات دی، اس لئے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عنوان اختیار فرماتے تو یہ شبہ ہوتا کہ بنی اسرائیل کی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دشمنوں سے ایذائیں اور تکلیفیں اٹھائیں مگر اخیر میں اللہ نے ان مصائب اور تکالیف سے نجات دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی ایذاء تو کیا پہنچا تا وہ خود بھی ان تک نہ پہنچ سکا۔ اللہ نے دشمنوں کو دور ہی رکھا اور کسی بدذات کو پاس بھی نہ پھٹکنے دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر آسمان پر اٹھالیا۔ تمام تفاسیر معتبرہ میں یہی تفسیر مذکور ہے۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے رہا ہو کر کشمیر پہنچے اور ستاسی سال

Marfat.com

کے بعد کشمیر میں وفات پائی۔ حالانکہ کشمیر اس وقت کفر اور شرک اور بت پرستی کا گھر تھا جو ملک شام سے کسی طرح بہتر نہ تھا۔ شام حضرات انبیاء کا مسکن اور وطن تھا اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا کہ میں تجھ کو کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے کما قال اللہ تعالیٰ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ان کی نبوت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی لہٰذا بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کشمیر جانے کے کیا معنی؟

وعدۂ چہارم غلبۂ متبعین بر منکرین

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

اور اے عیسیٰ! میں تیری پیروی کرنے والوں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

چنانچہ جس جگہ یہود اور نصاریٰ ہیں، وہاں نصاریٰ یہود پر غالب اور حکمران ہیں آج تک یہود کو نصاریٰ کے مقابلہ میں کبھی حکمرانی نصیب نہیں ہوئی۔

وعدۂ پنجم فیصلۂ اختلاف

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

یہ پانچواں وعدہ ہے کہ جو اختلاف کے فیصلہ کے متعلق ہے تمام اختلافات کا آخری فیصلہ تو آخرت کے دن ہوگا۔ لیکن یہود اور نصاریٰ اور اہل اسلام کے اختلافات کا ایک فیصلہ قیامت قائم ہونے سے کچھ روز پہلے ہوگا اور وہ مبارک وقت ہوگا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور یہود کو چن چن کر ماریں گے

Marfat.com

کوئی یہودی اس وقت اپنی جان نہیں بچا سکے گا۔ اس وقت شجر حجر بھی یہ کہیں گے هذا یهودی ورائی فاقتله یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کیجئے۔ صلیب کو توڑیں گے جس سے نصاریٰ کی اصلاح مقصود ہوگی۔ یہود حضرت عیسیٰ کی نبوت و رسالت پر ایمان لائیں گے اور نصاریٰ ان کی الوہیت اور ابنیت سے تائب ہو کر ان کے عبداللہ اور رسول اللہ ہونے کا اقرار اور اعتراف کریں گے اور اہل اسلام اس وقت اپنی آنکھوں سے ان تمام چیزوں کا مشاہدہ کرلیں گے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں اور بے ساختہ ان کی زبانوں سے یہ نکلے گا۔

هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

یہی ہے وہ کہ جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

اور اہل اسلام کے ایمان اور تسلیم میں اور زیادتی ہوگی اور وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا کے مصداق ہوں گے۔ اور اب تک تو نزول عیسیٰ بن مریم اور قتل دجال وغیرہ پر ایمان بالغیب تھا لیکن اب مشاہدہ کے بعد ایمان شہودی ہو جائے گا کہ جس میں ارتداد کا اندیشہ نہ رہے گا۔ غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے اور روئے زمین پر کوئی دین سوائے اسلام کے باقی نہ رہے گا۔ اس طرح یہ فیصلہ کا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا۔

توفی کی دوسری نوع

اور اگر اس آیت میں توفی کی دوسری نوع یعنی نوم (نیند) مراد لی جائے تب بھی مرزا صاحب کے لئے مفید نہیں کیونکہ اس صورت میں متوفيك معنی میں منهمك کے ہوگا اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو سلاؤں گا اور سونے کی حالت میں تجھ کو آسمان پر اٹھاؤں گا۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور معالم التنزیل میں ربیع بن انس سے منقول ہے۔

Marfat.com

قال الربيع بن انس المراد بالتوفی النوم و کان عیسیٰ علیه السلام قدنام فرفعه الله نائما الی السماء معناه انی منیمك وارفعك الی کما قال تعالیٰ و هو الذی یتوفکم باللیل ای ینیمکم۔ والله اعلم۔

ربیع بن انس کہتے ہیں کہ آیت میں توفی سے نوم یعنی نیند مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی حالت میں آسمان پر اٹھایا اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو سلاؤں گا اور اسی حالت میں تجھ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ (وہی ہے کہ جو تم کو رات میں سلاتا ہے) میں توفی سے نوم مراد ہے۔

لیکن توفی بمعنی نوم سے بھی مرزا صاحب کی تمنا اور آرزو پوری نہیں ہوتی کیونکہ نیند کی حالت میں آدمی زندہ رہتا ہے مرتا نہیں۔

توفی کی تیسری نوع! یعنی موت

اگر اس آیت میں توفی سے اس کی تیسری نوع مراد لی جائے جیسا کہ علی بن طلحہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متوفیک کی تفسیر ممیتک کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ تب بھی مرزا صاحب کا مدعا وفات قبل النزول حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ امام بغوی فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے اس قول کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک مطلب تو وہ ہے کہ جو وہب بن منبہ اور محمد بن اسحٰق سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّلاً حضرت عیسیٰ کو وفات دی اور پھر کچھ دیر کے بعد ان کو زندہ کر کے آسمان پر اٹھایا۔ وہب یہ کہتے ہیں کہ دن کی تین ساعت مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے اٹھایا۔ اور محمد بن اسحٰق یہ کہتے ہیں کہ دن کی سات ساعت مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے اٹھایا۔ غرض یہ کہ اگر توفی بمعنی موت تین ساعت یا سات ساعت کے لئے پیش بھی آئی تو اس کے بعد دوبارہ زندگی اور رفع الی السماء بھی واقع ہوا ہے اور مرزا صاحب اس کے قائل نہیں۔

Marfat.com

دوسرا مطلب

ابن عباسؓ کے اس قول کا دوسرا مطلب خود ابن عباسؓ کے شاگرد خاص یعنی ضحاک سے منقول ہے کہ آیت میں تقدیم وتاخیر ہے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں:

اخرج اسحاق بن بشر وابن عساکر من طریق جوهر عن الضحاك عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ انی متوفیك ورافعك الی یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان۔ درمنثور ص ۳۶ ج ۲۔

ضحاک کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کا رفع مقدم ہے اور ان کی وفات اخیر زمانہ میں ہوگی۔

پس اگر ابن عباسؓ سے متوفیک کی تفسیر ممیتک سے مروی ہے تو ان سے تقدیم وتاخیر بھی مروی ہے۔ لہٰذا ابن عباسؓ کے نصف قول کو جو اپنی ہوائے نفسانی اور غرض کے موافق ہوا سے لینا اور حجت قرار دینا اور دوسرے نصف کو جو ان کی غرض کے مخالف ہو اس سے گریز کرنا یہ ایسا ہی ہے جیسے تارک نماز کا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ سے حجت پکڑنا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی سے آنکھیں بند کر لینا، نصف قول کو ماننا اور نصف قول سے قطع نظر کر لینا، یہ نصف الاعمیٰ اور نصف البصیری کا کام ہے۔

علاوہ ازیں ابن عباسؓ سے متوفیک کی تفسیر جو ممیتک مروی ہے اس کا راوی علی بن طلحہ ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ راوی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے نہ کچھ سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے لہٰذا علی بن طلحہ کی روایت ضعیف بھی ہے اور منقطع بھی ہے جو حجت نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے برعکس ابن عباس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحیح و سالم زندہ آسمان پر اٹھایا جانا باسانید صحیحہ اور جیدہ منقول ہے۔ تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ابن عباسؓ کی وہ تفسیر کہ جس کی سند ضعیف اور منکر اور غیر معتبر ہو وہ تو مرزائیوں کے نزدیک معتبر

Marfat.com

ہو جائے اور ابن عباس کی وہ تفسیر جو اسانید صحیحہ اور جیدہ اور روایات معتبرہ سے منقول ہے وہ مرزا صاحب کے نزدیک قابل قبول نہ ہو۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تصریحات

(۱) تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر اور فتح الباری کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ ابن عباس کے نزدیک وَاِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ میں قَبۡلَ مَوۡتِہٖ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے یعنی قبل موت عیسیٰ اور اسی پر ابن عباس کو جزم اور یقین تھا۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں:

والصحیح کما قال القرطبی ان اللہ تعالیٰ رفعه من غیر وفاة ولا نوم وهو روایة الصحیحین عن ابن عباسؓ آه روح المعانی۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر موت اور بغیر نیند کے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور ابن عباسؓ کا صحیح قول یہی ہے۔

امام قرطبی کے کلام کا صاف مطلب یہی ہے کہ ابن عباسؓ سے صحیح روایت یہی ہے کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور اس کے خلاف جو روایت ہے وہ ضعیف ہے قابل اعتبار نہیں۔

قال الحافظ عماد الدین بن کثیر عن ابن عباسؓ قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء الی ان قال ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه وهذا اسناد صحیح ای ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر ص ۹ ج ۳۔

حافظ عماد الدین بن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو ایک شخص پر ان کی شباہت ڈال دی گئی اور وہ قتل کر دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشن دان سے آسمان پر اٹھا لئے گئے ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابن عباس کے اس اثر کی سند صحیح ہے۔

(۳) اور تفسیر فتح البیان صفحہ ۳۴۲ جلد ۲ پر ہے کہ حافظ ابن کثیر نے سچ کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ بے شک اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں

علامہ آلوسی نے وَمَکَرُوْا مَکَرَ اللّٰہُ کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ مکر اللہ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ روح المعانی صفحہ ۱۵۷ جلد ۳۔

(۴) تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔

(۵) محمد بن سعد نے طبقات کبریٰ صفحہ ۲۶ جلد ۱ پر ابن عباسؓ کا ایک اثر نقل کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کے بارے میں نص صریح ہے ہم اس کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں وھو ہذا:

اخبرنا هشام بن محمد بن السائب عن أبيه عن ابی صالح عن ابن عباس قال كان بين موسى بن عمران و عيسىٰ ابن مريم الف سنة وتسع مائة الى ان قال وان عيسىٰ صلى الله عليه وسلم حين رفع كان ابن اثنتين وثلاثين سنة وستة اشهر وكانت نبوته ثلاثين شهرا وان الله رفع بجسده وانه حى الآن وسيرجع الى الدنيا فيكون ملكاثم يموت كما يموت الناس الخ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی زمانہ انیس سو سال ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت اٹھائے گئے تو ان کی عمر شریف ۳۲ سال اور چھ ماہ کی تھی اور زمانہ نبوت تیس ماہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان

Marfat.com

کے جسم سمیت اٹھایا دراں حالیکہ وہ زندہ تھے اور آئندہ زمانہ میں پھر وہ دنیا کی طرف واپس آئیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور پھر چند روز بعد وفات پائیں گے۔ جیسے اور لوگ وفات پاتے ہیں۔ طبقات کبریٰ صفحہ ۲۶ جلد ا، مطبوعہ لیدن (جرمنی)۔

حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء اور دوبارہ نزول صراحۃً معلوم ہوگیا۔ اس روایت میں ابن عباس نے سیرجع الی الدنیا کا لفظ استعمال فرمایا جو رجوع سے مشتق ہے جس کے معنی واپسی کے ہیں یعنی جس طرح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے تھے اسی جسم کے ساتھ اسی طرح دوبارہ واپسی اور تشریف آوری ہوگی خود بہ نفس نفیس وہ دنیا میں واپس تشریف لائیں گے کوئی ان کا مثیل اور شبیہ نہیں آئے گا۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ اگر ابن عباسؓ سے متوفیک کی تفسیر ممیتک کے ساتھ منقول ہے تو ان سے تقدیم و تاخیر بھی منقول ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا یہ بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

مرزا صاحب کو چاہئے کہ ابن عباسؓ کے ان اقوال صریحہ کو بھی تسلیم کریں حالانکہ ان اقوال کی اسانید نہایت صحیح اور قوی ہیں اور متوفیک کی تفسیر جو ممیتک سے مروی ہے اس کی سند ضعیف ہے۔

جواب دیگر

اور اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ متوفیک کی تفسیر ممیتک کے ساتھ صحیح ہے تو یہ کہیں گے کہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۹۴۳ پر لکھتے ہیں کہ اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ انتھی کلامہ۔

مرزا صاحب اس عبارت میں فقط اس امر کے مدعی نہیں کہ اماتت کے معنی کبھی سلانے

Marfat.com

کے بھی آجاتے ہیں بلکہ اس کے مدعی ہیں کہ جس طرح مارنا اور موت دینا اماتت کے حقیقی معنی ہیں اسی طرح سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اماتت کے حقیقی معنی ہیں۔ لہٰذا جب مرزا صاحب کے نزدیک اماتت کے حقیقی معنی سلانے کے بھی ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممیتک میں اماتت سے سلانے کے معنی مراد لیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ مرزا صاحب کے نزدیک یہ معنی بھی حقیقی ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نیند کی حالت میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ جیسا کہ ربیع سے منقول ہے اور حدیث میں بھی اماتت بمعنی انامت یعنی سلانے کے معنی میں آیا ہے۔ الحمدلله الذی احیانا بعدما اماتنا والیه النشور۔

اقوال مفسرین

گذشتہ تفصیل کے بعد اب کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں مگر چونکہ توفی کے استعمالات مختلف ہیں اس لئے حضرات مفسرین سے آیت کی جو توجیہات منقول ہیں ہم ان توجیہات کو نقل کر کے یہ بتلانا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ تمام مفسرین سلف اور خلف اس پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ آیت شریفہ کی توجیہات اور تفسیری تعبیرات میں اگرچہ بظاہر اختلاف ہے لیکن رفع الی السماء پر سب متفق ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

عباراتنا شتّی وحسنك واحد
وکل الی ذاك الجمال یشیر

ہماری تعبیرات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے، سب کا اشارہ اسی ایک حسن کی طرف ہے۔

قول اوّل

توفی سے استیفاء اور استکمال کے معنی مراد ہیں اور استیفاء اور استکمال سے عمر کا اتمام

Marfat.com

مراد ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے عیسیٰ تم دشمنوں سے گھبراؤ نہیں یہ قتل اور صلب سے تمہاری عمر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب ناکام رہیں گے۔ میں تمہاری عمر پوری کروں گا اور اس وقت میں تم کو آسمان پر اٹھاؤں گا۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں:

الاول معنی قوله انی متوفیك ای انی متمم عمرك فحینئذ اتوفاك فلا اترکهم حتی یقتلوك بل انا رافعك الی السماء و مقربك بملائکتی و اصونك عن ان یتمکنوا من قتلك وهذا تاویل حسن۔ تفسیر کبیر ص ٤٨١ ج ٢۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا۔ کوئی شخص تجھ کو قتل کر کے تیری عمر قطع نہیں کر سکتا میں تجھ کو تیرے دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں چھوڑوں گا کہ وہ تجھ کو قتل کر سکیں۔ بلکہ میں تجھ کو آسمان پر اٹھاؤں گا اور اپنے فرشتوں میں رکھوں گا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ معنی نہایت عمدہ ہیں۔

اور اسی معنی کو علامہ زمخشری (۱) نے تفسیر کشاف میں ذکر کیا ہے اور اس معنی کر کلام اپنے حال پر ہے۔ کلام میں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں۔ توفی کے معنی اتمام عمر کے ہیں جو ابتدائے عمر سے لے کر اخیر عمر تک صادق ہیں اسی درمیان میں رفع الی السماء ہوا اور اسی درمیان میں نزول ہوگا اور وقت پر وفات ہوگی۔ اسی طرح عمر شریف پوری ہوگی۔

---

(١) قال الزمخشری انی متوفیك ای مستوفی اجلك ومعناه او عاصمك من ان یقتلك الکفار وموخرك الی اجل کتبته لك وممیتك حتف انفك لاقتلا بایدیهم آه ففسره بمادة من باب الاستفعال وقوله ومعناه الخ یرید حاصل المقام وما جری فی سلسلة الواقعة لا تفسیره لفظیا فانه مرض فیما بعد ولم یرضه ان یکون تفسیره ابداءً حیث قال وممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن۔ وقد عدل الله عن لفظ الاماتة لئلا یبادره ویواجه عیسی به فی مقابلة الیهود هل ذخر التناول والاستیفاء ثم لیجری ما یجری کل حی مستکمل مدة العمر ومود ذا انتهی اجله ١٢ مشکلات القرآن ص ١٣٢

Marfat.com

نزول ہوگا اور وقت پر وفات ہوگی۔ اسی طرح عمر شریف پوری ہوگی۔

قول دوم

توفی سے قبض من الارض کے معنی مراد ہیں۔ یعنی اے عیسیٰ میں تم کو ان کافروں سے چھین کر پورا پورا اپنے قبضہ میں لے لوں گا۔ جیسا کہ امام رازی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

ان التوفی هو القبض يقال وفاني فلان دراهمي واوفيتها كما يقال سلم فلان الي دراهمي و تسلمتها۔ تفسیر کبیر ص ٤٨١ ج ٢۔

یعنی توفی کے معنی کسی شے پر پوری طرح قبضہ کر لینے کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے پورے روپے دے دیئے اور میں نے اپنے پورے روپے اس سے وصول کر لئے۔

آیت کے یہ معنی حسن بصری اور مطر وراق اور ابن جریج اور محمد بن جعفر بن زبیر سے منقول ہیں۔ اور امام ابن جریر طبری نے اسی معنی کو اختیار فرمایا ہے اس معنی کو بھی آیت میں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں۔ قول اوّل اور قول ثانی دونوں قولوں میں توفی کے معنی استیفاء اور استکمال ہی کے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ پہلے قول میں استیفاء سے اجل اور عمر کا تمام اور اکمال مراد لیا گیا۔ اور دوسرے قول میں ایک شخص اور ایک ذات کا پورا پورا قبضہ میں لینا مراد لیا گیا ہے۔ ایک جگہ استیفاء اجل ہے اور ایک جگہ استیفاء شخص اور استیفاء قبضہ ہے۔

قول سوم

توفی کے معنی اخذ الشئی وافیا کے ہیں کسی شے کو پورا پورا لے لینا اور اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ لے لینا مراد ہے۔ جیسا کہ امام رازی فرماتے ہیں:

ان التوفی اخذ الشی وافیا ولما علم الله تعالیٰ ان من الناس من

Marfat.com

یخطر ببالہ ان الذی رفعه الله هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوة والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه و بجسده ویدل علی صحة هذا لتاویل قوله تعالیٰ وما یضرونك من شیء۔ تفسیر کبیر ص ٤٨١ ج٢۔

توفی کے معنی کسی شے کو پورا پورا اور بجمیع اجزاء لے لینے کے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ گزرے گا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صرف روح کو اٹھایا اس لئے متوفیک کا لفظ فرمایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اور جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا یَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ط تم کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ نہ روح کو نہ جسم کو۔

قول چہارم

توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ یعنی سلا کر تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔
کہ تم کو خبر بھی نہ ہو کہ کیا ہوا اور آسمان اور فرشتوں ہی میں جا کر آنکھ کھلے گی۔
قول ربیع بن انس سے مروی ہے:

قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم و کان عیسیٰ علیه السلام قد نام فرفعه الله نائما الی السماء۔ معناه منیمك ورافعك الی کما قال تعالیٰ هو الذی یتوفکم باللیل۔

ربیع بن انس کہتے ہیں کہ توفی سے نوم یعنی نیند کے معنی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو سونے کی حالت میں آسمان پر اٹھایا جیسا کہ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ اس آیت میں توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ تفسیر درمنثور صفحہ ۳۶ جلد ۲ و معالم التنزیل و تفسیر کبیر وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

قول پنجم

توفی سے موت کے معنی مراد ہیں جیسا کہ علی بن ابی طلحہ' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متوفیک کے معنی ممیتک روایت کرتے ہیں۔

امام بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس کی اس روایت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چند ساعت مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھایا۔جیسا کہ محمد بن اسحٰق اور وہب سے منقول ہے (اس قول پر آیت میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں)۔

دوسرا مطلب وہ ہے جو ضحاک سے مروی ہے وہ یہ کہ آیت میں تقدیم وتاخیر ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ:

انی متوفيك بعد انزالك من السماء۔

میں تجھ کو آسمان سے اترنے کے بعد موت دوں گا۔

کیا تقدیم وتاخیر تحریف ہے

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۲ جلد۲ وصفحہ ۹۲۶ جلد۲ میں لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ رافعک مقدم اور متوفیک موخر ہے سو ان یہودیوں کی طرح تحریف ہے کہ جن پر بوجہ تحریف کے لعنت ہو چکی ہے۔انتہیٰ۔

جواب

تقدیم وتاخیر نہ قواعد عربیت کے خلاف ہے اور نہ فصاحت وبلاغت میں مخل ہے بلکہ بسا اوقات عین فصاحت اور عین بلاغت ہے۔فصحاء اور بلغاء کے کلام میں شائع اور ذائع ہے۔امام رازی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

ومثله من التقديم والتاخير كثير فی القران۔(تفسير

Marfat.com

کبیر ص (٤٨١ ج٢)

ابن عباس کی تفسیر میں جو تقدیم و تاخیر آئی اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن کریم میں کثیر ہے۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہے:

قال جماعة من اهل المعانی منهم الضحاك والفراء فی قوله تعالی انی متوفيك رافعك الی علی التقديم والتاخيرلان الواولا توجب الرتبة والمعنی انی رافعك الی ومطهرك من الذين كفروا و متوفيك بعد ان تنزل من السماء كقوله تعالیٰ ولولا كلمة سبقت من ربك لكان لزاما واجل مسمی و التقدير ولولا كلمة سبقت من ربك واجل مسمی لكان لزاماً۔ قال الشاعر۔ الايانخلة من ذات عرق عليك و رحمة الله السلام۔ تفسير قرطبی ص٩٩ ج٦۔

اہل علم کی ایک جماعت جن میں ضحاک اور فراء بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے اس قول اِنِّی مُتَوَفِّیكَ رَافِعُكَ میں تقدیم و تاخیر ہے اور اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں اس لئے کہ ترتیب کو مقتضی نہیں اور معنی آیت کے اس طرح ہیں کہ اس وقت رفع ہوگا اور توفی یعنی وفات بعد نزول کے ہوگی اور تقدیم و تاخیر کے نظائر قرآن کریم میں موجود ہیں جیسا کہ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى اس آیت میں بھی تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل تقدیر عبارت اس طرح ہے ولولا كلمة سبقت من ربك واجل مسمی یعنی واجل مسمی کا عطف کلمہ پر ہے اور فکان لزاما دونوں ہی کی خبر ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ اے مقام نخلہ تجھ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔

اس شعر میں تقدیم و تاخیر ہے کہ السلام مؤخر ہے کہ جو معطوف علیہ ہے اور ورحمۃ اللہ علیہ مقدم ہے جو معطوف ہے۔ قاعدہ کا مقتضی یہ ہے کہ معطوف علیہ مقدم ہو اور معطوف

Marfat.com

موخر ہو اور شعر میں معطوف یعنی ورحمۃ اللہ مقدم ہے اور معطوف علیہ یعنی السلام موخر ہے۔(تفسیر قرطبی)

وقال تعالیٰ ماھی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیی فقالت طائفة هو مقدم وموخر ومعناه نحیی ونموت الخ(لسان العرب ص ۱۳۲ ج ۱۸)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَىٰ میں تقدیم وتاخیر ہے اصل کلام نحییٰ ونموت ہے اس لئے کہ حیات مقدم ہے اور موت اس کے بعد ہے مگر آیت میں نموت مقدم ہے اور نحییٰ موخر ہے۔

وقال تعالیٰ حتی تستانسوا وتسلموا قال الفراء هذا مقدم وموخر انما هی حتی تسلموا وتستانسوا السلام علیکم وادخل۔(لسان العرب ص ۱۱۲ ج ۷)

اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت چاہو اور سلام کرو۔فراء کہتے ہیں کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے پہلے سلام ہے اور بعد میں استیذان اجازت حاصل کرنے کے لئے اس طرح کہنا چاہئے۔السلام علیکم ادخل سلام ہو تم پر کیا میں اندر آسکتا ہوں۔

بنی اسرائیل میں جو قتل کا واقعہ پیش آیا، قرآن کریم میں اس واقعہ کو وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَءْتُمْ سے بعد میں بیان فرمایا اور اس کے متعلق جو احکام صادر ہوئے ان کو پہلے بیان فرمایا: کما قال تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً۔ الآیات۔ اور قرآن کریم میں واقعات کو بکثرت مقدم وموخر بیان کیا گیا ہے۔

کماقال ابو حیان وقال بعض الناس التقدیم والتاخیر حسن لان ذلك موجود فی القران فی الجمل وفی الکلمات وفی کلام العرب ووارد من ذلك جملا من ذلك قصة نوح علیه السلام فی اهلاك قومه وقوله وقال

Marfat.com

ارکبوا وفی حکم من مات عنها زوجها بالتربص بالاربعة اشهر وبمتاع الی الحول اذا الناسخ مقدم و منسوخ متاخر۔(کذافی البحرو المحیط ص۲۵۹ ج۱)

بطور نمونہ چند آیات پر اکتفا کیا گیا ورنہ قرآن کریم ہی میں تقدیم وتاخیر کے صدہا نظائر موجود ہیں اور حدیث میں تو کوئی شمار نہیں غرض یہ کہ تقدیم وتاخیر تحریف تو کیا ہوتی فصاحت و بلاغت کے بھی خلاف نہیں اور آیت توفی میں تقدیم وتاخیر خود ابن عباسؓ سے مروی ہے جیسا کہ تفسیر درمنثور میں مذکور ہے۔

مرزا صاحب بھی تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں

مرزا صاحب مسیح ہندوستان کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔''اور مطہرک کی پیشین گوئی میں یہ اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان الزاموں سے مسیح کو پاک کرے گا اور وہ زمانہ یہی ہے''(یعنی مرزا جی کا زمانہ)اھ۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مسیح سے جو تطہیر کا وعدہ تھا وہ مرزا جی کے زمانہ میں پورا ہوا اور جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ ، یعنی متبعین کے غالب کرنے کا وعدہ اس وعدہ سے بہت پہلے پورا ہو چکا ہے۔اس لئے کہ واقعہ صلیب کے تین سو سال بعد عیسائیوں کی سلطنت قائم کی گئی تھی اور متبعین کے غلبہ کا وعدہ پورا ہو گیا تھا۔لہٰذا مرزا جی کے قول پر آیت میں تقدیم وتاخیر لازم آئی۔اس لئے کہ متبعین کے غالب کرنے کا وعدہ جو آیت میں وعدۂ تطہیر کے بعد مذکور ہے وہ تو پہلے پورا ہوا۔اور وعدہ تطہیر جو پہلے مذکور ہے وہ مرزا جی کے زمانہ میں انیس سو سال کے بعد پورا ہوا۔

فائدہ: متعلقہ بآیت مائدہ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ توفی کے حقیقی معنی استیفاء اور استکمال اور اخذ الشی وافیا(یعنی

Marfat.com

کسی شے کو پورا پورا لینے کے ہیں) اور اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں توفی سے موت کے معنی مراد نہیں بلکہ توفی سے رفع آسمانی مراد ہے۔ تو اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیت توفی کو سمجھئے کہ وہاں بھی توفی سے رفع الی السماء ہی مراد ہے اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کے معنی فَلَمَّا رَفَعْتَنِیْ الی السماء کے ہیں۔ چنانچہ تمام معتبر تفاسیر میں تَوَفَّیْتَنِی کی تفسیر رَفَعْتَنِیْ کے ساتھ مذکور ہے۔ چند تفاسیر کے حوالہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر اور در منثور میں ہے امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۷۰۰ جلد ۳ میں لکھتے ہیں فلما توفیتنی المراد به وفاة الرفع الی السماء الخ اور تفسیر ابوالسعو د صفحہ ۷۰۱ جلد ۳ ورافعك الی فان التوفی اخذ الشی وافیا اور اسی طرح تفسیر بیضاوی اور معالم التنزیل صفحہ ۳۸۰ جلد ۱، اور مدرک التنزیل صفحہ ۲۴۲ جلد ۱، اور تفسیر خازن صفحہ ۶۰۸ جلد ۱، تفسیر روح المعانی۔

الغرض ان تمام تفاسیر میں صراحۃً اس کی تصریح ہے کہ توفی سے رفع الی السماء مراد ہے اور بالفرض اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آیت مائدہ میں توفی سے کنایۃً موت مراد لی گئی ہے تب بھی مرزا صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس آیت میں اس وفات کا ذکر ہے جو نزول قیامت سے پہلے ہوگی۔ کیونکہ آیت کا تمام سیاق وسباق اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تمام واقعہ کوئی گذشتہ واقعہ نہیں بلکہ مستقبل یعنی قیامت کا واقعہ ہے اور قیامت سے پہلے ہم بھی وفات مسیح کے قائل ہیں جیسا کہ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ الخ اور هٰذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ اور یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا سے صاف ظاہر ہے۔
تفسیر در منثور صفحہ ۳۴۹ جلد ۲ میں ہے:

اخرج عبدالرزاق وابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله متی یکون ذلك قال یوم القیٰمة الاتری انه یقول یوم ینفع الصدقین۔

ترجمہ: عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا کہ قتادہ سے ءَ

Marfat.com

اَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ الخ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ واقعہ کب ہوگا؟ تو یہ فرمایا کہ قیامت کے دن ہوگا جیسا کہ ھٰذَا یَوۡمَ یَنۡفَعُ الصّٰدِقِیۡنَ سے صاف معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض مرفوع احادیث میں بھی اس کی تصریح موجود ہے، کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

روی ابن عساکر عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ یدعی بالانبیاء واممھم ثم یدعی بعیسٰی فیذکرہ نعمۃ علیہ فیقربھا فیقول بعیسی اذکرو نعمتی علیك وعلی والدتك۔ الآیۃ ثم یقول ء انت قلت الناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ فینکران یکون قال ذلك الحدیث۔(تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۱، ج۳)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن انبیاء اوران کی امتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قریب بلا کر یہ فرمائیں گے کہ تم نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام انکار فرمائیں گے کہ معاذ اللہ میں نے ہرگز نہیں کہا۔

واخرج ابن مردویۃ عن جابر بن عبداللہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان یوم القیٰمۃ جمعت الامم ودعا کل اناس بامامھم قال ویدعی عیسی فیقول بعیسیٰ یٰعیسیٰ ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ۔ فیقول سبحانك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق الی قولہ یوم ینفع الصدقین۔ تفسیر درمنثور ص۳۴۹ ج۲۔

اس حدیث شریف کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو کہ پہلی حدیث کا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری کی حدیث کی طرح جابر بن عبداللہ کی اس روایت میں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے۔ کہ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام سے یہ دریافت کیا جائے گا۔

Marfat.com

مرزا جی جس موت کے مدعی ہیں وہ کسی لفظ سے بھی ثابت نہیں ہوتی مرزا جی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد کشمیر تشریف لے گئے اور ستاسی سال زندہ رہ کر شہر سرینگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے یہ نہ کسی آیت سے ثابت ہے نہ کسی حدیث سے۔ اور نہ کسی صحابی اور تابعی بلکہ کسی معتبر عالم کے قول سے بھی ثابت نہیں۔ ممکن ہے یہ بھی اسی کنہیا لال اور مراری لال اور روشن لال سے منقول ہو کہ جنہوں نے کریم بخش کے صادق ہونے کی گواہی دی ہے۔

مرزا جی ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۰۸ میں لکھتے ہیں کہ کریم بخش روایت کرتے ہیں کہ گلاب شاہ مجذوب نے بیس برس پہلے مجھ کو کہا کہ اب عیسیٰ جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ پھر کریم بخش کی تعدیل بہت سے گواہوں سے کی گئی جن میں خیراتی بوٹا، کنہیا لال، مراری لال، روشن لال، گنیشا مل وغیرہ ہیں اور گواہی یہ ہے کہ کریم بخش کا جھوٹ کبھی ثابت نہیں ہوا۔ انتہی الکلام المرز الغلام۔

ائمہ حدیث جب کسی راوی کی توثیق اور تعدیل نقل کرتے ہیں تو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کا نام مبارک پیش کر دیتے ہیں۔ مرزا جی کو جب کریم بخش کی روایت کی تعدیل کی ضرورت پیش آئی تو کنہیا لال اور مراری لال کی تعدیل پیش کی۔ ناظرین کرام تعجب نہ فرمائیں۔ نبی کاذب کے سلسلۂ روایت کے لئے کنہیا لال اور مراری لال ہی جیسے راوی مناسب اور ضروری ہیں۔ مرزا جی بھی معذور ہیں اپنی مسیحیت کی گواہی میں آخر کس کو پیش کریں؟ حضرات محدثین کے نزدیک مالک عن نافع عن ابن عمر یہ سند سلسلۃ الذہب کے نام سے موسوم ہے یہ سلسلۃ الذہب تو حضرات محدثین کا ہے اور مرزا صاحب کا سلسلۃ الذہب یہ ہے کہ جو حضرات ناظرین نے پڑھا۔ یعنی کنہیا لال اور مراری لال اور روشن لال۔

اے مرزائیو! تمہیں کیا ہوا؟ مالک اور نافع اور ابن عمر کی روایت تو تمہاری نظر میں غیر معتبر ہو گئی اور مرزا اور مراری لال اور کنہیا لال اور روشن لال کی اور اس قسم کے پاگل داس

Marfat.com

لوگوں کی بکواس معتبر ہوگئی۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایک وہم اور اس کا ازالہ

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۰۲ پر لکھتے ہیں:

''تعجب ہے کہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا ہی نہیں شرم کرتے وہ نہیں سوچتے کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے پہلے یہ آیت ہے وَاِذْقَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ہے ایک قصہ تھا زمانہ استقبال کا۔ اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہے یعنی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ وہ بھی صیغہ ماضی ہے۔'' انتہیٰ کلام الغلام۔

جواب

یہ ہے کہ مرزا جی اس کے بعد الحکم نمبر ۲۲ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ طاعون کی پیشین گوئی کی نسبت لکھتے ہیں کہ ''مجھے خدا کی طرف سے وحی ہوئی۔

عفت الدیار محلھا و مقامھا۔

یعنی اس کا ایک حصہ مٹ جائے گا جو عمارتیں ہیں نابود ہو جائیں گے۔

اس پر اعتراض ہوا کہ یہ مصرع لبید کا ہے اس نے گذشتہ زمانہ کی خبر دی ہے کہ خاص خاص مقام ویران ہو گئے۔

اس کا جواب خود یہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کافیہ [1] یا ہدایۃ النحو بھی، پڑھی

---

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی نے کافیہ اور ہدایۃ النحو پڑھی نہیں ہے۔ کیا وہ شخص جو اپنے زعم میں تمام اولین اور آخرین سے علم میں بڑھا ہوا ہو اس کو بھی کافیہ اور ہدایۃ النحو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ۱۲۔

Marfat.com

ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنی پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جب کہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا کہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ۔ وغیرہ اب معترض صاحب فرمائیں کہ کیا قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے اور اگر ماضی کے صیغے ہیں تو ان کے معنی اس جگہ مضارع کے ہیں یا ماضی کے۔ جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر نہیں بلکہ یہ تو قرآن پر بھی ہو گیا۔ گویا صرف ونحو آپ کو معلوم ہے

خدا کو معلوم نہیں اس وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا۔ انتہی الکلام المرزا الغلام۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ جس آیت پر یعنی اِذْ قَالَ اللّٰهُ پر شد و مد سے یہ دعویٰ تھا کہ یہ قصہ ماضی ہے پھر اسی کی نسبت یہ دعویٰ کر دیا، کہ مضارع کے معنی میں ہے تا کہ پیشین گوئی غلط نہ ہونے پائے۔

اور عفت الديار محلها و مقامها پر جو اعتراض تھا اس سے سبک دوش ہو جائیں حالانکہ مرزا جی اوّل ہی بار ذرا بھی قرآن عزیز میں غور کر لیتے تو ہرگز نہ کہتے ہیں جیسا کہ بعد میں ہوش میں آ ہی گئے کہ اذ ہمیشہ ماضی کے لئے نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرآن عزیز میں وَلَوْ تَرٰى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ ان آیات میں ہر جگہ لفظ اذ موجود ہے۔ حالانکہ واقعہ سب جگہ مستقبل یعنی قیامت ہی کا ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی دلیل

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَا

Marfat.com

يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ٥

ترجمہ: اور تحقیق وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ علامت ہیں قیامت کی پس اس بارے میں تم ذرا برابر شک اور تردد نہ کرو اور اے محمدؐ! آپ کہہ دیجئے کہ اس بارے میں صرف میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے کہیں شیطان تم کو اس راہ راست سے نہ روک دے۔ تحقیق وہ تمہارا کھلا دشمن ہے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو ماننا یہی سیدھا راستہ ہے اور جو اس سے روکے وہ شیطان ہے۔

امام جلیل وکبیر حافظ عماد الدین بن کثیر فرماتے ہیں کہ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونا مراد ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ اور مجاہد اور ابو العالیہ اور ابو مالک اور عکرمہ اور حسن بصری اور قتادہ اور ضحاک وغیرہم سے منقول ہے جیسا کہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قبل از قیامت ثابت اور محقق ہے تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۶ جلد ۹۔

معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت مسیح بن مریم کے آسمان سے نازل ہونے کو قیامت کی علامت نہ سمجھے وہ شیطان ہے۔ تم کو سیدھے راستہ سے روکنا چاہتا ہے اور تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے کہنے میں ہرگز نہ آنا۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی پانچویں دلیل

قال الامام احمد حدثنا عفان ثنا همام ابنائنا قتادة عن عبدالرحمن عن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتی ودينهم واحد وانی اولی الناس بعيسی ابن مريم لانه لم يكن

Marfat.com

نبی بینی وبینه وانه نازل فاذا رایتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران کان راسه یقطروان یصیبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویدعوا الناس الی الاسلام ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلك الله فی زمانه المسیح الدجال ثم تقع الامانة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمارمع البقر و الذئاب مع الغنم و یلعب الصبیان بالحیات لاتضرهم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون وکذا رواه ابو داؤد وکذا فی تفسیر ابن کثیر ص۱٦ ج۳ ، وقال الحافظ ابن حجر رحمة الله علیه رواه ابو داؤد و احمد باسناد صحیح۔ فتح الباری ص۳۵۷ ج٦۔

ترجمہ

امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ مائیں مختلف ہیں شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت کا سب کا ایک ہے۔ اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا۔ ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں ہوگی، صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے۔ سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذہب کو نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے۔ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔

Marfat.com

سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے۔اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چھٹی دلیل

عن الحسن مرسلا قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للیهود ان عیسی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیٰمة۔(اخرجه ابن کثیر فی تفسیر ال عمران ص ۲۰۳۰ ج ۲)

امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے وہ قیامت کے قریب ضرور لوٹ کر آئیں گے۔

اس حدیث میں راجع کا لفظ صراحۃً موجود ہے۔جس کے معنی واپس آنے والے کے ہیں۔محاورۃً یہ لفظ اسی وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسری جگہ گیا ہو اور پھر وہاں سے واپس آئے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی ساتویں دلیل

امام البیہقی کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۳۰۱ میں فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو بکر بن اسحاق انا احمد بن ابراهیم

Marfat.com

ثنا ابن بکیر ثنی اللیث عن یونس عن ابن شهاب عن نافع مولی ابن قتادة الانصاری قال ان اباهریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف انتم اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم واما مکم منکم۔ انتهیٰ۔

ترجمہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہوگا تمہارا کہ جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اور اسناد اس روایت کی صحیح ہیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی آٹھویں دلیل

وعن ابن عباس فی حدیث طویل قال قال رسول الله صلی الله علیه سلم فعند ذلك ینزل عیسی بن مریم من السمآء۔ (اسحاق بن بشیر کنزل العمال ص۲۶۸ ج۷)

ترجمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اس وقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے ان دونوں حدیثوں میں من السماء کا لفظ صراحۃً موجود ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کی نویں دلیل

عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبرفا قوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین

Marfat.com

ابی بکر و عمر۔ (رواہ الجوزی فی کتاب الوفاء و کتاب الاذاحہ ص۷۷)

ترجمہ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکر و عمر کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔ اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں روایت کیا۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دسویں دلیل

حدثنی المثنی ثنا اسحق ثنا ابن ابی جعفر عن ابیه عن الربیع فی قوله تعالی الٓم الله لا اله الاهو الحی القیوم قال ان النصاریٰ اتو رسول الله صلی الله علیه وسلم فخاصموه فی عیسی بن مریم وقالوا له من ابوه وقالوا علی الله الکذب و البهتان لا اله الا هو لم یتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبی صلی الله علیه وسلم الستم تعلمون انه لا یکون ولد الا هو یشبه اباه قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسی یاتی علیه الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئ یکلوه و یحفظه و یرزقه قالوا بلی قال فهل یملك عیسیٰ من ذلك شیئا قالوا لاقال افلستم تعلمون ان الله عزوجل لایخفی علیه شئٌ فی الارض ولافی السماءِ قالوا بلیٰ۔ قال فهل یعلم عیسی من ذلك شیئا الاما اعلم قالوالا۔ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء فهل تعلمون ذلك قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنالا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث

Marfat.com

قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسی حملته امراة کما تحمل المراة ثم وضعته کما تضع المراة ولدها ثم غذی کمایغذی الصبی ثم کان یطعم ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلی قال فکیف یکون هذا کما زعمتم قال فعرفوا ثم ابوافا نزل الله عزوجل الم الله لا اله الا هو الحی القیوم۔ تفسیر ابن جبیر ص ۱۰۸ ج ۳

ترجمہ

ربیع سے الم الله لا اله الا هو الحی القیوم کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ سے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام ابن اللہ نہیں تو پھران کا باپ کون ہے حالانکہ وہ خدائے لاشریک بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہوگیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بیچوں و چگون ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ط وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لایموت ہے یعنی زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم رکھنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رازق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں۔ نصاریٰ نے کہا نہیں۔

Marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم کو خوب معلوم ہے، کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے اور نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے۔ نصاریٰ نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تم کو خوب معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا۔ جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے۔ اور بول و براز بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ نے کہا بیشک ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟

نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر وہ دیدہ دانستہ اتباع حق سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ الٓمٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

ایک ضروری تنبیہ

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے یعنی وہی مسیح مراد ہیں کہ جو حضرت مریم کے بطن سے بنا باپ کے نفخۂ جبرائیل سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری معاذ اللہ نزول سے امت محمدیہ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا تو بیان نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو ہریرہؓ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ اگر احادیث نزول میں مثیل مسیح اور مرزا جی کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے تو لازم آئے گا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسیح کا

Marfat.com

ذکر آیا ہے سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا صاحب ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور استشہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود انہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے جن کے بارے میں یہ آیت اتری، کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں۔ اور علیٰ ہذا امام بخاریؒ اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشا وکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، دونوں جگہ ایک ذات مراد ہے۔ اور اگر بالفرض والتقدیر مرزا جی کے زعم فاسد کی بناء پر ان احادیث میں مثیل مسیح کی ولادت مراد ہے اور اس کا مصداق مرزا جی ہیں تو مرزا صاحب اپنے اندر وہ علامتیں بتلائیں کہ جو احادیث میں نزول مسیح کی ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) تمام ملتوں کا ختم ہو کر فقط ایک ملت اسلام بن جانا کہ روئے زمین پر سوائے اسلام کے کوئی مذہب نہ رہے۔

(۲) خنزیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑ دینا۔ یعنی یہودیت اور نصرانیت کو مٹا دینا۔

(۳) مال کو پانی کی طرح بہا دینا کہ کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ رہے۔

(۴) اور جزیہ کو اٹھا دینا۔

(۵) اور زمین پر اتنا امن ہو جانا کہ بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں سے کھیلنے لگیں۔ ان علامتوں میں سے کوئی بھی علامت مرزا صاحب کے زمانے میں نہیں پائی گئی۔ بلکہ اس کے برعکس اسلام کو تنزل اور صلیبی مذہب کو ترقی اور اسلامی حکومت کا زوال اور نصاریٰ کا غلبہ جس قدر مرزا جی کے زمانہ میں ہوا اس کی نظیر نہ گذشتہ میں ہے اور نہ آئندہ میں۔ ترکی حکومت پر جس قدر بھی زوال آیا وہ تمام کا تمام مرزا جی کے ہی دورِ مسیحیت میں آیا۔ مرزا جی کے زمانہ میں کسر صلیب اور قتل خنزیر کے بجائے خاکم بدہن کسر

Marfat.com

اسلام اور قتل مسلمانان خوب ہوا۔ مرزا جی کے زمانہ میں عیسائی تو کیا مسلمان ہوتے الٹے مسلمان عیسائی ہو گئے۔ مرزا جی جزیہ کو کیا موقوف کرتے خود ہی نصاریٰ کے باج گزار ہو گئے اور اپنی زمینوں کا ٹیکس اور محصول انگریزوں کو دیتے رہے۔ مسیح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت ''یفیض المال حتی لا یقبله احد'' تھی۔ یعنی اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ رہے گا۔ مگر مرزا صاحب مال تو کیا بہاتے خود ہی ساری عمر چندہ مانگنے میں گذری۔ کبھی مکان کے لئے چندہ مانگا اور کبھی مدرسہ کے نام سے اور کبھی منارۃ المسیح کے نام سے اور کبھی لنگر خانہ کے نام سے اور کبھی بیعت کی فیس کے نام سے اور کبھی کتابوں کی اشاعت کے نام سے۔

غرض یہ کہ ہر حیلہ سے مال جمع کرنے کی تدبیریں کرتے رہے اور تحصیل دنیا کے وہ نئے نئے طریقے نکالے کہ جو کسی بڑے سے بڑے مکار اور حیال کے وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتے۔

اس حقیقت کے واضح اور آشکار ہونے کے بعد بھی اگر کوئی بدعقل اور بدنصیب ایسے مکار پر اپنی ایمان کی دولت کو قربان اور نثار کرنا چاہتا ہے تو اختیار ہے۔ ہمارا کام تو حق اور باطل اور محق اور مبطل کے فرق کو واضح کر دینا ہے۔ سو الحمد للہ وہ کر چکے دوا کر چکے اور دعا بھی کرتے ہیں اور آپ سے یہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے رشد و ہدایت کی دعا کریں، اور دوا کا استعمال کریں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اجماع اُمت

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص الحبیر صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں:

اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی رفعه ببدنه حیا

Marfat.com

و انما اختلفوا هل مات قبل ان يرفع او نام۔انتهی۔

یعنی تمام محدثین اور مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے کچھ دیر کے لئے موت طاری ہوئی یا نہیں یا حالت نوم میں اٹھائے گئے۔

اور تفسیر بحرالمحیط کے صفحہ ۴۷۳ جلد ۲ پر ہے:

قال ابن عطية واجمعت الامة على ماتضمنه الحديث المتواتر من ان عيسى فى السماء حى وانه ينزل فى اخر الزمان آه۔

یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

اور تفسیر النہر الماد کے صفحہ ۴۷۳ جلد ۲ پر ہے۔

واجتمعت الامة على ان عيسى حى فى السماء ينزل الى الارض اه۔

اور تفسیر جامع البیان کے صفحہ ۵۲ پر ہے:

والاجماع على انه حى فى السماء وينزل ويقتل الدجال ويويد الدين اه۔(تفسير وجيز)

امام ابوالحسن اشعری قدس اللہ سرہٗ کتاب الابانۃ عن اصول الدیانۃ کے صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں:

قال الله عزوجل يعيسى انى متوفيك ورافعك الى۔ وقال الله تعالى وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه، واجتمعت الامة على ان الله عزوجل رفع عيسى الى السماء اه۔

شیخ اکبر قدس اللہ سرہٗ فتوحات مکیہ کے باب ۷۳ میں فرماتے ہیں:

لاخلاف فى انه ينزل فى اخر الزمان۔

علامہ سفارینی شرح عقیدۂ سفارینیہ صفحہ ۹۰ جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

Marfat.com

کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اوّل آیت وَمِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الآية کی اور ابو ہریرہ کی حدیث نقل کی اب اس کے بعد فرماتے ہیں۔

وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ

فقد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وقد انعقد الاجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذا لشريعة المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها۔

یعنی رہا اجماع! سو تمام امت محمدیہ کا اجماع ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور اہل اسلام میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں۔ صرف فلاسفہ اور ملحد اور بے دین لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کا اختلاف قابل اعتبار نہیں اور نیز تمام امت کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔ مستقل شریعت لے کر آسمان سے نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ وصف نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگا۔ (شرح عقیدۂ سفارینیہ صفحہ ۹۰ جلد۲)

رفع الی السماء اور نزول من السماء الی الارض کی حکمت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماء نے بیان کی ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ كما قال وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عيسى بن مريم رسول الله۔ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم

Marfat.com

یہود سے ہوگا اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تا کہ خوب واضح ہو جائے، کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کر دیا وہ سب غلط ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے ان کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ صفحہ ۳۵۷ جلد ۱۰ پر مذکور ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تا کہ اس ملک کو فتح فرمائیں۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور وفات سے کچھ روز پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے اور نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف مشیر ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ اس لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام ونشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

اور بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ کما قال تعالیٰ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط اور انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا اس لئے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا تا کہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی مدد فرمائیں۔

کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور

Marfat.com

امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تا کہ امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت واعانت کا جو وعدہ تمام انبیاء کر چکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اور باقی انبیاء کی طرف سے وکالتاً ایفا فرمائیں۔

فافهم ذلك فانه لطيف۔

اور بعض علماء نے یہ حکمت (۱) بیان فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی امت کے اوصاف دیکھے تو حق تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ مجھے بھی امت محمدیہ میں سے کر دیجئے۔ حق تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کو آخر زمانہ تک باقی رکھا اور قیامت کے قریب دین اسلام کے لئے ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تا کہ قیامت کے نزدیک ان کا حشر امت محمدیہ کے زمرہ میں ہو۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ

---

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے اسرار وحکم کے بارے میں اس ناچیز نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ طالبان حق اس رسالہ کو ضرور دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ رسالہ موجب سکینت وطمانینت ہوگا۔ اس رسالہ کا نام لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں

حافظ شمس الدین ذہبی تجرید میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی اصابہ میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم جس طرح نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اسی طرح صحابی بھی ہیں۔ اس لئے کہ مسیح بن مریم علیہما السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں بحالت حیات وفات سے پیشتر اسی جسد عنصری کے ساتھ دیکھا ہے اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں اپنی اپنی وفات کے بعد دیکھا ہے۔

روی ابن عساکر عن انس قلنا یارسول الله راینا صافحت شیئا ولا نراه قال ذلك اخی عیسی بن مریم انتظرته حتی طرافه فسلمت علیه۔ زرقانی شرح مواهب ص ۳۴۷ ج ۵۔

ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم نے آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے دیکھا مگر اس شخص کو نہ دیکھا جس سے آپ نے مصافحہ فرمایا ارشاد فرمایا کہ وہ میرے بھائی عیسیٰ بن مریم تھے میں ان کا منتظر رہا یہاں تک کہ وہ اپنے طواف سے فارغ ہوئے تب میں نے ان کو سلام کیا۔

وروی ابن عدی عن انس بینا نحن مع النبی صلی الله علیه وسلم اذا راینا بردا ویدا فقلنا یارسول الله ماهذا الذی رأینا والید قال قد رایتموه فقلنا نعم قال ذلك عیسیٰ ابن مریم سلم علی۔

ابن عدی نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اچانک ایک چادر اور ایک ہاتھ نظر آیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ

Marfat.com

میرے بھائی عیسیٰ بن مریم تھے۔ جنہوں نے اس وقت مجھ کو سلام کیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر ہونا، تو دلائل حیات سے معلوم ہو چکا تھا، مگر احادیث معراج اور ابن عساکر اور ابن عدی کی روایت سے ملاقات بھی ثابت ہوگئی۔ اس لئے اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت فرمائیں تو اس روایت کو علیٰ شرط البخاری حدیث متصل سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ امام بخاری کے نزدیک اتصال روایت کے لئے ثبوت لقاء شرط ہے اور امام مسلم کے نزدیک محض معاصرت کافی ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا بطور الغاز اور معمہ اپنے ایک قصیدہ میں ذکر کیا ہے۔

من باتفاق جمیع الخلق افضل من

خیر الصحاب ابی بکر و من عمر

وہ کون شخص ہے کہ جو بالاتفاق ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بھی افضل ہے۔ کہ جو تمام صحابہ سے افضل و بہتر ہے۔

ومن علی ومن عثمان و ھو فتی

من امۃ المصطفیٰ المختار من مضر

اور وہ شخص علیؓ اور عثمانؓ سے بھی افضل ہے حالانکہ وہ شخص محمد مصطفےٰ کی امت کا ایک فرد ہے۔

الشی بالشی یذکر ایک شے کے ذکر سے دوسری شے یاد آ ہی جاتی ہے۔ حافظ عسقلانی اصابہ میں فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام جمہور محدثین کے نزدیک نبی ہیں مگر صحابی بھی ہیں جیسا کہ بعض روایات سے خضر علیہ السلام کی ملاقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتی ہے تفصیل اگر درکار ہو تو اصابہ کی مراجعت فرمائیں۔

عبد ضعیف کہتا ہے (عفا اللہ عنہ) کہ اس روایت میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

بھی خضر علیہ السلام سے ملاقات مذکور ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ انس بن مالکؓ دو پیغمبروں کے صحابی ہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ یہ کلمہ شاید خلاف حق نہ ہوگا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ اللهم انى اعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسيح الدجال واعوذبك من فتنة المحيا والممات۔ امين

برحمتك يا ارحم الراحمين

ياذاالجلال والاكرام

وانا العبد الضعيف المدعو!

محمد ادريس الكاندهلوى

اجاره الله تعالىٰ من خزى الدنيا وعذاب الآخرة۔ امين

Marfat.com

اسلام اور عیسائیت نیز اسلام اور مرزائیت سے متعلق اہم علمی مباحث

اسلام اور نصرانیت

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی سات کتابوں کا مجموعہ

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی — لاہور

Marfat.com

انجیل برناباس

اُردو

ترجمہ

مولانا محمد حلیم انصاریؒ

مقدمہ

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ

ترتیب و پیشکش

جناب خالد محمود صاحب (سابق یوئیل کندن)

ناشر

ادارہ اسلامیات کراچی۔ لاہور

Marfat.com

اِعجازِ عیسوی جدید

تالیف

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہٗ

تحریف بائبل اور اس میں موجود تضادات پر نامور محقق کی نادر علمی تحریر
اردو کے نئے پیرہن میں ــــ تردید عیسائیت پر حوالہ کی مشہور کتاب

تسہیل و تحقیق و تشریح و حواشی

حضرت مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
جناب مولانا محمد محترم فہیم عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
جناب مولانا حسین احمد نجیب

اِدارہ اِسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور - فون ۷۳۲۴۴۱۲ - فیکس ۷۳۲۴۷۸۵ - ۴۲ - ۹۲
۱۹۰ - انارکلی، لاہور، پاکستان - فون ۷۲۲۳۹۹۱ - ۷۲۵۳۲۵۵
موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

Marfat.com

اسلام، عیسائیت
اور
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

تالیف

جناب خالد محمود صاحب

سابق یونیل کنڈن

پبلشرز ۰ بک سیلرز ۰ ایکسپورٹرز

ادارۂ اسلامیات

موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی۔ فون: ۷۷۲۲۴۰۱

۱۹۰۔ انار کلی، لاہور، پاکستان۔ فون: ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور۔ فون: ۷۳۲۴۴۱۲ - فیکس: ۹۲-۴۲-۷۲۲۴۷۸۵

Marfat.com

اسلام اور عیسائیت نیز اسلام اور مرزائیت سے متعلق اہم علمی مباحث

اسلام اور نصرانیت

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی سات کتابوں کا مجموعہ

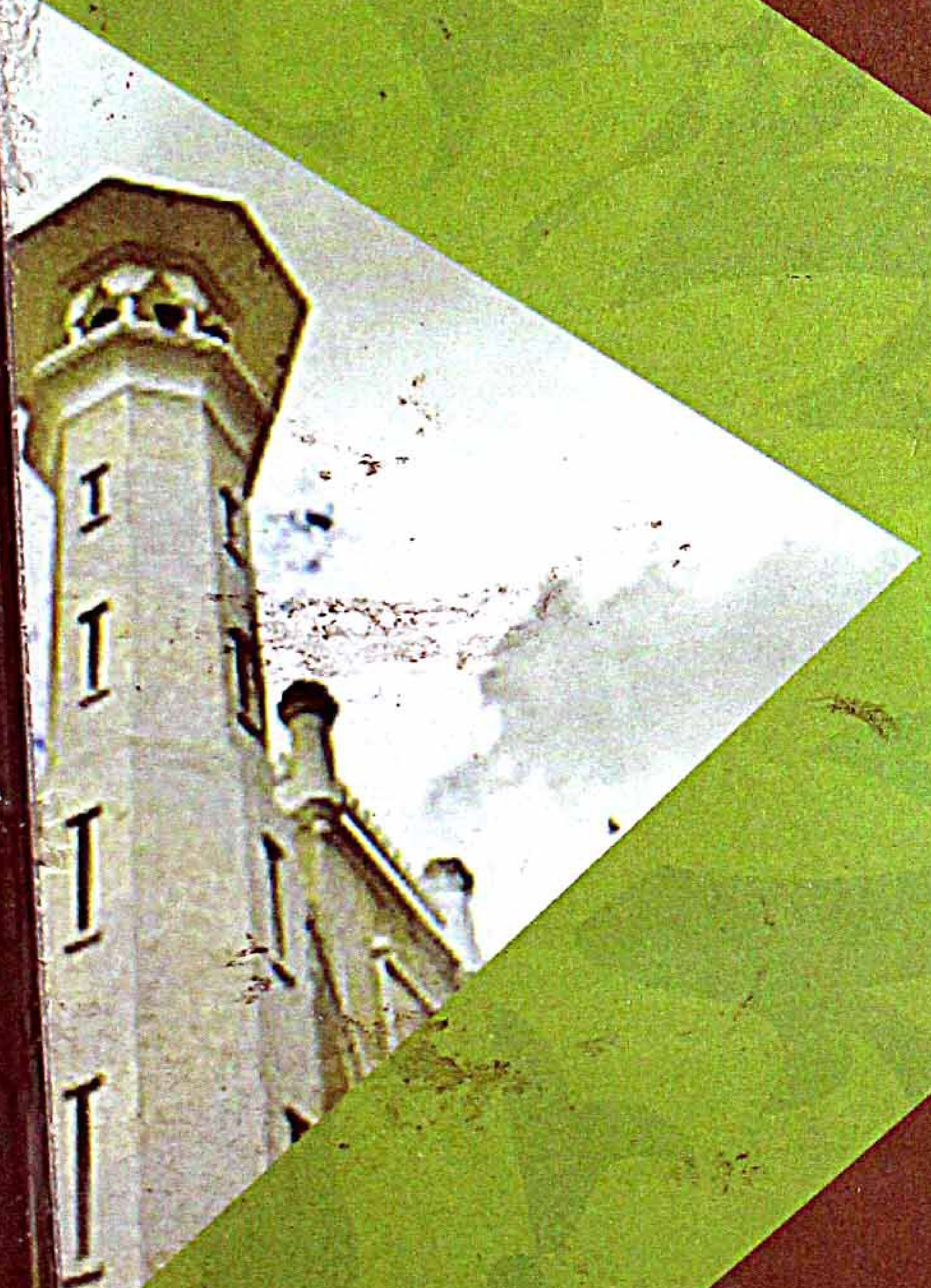

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی — لاہور

Marfat.com